جنسی تعلیم: قرآنی تعلیمات کے تناظر میں

ڈاکٹر محمد آفتاب خان
ڈاکٹر محمد احسن

۲۰۱۲

SULEMANI.COM.PK

فہرست مضامین

ابواب	موضوعات	صفحات
	آغاز سخن	7
اوّل	انسانی زندگی میں جنسی تعلیم کی ضرورت واہمیت	13
	پس منظر۔اسلامی اور جدید تہذیبی اقدار کا موازنہ۔ جنسی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت	
دوم	ترقی یافتہ ممالک میں جنسی تعلیم :ایک طائرانہ جائزہ	25
	جنسی تعلیم کی تعریف ۔مغرب میں جنسی تعلیم کے موضوع پر بحث ومباحثہ۔مربوط جنسی تعلیم کے مخالف گروہ۔جنسی تعلیم کے نتائج جنسی تعلیم کی ناکامی کی وجوہات ۔مغرب میں جنسی بے راہ روی کے چنداہم ترین عوامل ۔جنسی تعلیم اور چرچ۔امریکہ میں ایک صنفی سکول	
سوئم:	جنسی تعلیم :اسلامی تناظر میں	46
	جنسی تعلیم اور مسلم سوسائٹی ۔جنسی تعلیم کی اسلامی بنیادیں اسلام کے دوراولین میں جنسی تعلیم ۔اسلامی جنسی تعلیم کی خصوصیات جنسی جذبہ:ایک سنجیدہ موضوع ۔پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات	
چہارم:	جنسی تعلیم :قرآنی تعلیمات کے تناظر میں	63
	جنسی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کا اجمالی جائزہ۔(گوشوارہ نمبر 1) قرآنِ کریم میں جنسی تعلیم کی ایک اہم مثال	

SULEMANI.COM.PK

پنجم: تخلیق آدم وحوا اور شادی ربیاہ 76

تخلیق آدم وحوا۔نسل انسانی میں اضافہ۔آدم علیہ السلام کی تقرری
بطور خلیفہ فی الارض۔نکاح اور زوجین۔زوجین کا تصور۔
پیغمبروں کی بیویاں اور بچے۔شادی رنکاح کی اہمیت۔
مقاصد نکاح۔جنت میں حوروں کی موجودگی۔صالح رپاکیزہ بیویاں
مسلم بیویوں کی صفات۔مختلف افراد کے درمیان رشتہ مناکحت

ششم: زوجین کے مابین ازدواجی تعلقات 87

مباشرت کے آداب۔زوجین ایک دوسرے کا لباس ہیں
اعتکاف کے دوران مباشرت کی ممانعت۔تجرد یا متلاہانہ زندگی
حمل اور اس کا دورانیہ۔تخلیقی عمل اور رحم میں جنین کی مختلف حالتیں
بڑھاپا اور بانجھ پن نکاح سے متعلقہ دیگر مسائل۔مہر۔طلاق اور عورت
نشوز۔طہارت و پاکیزگی۔خواتین کے لئے طہارت کے مخصوص احکامات
حالت حیض میں مباشرت کی ممانعت

ہفتم: عورتوں کے حقوق 108

دورِجدید اور عورت۔مرد وزن کی مساوات۔مہر کی ادائیگی
ایک سے زائد بیویوں کے درمیان انصاف۔بیویوں کے
ساتھ فیاضانہ سلوک۔مطلقہ خواتین کے لئے معاش کی فراہمی
بچوں کی پرورش۔عورت کی عزت ووقار کا احترام۔حقوق وراثت

ہشتم: چند سماجی وجنسی مسائل 122

مسئلہ تذکیر وتانیث۔ضبط ولدرت۔عریانیت۔جنسی انحرافات
ہم جنسی پرستی۔شراب نوشی۔عورتوں کی بہبود کے اقدامات
والدین اور بچوں کے تعلقات

نہم: مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت 136

بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت ۔جنسی تعلیم کے مراحل ۔
پیدائش سے تین سال تک کی عمر ۔تین سے پانچ سال کی عمر
پانچ سے سات سال کی عمر ۔مغربی مما لک میں مسلمان نوجوانوں
کے مسائل

دہم: قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جنسی تعلیم کے نصاب کی تیاری 151

مغربی جنسی تعلیم کی بنیادی خرابی ۔مغربی مما لک میں مسلمان بچوں
کی تربیت کے چند اصول ۔جنسی تعلیم کا ایک عمومی جائزہ ۔
جنسی تعلیم کے مجوزہ نصابِ تعلیم کا خاکہ ۔انسان کی جنسی نشوونما
بارآوری، قیام حمل اور رحم میں بچے کی نشوونما ۔جنسی امراض ۔
شرم وحیا اور عصمت وعفت کا تصور ۔ چند دیگر موضوعات ۔

ضمیمہ جات

الف 163

ب 179

ج 190

د 200

حوالہ جات (کتب ورسائل)

اردو/عربی 201

انگریزی 202

❀❀❀

SULEMANI.COM.PK

آغازِ سخن

یورپی ممالک اور امریکہ، آزادیٔ رائے کے نام پر اپنا یہ حق سمجھتے ہیں کہ ہر قسم کے خیالات کا اظہار کریں چاہے اس سے مسلمانوں کی کتنی ہی دلآزاری کیوں نہ ہوں۔ آکسفورڈ، کیمبرج اور دیگر امریکی یونیورسٹیاں اس قسم کا لٹریچر دھڑا دھڑ شائع کرتی رہتی ہیں جس میں اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی ہوتی ہے لیکن یہ ادارے اپنے خیالات، طرزِ زندگی تہذیب و ثقافت کے بارے میں کبھی بھی کوئی تنقیدی رائے یا اسلام کے بارے میں کوئی ایسی حقیقی بات شائع کرنے کو تیار نہیں ہوتے جو ان کے بارے میں صحیح امور کو واضح کرنے والی ہو اور اسے کسی نہ کسی بہانے ٹالتے رہتے ہیں۔ گذشتہ ایک صدی میں ایسا بہت سا لٹریچر، جو ''معروضی ریسرچ'' (Objective Research) کی نام نہاد آڑ میں، ان اداروں نے شائع کیا ہے لیکن ہمارے علم کی حد تک کوئی ایسی تحریر شائع نہیں ہوئی جسے علمی طور پر قابل قدر گردانا جا سکے۔ اس کی تازہ ترین مثال گذشتہ ایک دو دہائیوں میں شائع ہونے والے کارٹونوں اور اس قسم کے دل آزار واقعات سے لگایا جا سکتا ہے جو اہل مغرب ایک تسلسل کے ساتھ شائع کر رہے ہیں اور جنہیں ان ممالک کی حکومتوں کی آشیرباد بھی حاصل ہے۔ اس سے اب اہل نظر بخوبی آگاہ ہو گئے ہیں کہ اہل مغرب کے ہاں لینے اور دینے کے دو پیمانے ہیں۔

انسانی زندگی میں جنسیت کا موضوع اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود، مسلم ممالک/ معاشروں میں بہت حساس سمجھا جاتا ہے اور اس بارے میں برسر عام گفتگو یا تحریر کو ایک شرمناک فعل سمجھا جاتا ہے۔ تاہم موجودہ زمانے میں میڈیا میں جنسی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں جاری بحث مباحثہ نے مسلم ممالک میں اس کے بارے میں ایک عمومی بیداری کی لہر پیدا کر دی ہے۔ اس کے تحت اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ

اس موضوع پر اسلامی تعلیمات و اقدار کی روشنی میں تحقیق کی جائے۔ اس کی فوری ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بیجنگ کانفرنس (۲۰۰۰) میں بہت سے مسلم ممالک کی حکومتوں کے نمائندوں نے مادر پدر آزاد جنسی افعال کے تصور کی حمایت کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ ظاہر ہے کہ اس تصور کو تسلیم کرنے سے اسلامی اقدار و اخلاق کا وہ تمام ڈھانچہ تباہی سے دوچار ہوجاتا جس کی بنیاد شرم وحیا کے تصور پر ایک خاندانی نظام کی شکل میں گذشتہ چودہ صدیوں سے مسلم معاشرے کو آزاد اور باوقار حیثیت سے قائم رکھے ہوئے ہے۔ مسلم ممالک کے خلاف مغربی استعمار کے اس در پردہ اور خفیہ ایجنڈے کو بھانپ لینا کوئی ایسا مشکل کام نہیں کیونکہ اس استعمار نے گذشتہ دوصدیوں تک مسلم ممالک (بالخصوص برصغیر ہندو پاک) پر اپنے قبضے کے دوران جس قدر کوششیں بھی مسلم تشخص کو تباہ و برباد کرنے کی کیں اس میں انہیں بہت زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وہ ان ممالک میں ایک قلیل اقلیتی طبقہ (اینگلو انڈین اور اینگلو محمڈن) بنانے میں کامیاب ہوئے جس کی سوچ اور ذہنی وفاداری کا مرجع و منبع مغربی تہذیب و اقدار ہیں تاہم مسلم عوام کی ننانوے فی صد سے بھی زائد تعداد اپنے دینی تشخص اور تہذیبی اقدار کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوئی۔ تاہم انگریز کے جانے اور بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد مسلسل ریشہ دوانیوں اور چالبازیوں سے کام لیتے ہوئے یہ طبقہ اقتدار پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

مسلم تشخص کو تباہی سے دوچار کرنے کے لئے استعمار کا ایجنڈا یہ ہے کہ اس کے خاندانی نظام کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا جائے۔ اور اس ماں کی گود کو بانجھ کر دیا جائے جس کی لوریوں کو سن کر مسلم نوجوان نسل میں محمد بن قاسم، غازی علم الدین شہید اور عامر چیمہ جیسے نوجوان پیدا ہوتے ہیں!...... انہوں نے انسانی جبلت کے طاقتور ترین داعیے لیکن انسانی فطرت کے کمزور ترین پہلو کو نشانہ بنانے کے لئے مسلم معاشرے کو جنسی بے راہ روی کی راہ پر ڈال کر خاندانی نظام کو سبوتاژ کرنے کا ایک باقاعدہ منصوبہ بنایا ہے جس پر یہود و ہنود اور دیگر مغربی طاقتیں غیر سرکاری تنظیموں کے بھیس میں مختلف سماجی و تعلیمی

پہلوؤں سے تمام مسلم مما لک بالخصوص پاکستان میں بہت زور شور سے کام کر رہی ہیں۔ تاہم امت مسلمہ کا سوادِ اعظم، جیسا کہ سطور بالا میں اشارہ کیا گیا، اپنے دینی تشخص اور اسلامی روایات کو کسی صورت بھی کھو دینے کو تیار نہیں۔ اگر چہ یہ امر بہت قابل قدر ہے تاہم اس کو مزید تقویت پہنچانے کے لئے نوجوان نسل کی مثبت دینی تربیت کرنی ضروری ہے تاکہ وہ اس دام ہمرنگ زمین سے محفوظ رہ سکیں۔

اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ مغربی استعمار کی ان خفیہ اور دور رس مضمرات کی حامل چالوں میں سے ایک چال مسلم معاشرے کی عورت کو نام نہاد آزادی، مرد و زن کی مساوات اور معاشی خودمختاری کے دل خوش کن نعروں کے ذریعے گمراہ کرنا بھی ہے اور یہ کام مسلم معاشرے کے نام نہاد روشن خیال طبقے کی خواتین کے ذریعے مختلف غیر سرکاری تنظیموں کے تحت سرانجام دیا جا رہا ہے۔ مقصد ان تمام تر کوششوں کا ایک ہی ہے کہ کسی طرح خواتین اور نوجوان نسل (لڑکے اور لڑکیوں دونوں) کو مادر پدر آزاد جنسیت (Free Sex) کے اس سفر پر گامزن کر دیا جائے جس پر آج سے ایک دو صدی قبل یورپ کی عورت کو ڈالا گیا تھا۔ یاد رہے کہ یورپ کی عورت بھی اس گڑھے میں جان بوجھ کر نہیں گری تھی بلکہ وہ دنیا کی دو عظیم جنگوں اور صنعتی انقلاب کی وجہ سے معاشی تنگی سے اس قدر بے حال ہو گئی تھی کہ اسے گھر سے باہر نکل کر کارخانوں اور دفتروں میں کام کرنا پڑا جہاں سرمایہ دار نے نہ صرف ان کا معاشی استحصال کیا بلکہ وہ ان کی عزت و عصمت کا سوداگر بھی بن گیا۔ اس پر مزید ظلم عیسائی راہبوں کی اس خودساختہ گمراہ کن تعلیمات نے ڈھایا جس کی بناء پر نکاحِ ثانی کی اجازت نہ ہونے کی بناء پر ایک عورت اپنی فطرت خواہشات کی تکمیل کے لئے جنسی بے راہ روی کے اس طوفانی رو میں بہہ گئی جو کارخانوں کے شہروں میں قیام کی وجہ سے شہروں کی جانب آبادی کے انخلاء/ بہاؤ (Urbanization) کی وجہ سے وجود میں آیا تھا اور جہاں کسی قسم کی کوئی اخلاقی رکاوٹ بھی نہیں تھی جو گاؤں/ دیہاتوں میں لوگوں کے ایک دوسرے کو جاننے کی وجہ سے ہوتی ہے کہ شہروں میں تو ایک پڑوسی دوسرے کو پہچانتا تک بھی نہیں!

SULEMANI.COM.PK

مسلم ممالک، بالخصوص پاکستان کی عورت بھی آج اسی دوراہے پر کھڑی ہے اور قریباً انہی حالات سے دوچار ہے جس قسم کے حالات سے ڈیڑھ دوصدی قبل یورپ کی عورت دوچار تھی۔ معاشی بدحالی، سرمایہ دارانہ/ جاگیردارانہ نظام کے سودی کاروبار کی وجہ سے معاشی وسائل چند گھرانوں تک مرتکز ہونے اور نام نہاد دنیاوی سٹینڈرڈ کی دوڑ نیز دینی تعلیمات سے آگاہ نہ ہونے کی بناء پر وہ بھی مجبور ہوگئی ہے کہ اپنے اور اپنے خاندان کا پیٹ بھرنے کے لئے گھر سے باہر نکلے اور جس کے نتائج بھی عین اسی طرح ہوں گے جس سے یورپ کا معاشرتی ڈھانچہ تباہ و برباد ہو چکا ہے!

جیسا کہ سطورِ بالا میں اشارہ کیا گیا کہ ان غیر سرکاری تنظیموں کا ایجنڈا پاکستان میں اسلام کے خاندانی نظام کو ختم کرنا ہے۔ اس کی ایک بہت نمایاں مثال آغا خان بورڈ پاکستان کے Health Education Leading Program (HELP) کے پلیٹ فارم سے جاری کردہ وہ سوالنامہ ہے جو نویں سے گیارہویں جماعت کے طلبا اور طالبات سے پوچھا گیا (باب اول)۔ جس نے پاکستان کے تمام صحیح الفکر اور تعلیم یافتہ طبقے کو ہلا کر رکھ دیا اور جنہوں نے گذشتہ چند سالوں میں نہایت مدلل انداز میں اس کی تردید کی۔ تاہم حکومتی حلقوں کی جانب سے اس قسم کی تنظیموں کی حمایت وہلہ شیری جو وہ ''نام نہاد روشن خیالی'' کے تحت کرتے ہیں، انہوں نے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے کوششیں جاری رکھیں۔

موجودہ کتاب، جنسیت کے موضوع پر کتب کی سیریز کی تیسری کڑی ہے۔ اس سے قبل ایک انگریزی کتاب Sex And Sexuality in Islam کے عنوان سے ۲۰۰٦ء میں شائع ہوئی تھی۔ اہل علم کے تقاضے پر اس کا ترجمہ ''جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں'' کے نام سے ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا تھا۔ زیرِ نظر کتاب میں ہم نے اپنی تمام تر توجہ ان تعلیمات کو واضح کرنے پر مرکوز کی ہیں جو قرآن کریم میں جنسی تعلیم کے موضوع سے متعلق ہیں۔ اس ضمن میں ان تمام سورتوں/ آیات کو ایک گوشوارے کی صورت میں واضح انداز میں مختلف موضوعات کے تحت پیش کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو اس الہامی کتاب

میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہ نمائی کے لیے جنسیت کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔ ہماری معلومات کی حد تک اس طرح کا گوشوارہ پہلی مرتبہ پیش کیا گیا ہے۔ یہاں ایک عام قاری کے لئے یہ امر باعث دلچسپی ہوگا کہ قرآن حکیم میں ۶۵ سے زائد سورتوں کی کم از کم ۴۰۰ آیات میں انسانوں کی جنسیت اور خاندانی نظام نیز اس سے متعلقہ دیگر پہلوؤں پر راہ نمائی دی گئی ہے۔ جس کی مزید تفصیل اور عملی شکل، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن کو ان کی جنسی زندگی میں پیش آمدہ مسائل و معاملات کے بارے میں راہ نمائی فرمائی۔ مزید برآں، گذشتہ چودہ صدیوں میں فقہائے کرام اور دیگر اہل علم نے قرآن وسنت کی راہ نمائی میں جہاں زندگی کے دیگر تمام پہلوؤں کے بارے میں تفصیلی فقہی احکامات وقوانین وضع کئے وہاں انسانی زندگی کا اہم ترین پہلو جنسیت بھی ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں رہا اور اس طویل عرصے کے مختلف ادوار میں فقہی کتابوں (جن کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز کرتی ہے) کی اشاعت ہوتی رہی جس کا سلسلہ مختلف ملکوں کی زبانوں میں آج تک ہو رہا ہے اور جن احکامات و قوانین پر دنیا کے کونے کونے میں رہنے والی امت مسلمہ اپنی زندگی میں عمل پیرا ہے۔

یاد رہے کہ اس مختصر کتاب میں قرآنی احکامات وقوانین، بچوں/ بالغ اور بڑی عمر کے لوگوں کی جنسی تعلیم و تربیت کے لئے ایک بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ تاہم مختلف عمر اور جسمانی و ذہنی نشو ونما کا خیال کرتے ہوئے علیحدہ علیحدہ نصابی کتب کی تیاری کا کام ان مسلمان اہل علم کا فرض ہے جو تعلیم کے شعبے سے تعلق رکھتے ہیں بالخصوص نصابی کتب کے ماہرین (Pedagogy Experts)۔ یاد رہے کہ اس ضمن میں ایک عظیم الشان کام ان فقہی قوانین کی شکل میں فقہائے کرام نے گذشتہ چودہ صدیوں پہلے ہی سے مرتب اور مدون کیا ہوا ہے تاہم جسے عربی/ فارسی کتب کے بہت بڑے ذخیرۂ کتب کے لاکھوں صفحات میں موجودہ زمانے کی تعلیمی وتدریسی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سرانجام دیا جانا ضروری ہے۔ توقع ہے کہ ہماری یہ کوشش اس ضمن میں امت مسلمہ کے اہل علم کے لئے تفصیلی کام کرنے کے لئے ان بنیادی پتھروں کی مانند ہوگی جو کسی عمارت کی بنیاد میں

ہمیشہ کے لئے گمنامی میں پڑے رہتے ہیں تاہم ان پر بہت ہی مضبوط اور بلند و بالا عمارت کی تعمیر بندگان خدا کے لئے باعث آرام ہوسکتی ہے!

ہمیں امید ہے کہ اس ضمن میں کی گئی یہ کوشش جنسی تعلیم وتربیت کے بارے میں پائی جانے والی بہت سی غلط فہمیوں اور مغالطّوں کا تدارک کرنے میں بھی کامیاب ہوگی جو مسلم معاشرے میں بالخصوص اور دیگر لوگوں کے ذہنوں میں اسلامی تعلیمات کے اس پہلو کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔ امید کی جاسکتی ہے کہ مسلم ممالک کی حکومتیں، سیاسی جماعتیں، اور دانشور، مسلم نوجوان نسل کے لئے بالخصوص اور بنی نوع انسان کے لئے بالعموم اس راہ نمائی کو عام کرنے میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کوشاں ہوں گے جو اسلامی تعلیمات کی شکل میں آج بھی انسانیت کے تمام مسائل و مشکلات بالخصوص جنسی انارکی کا علاج کرنے کی بدرجۂ اتم صلاحیت سے بہرہ مند ہیں۔

اس کام کی تکمیل میں متعدد اہل علم سے راہ نمائی اور مدد ملی جس کے لئے ہم ان تمام کے دلی گہرائیوں سے شکرگزار ہیں۔ ہم اپنی مسلم دانشور بہن سدرا نعیم کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا خوشگوار فرض سمجھتے ہیں جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ محترمہ ایک عرصے سے برطانیہ میں دینی تعلیم کی اشاعت کا کام سرانجام دے رہی ہیں۔ مزید برآں ڈاکٹر مولانا عبدالحکیم اکبری صاحب گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان بھی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں جنہوں نے قرآنی آیات کا مطالعہ کرکے ان کی تصحیح فرمائی۔ آخر میں ہم اپنے اہل خانہ کا بھی دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض سمجھتے ہیں جن کے تعاون سے ہمیں اس علمی کام کے لئے فراغت کے لمحات ملے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو اپنے خاص کرم سے نوازیں۔

ڈاکٹر محمد آفتاب خان
ڈاکٹر محمد احسن

راولپنڈی
دسمبر ۲۰۱۳ء

❀❀❀

SULEMANI.COM.PK

باب اوّل:

انسانی زندگی میں جنسی تعلیم کی ضرورت واہمیت

پس منظر:۔

انسانی زندگی میں جنسیت کا موضوع، اسلامی نقطہ نظر سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ پیدائش آدم کے وقت، اللہ تعالیٰ نے اسے دیگر مخلوقات پر ایک فوقیت یوں عطا فرمائی کہ انہیں ارادہ واختیار (عقل) کی تمیز دی تاکہ وہ اپنے اعمال وافعال کو آزادانہ استعمال کر سکیں اور ان کے خود ذمہ دار ہوں۔ اس کے برعکس، حیوانات اپنی جبلت کے پابند ہوتے ہیں جس سے ہٹ کر وہ کوئی فعل سرانجام نہیں دے سکتے۔ چونکہ انسانی زندگی میں جنسی جبلت کا ایک بہت اہم کردار ہے اس لئے اسلام کے دورِ اول میں مسلمان مرد اور عورتیں، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ سے بلا جھجک اور شرم و حیا، اپنے تمام اشکالات اور مسائل حتیٰ کہ جنسی مسائل بھی دریافت کرلیا کرتے تھے جو انہیں اپنی نجی اور انفرادی زندگی میں پیش آتے تھے اور نبی ﷺ ان تمام سوالات کے جوابات دے کر ان کی تسلی کرا دیتے تھے۔ ان سوالات کا یہ فائدہ بھی ہوتا تھا کہ نہ صرف اس زمانے میں لوگوں کو اپنی زندگی میں جنسیت کے حوالے سے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا آسان ہوجاتا تھا بلکہ ان کے اس جذبۂ تجسس اور سوالات کی وجہ سے وہ راہ نمائی، جو انہیں رسول اللہ ﷺ سے براہ راست حاصل ہوتی تھی، وہ آج تک (بلکہ قیامت تک) کے مسلمانوں کے لئے راہ نمائی کا ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ محدثین کرام نے ان تمام احادیث کو آنے والی امت

SULEMANI.COM.PK

کے لئے محفوظ کر دیا جس سے فقہائے کرام نے مزید تفصیلی احکامات اس وقتِ نظر کے ساتھ منضبط کئے کہ ان پر دنیا بھر میں موجود کروڑوں مسلمان گذشتہ چودہ صدیوں سے اپنی زندگیوں میں عمل پیرا ہیں۔ اس لحاظ سے ہمیں اس امر کا پختہ یقین ہے کہ جنسی امور کے بارے میں یہ ہدایات اور راہ نمائی، مسلمان بچوں کو ان کی عمر اور جسمانی و ذہنی نشو ونما کے ساتھ ساتھ فراہم کرنی چاہیے۔ اس ضمن میں اولین کردار والدین کو ادا کرنا چاہئے کہ اوائل عمر سے وہ بچوں کو اپنے عمل سے ان امور کی تعلیم دیں جسے دیکھ کر وہ اپنی زندگی میں ان افعال کو کرنے کے عادی ہو جائیں۔ نیز اس بارے میں سکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بھی جنسی تعلیم کے لئے تعلیمی نصاب وضع کریں تا کہ گھر کے ساتھ ساتھ، عمر میں اضافے اور تعلیمی استعداد میں ترقی ہونے کی وجہ سے ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا چلا جائے تا کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک وہ ان تمام مسائل سے آگاہ ہو جائیں جن پر عمل کر کے وہ نہ صرف ایک اچھے مسلمان بن سکیں بلکہ اپنی ذاتی زندگی میں جنسی مسائل کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلفشار اور ذہنی پراگندگی سے بھی بچ سکیں جو موجودہ زمانے میں ٹی وی، انٹرنیٹ، ڈش کے علاوہ دیگر پرنٹ میڈیا کے ذریعے جنسی بے راہ روی کے ایک طوفان کی شکل میں پھیلایا جارہا ہے۔

قبل ازیں کہ ہم اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ جنسی تعلیم کے بارے میں چند ضروری تصریحات کر دی جائیں مثلاً کیا جنسی تعلیمات کا دائرہ اس حد تک محدود ہے کہ

- ایک انسان کو اس کے جسمانی جنسی و تولیدی اعضا کی ساخت اور افعال کا علم ہو جائے؟
- کیا اسے شادی کے بعد میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات کا علم ہو جائے؟
- کیا یہ تعلیم اس حد تک محدود ہے کہ تولید و تناسل کے ذریعے بچوں کی پیدائش اور

ان کی پرورش و دیکھ بھال کے ذریعے خاندانی نظام کی تشکیل ہو جائے؟

- کیا اس تعلیم کا صرف یہ مقصد ہونا چاہئے کہ انسان کو ان تمام متعدی امراض کا علم ہو جائے جو ناجائز جنسی افعال میں مبتلا ہونے سے کسی انسان کو لاحق ہو سکتے ہیں مثلاً سوزاک، ایڈز وغیرہ؟ یا
- اس کا مقصد غیر شادی شدہ لڑکیوں کے ناجائز حمل کے تدارک یا اسقاط حمل کرانے کی سہولت تک محدود ہونا چاہئے (جیسا کہ مغربی ممالک میں یہ تصور پایا جاتا ہے)؟ اور
- کیا جنسی تعلیمات کا مقصد، نوجوان نسل کو ناجائز جنسی افعال سرانجام دینے کے لئے ایک اجازت دینے کے مترادف ہے؟ یا
- جنسی تعلیمات کا مقصد نہ صرف ضروری جنسی معلومات فراہم کرنا ہے بلکہ اس کے ذریعے وہ تمام اسلامی راہ نمائی بھی دی جانی چاہئے جو ایک مسلمان نوجوان لڑکے یا لڑکی کو ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی جانب راغب کر سکے اور یوں وہ اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل پیرا ہو کے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے ہمکنار ہو سکیں؟ ...... یہ اور اس قسم کے دیگر متعدد سوالات ہیں جن کا جواب آئندہ صفحات میں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱.۲- اسلامی اور جدید تہذیبی اقدار کا موازنہ:

اس ضمن میں اس امر کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ ۲۰۰۰ء میں اقوام متحدہ (United Nations) اور مختلف غیر سرکاری تنظیموں (Non-Government Organizations / NGO`s) کے تحت چین کے شہر بیجنگ میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس کی کاروائی کے مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس کانفرنس کے شرکاء نے ہزاروں سال سے ان انسانی اور اخلاقی اقدار کو بری طرح سے

نظر انداز کیا ہے جو دنیا کے تمام مہذب ممالک اور تہذیبوں میں رائج تھے۔ دراصل جدید تہذیب کے داعی ترقی یافتہ ممالک (Developed Countries) کی یہ کوشش ہے کہ وہ اپنے ممالک میں رائج الوقت جدید اقدار و روایات کو ترقی پذیر ممالک (Developing Countries) بالخصوص مسلمان ممالک پر لاگو کریں جو لازماً ان اقدار وروایات کے خلاف ہیں جو مغربی ممالک میں رائج ہیں۔ واضح رہے کہ کسی ملک کے رسم ورواج اور تہذیبی وثقافتی اقدار کا براہ راست تعلق ان کے مذہب (دین) کی روایات اور اخلاقی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھتا ہے جس پر ان ممالک کے باشندے ہزار ہا سال سے عمل کرتے چلے آتے ہیں اور جنہیں کسی شخص یا ادارے کے کہنے پر تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

بیجنگ کانفرنس کی سفارشات پر عملدرآمد کرانے کے ضمن میں بہت سے اہم ترین سوالات مختلف علمی و مذہبی ہیں حلقوں کی جانب سے اٹھائے گئے تھے (اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے)۔ پاکستان میں بھی میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک) میں یہ اکثر زیر بحث رہتا ہے۔ دوسری جانب مختلف تنظیموں کی جانب سے ان سفارشات پر عملدرآمد کرانے کی کوششیں بھی جاری ہیں۔ انہی میں سے ایک بنیادی سروے تعلیم صحت کے تحت (Health Education Learning Program-HELP) کے نام سے آغا خان بورڈ آف ایجوکیشن پاکستان (Anon, 2005) نے کیا۔ اس سروے کے ذریعے جنسی تعلیم کا موضوع ایک بار دوبارہ ملکی سطح پر زیر بحث آیا۔ اس سروے کا مقصد بظاہر نویں سے گیارہویں جماعت کے طلبا وطالبات سے ان کی جنسی صحت کے بارے میں معلومات کا حصول تھا۔ اس ضمن میں متعدد سوالات جو طلباء وطالبات سے کئے گئے ان میں سے چند سوالات درج ذیل ہیں۔

ا۔ پاکستان میں ایڈز کے پھیلنے کا اہم ترین ذریعہ کون سا ہے؟

الف) غیر محفوظ جنسی روابط (Unsafe Sexual Relations)

SULEMANI.COM.PK

ب) طوائفوں کے ساتھ جنسی تعلق[1] (Sex with Commercial Sex Worker)

ج) عمل قوم لوط

(Homosexuality / Anal Intercourse Among Males)

۲۔ کیا آپ نے کبھی کسی کے ساتھ مباشرت کی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

الف) ۱۳ سال سے کم عمر

ب) ۱۳ سال

ج) ۱۴ سال

د) ۱۵ سال

ر) ۱۶ سال

ز) ۱۷ سال سے زائد

۳۔ درج ذیل بیانات میں سے جو آپ صحیح سمجھتے ہیں، اس پر نشان لگائیں۔

الف) میں سخت پریشان ہوں اور تنگ آ گیا ہوں ان جنسی اخلاقیات سے جو معاشرے میں جاری ہیں یا مجھ پر لاگو کئے جاتے ہیں۔

ب) میرے جنسی روابط کسی لڑکے/لڑکی کے ساتھ ہیں۔

ج) مجھے ان جنسی روابط پر افسوس/صدمہ ہے۔

د) دو افراد کے درمیان جنسی روابط، ان کے درمیان انتہائی محبت کا اظہار ہیں۔

۴۔ کیا آپ نے کبھی شراب پی ہے؟......اگر ہاں تو روزانہ کس قدر؟

---

[1] کمرشل سیکس ورکر کی ''مہذب اصطلاح'' بیجنگ کانفرنس نے وضع کی ہے کہ طوائفوں کا طبقہ جو اپنا جسم بیچ کر لوگوں کو ''ذہنی/جنسی سکون'' فراہم کرتا ہے، وہ تہذیب جدید کی نظروں میں اسی طرح عزت و احترام کا مستحق ہے جس طرح ایک مزدور دن بھر مزدوری کر کے اپنی روزی کماتا ہے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے!

SULEMANI.COM.PK

الف) ایک سے ۲ پیگ روزانہ

ب) ۳ سے ۵ پیگ روزانہ

ج) ۵ پیگ سے زائد روزانہ

۵- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کسی لڑکی کے ساتھ شادی سے قبل مباشرت کرنی جائز ہے؟

۶- درج ذیل بیانات میں سے جو آپ صحیح سمجھتے ہوں، ان پر نشان لگائیں۔

الف) میرے ہم جولی/ دوست، ہر طرح کے جنسی روابط سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

ب) میں بھی ان کی طرح لذت حاصل کرنا چاہتا ہوں وگرنہ وہ میرا مذاق اڑائیں گے۔

ج) دو محبت کرنے والوں کے درمیان شادی سے قبل مباشرت جائز ہے۔

درج بالا سوالات کو پڑھنے کے بعد، ایک معقول مسلمان کے لئے، قطع نظر اس کی تعلیم وتربیت، مذہبی واخلاقی رجحان اور سوچ یہ باور کرنا ناممکنات میں سے ہوگا کہ یہ سوالات کسی اسلامی مملکت میں نویں سے گیارہویں کلاسز کے طلبا/ طالبات سے پوچھنا کس قدر جائز اور ان کی تعلیم نیز ذہنی، جسمانی اور اخلاقی تعلیم وتربیت کے لیے کس قدر ضروری ہے؟

یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سکولوں میں جنسی تعلیم کا آغاز ۱۹۵۰ء میں سویڈن سے ہوا جس کے تحت انہیں زندگی میں درپیش معاملات مثلاً بچہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ یا انسان کے جنسی وتولیدی اعضاء کون سے ہوتے ہیں، جیسے سادہ سوالات کے جوابات سے آگاہ کیا جاتا تھا۔ تاہم اگلی ۵/۶ دہائیوں میں (۲۰۰۰ء تک) اس تعلیم کا دائرہ بتدریج وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ اس کے تحت مادر پدر آزاد تاہم محفوظ جنسی روابط (Free and Safe Sex) جیسے موضوعات تک وسعت پکڑ گیا جس کا نتیجہ ان ممالک میں خاندانی نظام کی تباہی، طلاقوں کی بھرمار، بن بیاہی ماؤں کا ایک جم غفیر، جرائم کی انتہائی شرح اور جنسی امراض بالخصوص ایڈز جیسے مہلک اور ناقابل علاج امراض کی شکل میں رونما ہوا جس سے وہ تمام ممالک آج تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں

SULEMANI.COM.PK

دبا رکھا ہے اس کو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بہت دھیمے سروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا (اقبالؒ)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فحاشی اور جنسی بے راہ روی کے جس طوفان نے ان مغربی ممالک بشمول امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، کیا مسلمان ممالک اور بالخصوص پاکستانی قوم بھی انہی مسائل سے دوچار ہونا چاہتی ہے؟...... تاہم آغا خان بورڈ (پاکستان) کی اس کوشش سے یہ اخذ کرنا ہرگز غلط نہیں کہ مغربی ممالک اور امریکہ کو اخلاقی اور جنسی بے راہ روی کی جس سطح پر پہنچنے میں قریباً ایک صدی کا عرصہ لگا تھا، بورڈ کے اربابِ بست وکشاد اس منزل کو ایک جست میں طے کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔ ❶ اس سے یہ اندازہ کرنا بھی چنداں مشکل نہیں کہ جن ''فاضل محققین'' نے یہ سوالنامہ ترتیب دیا ہے، وہ پاکستان کے مسلم تہذیبی تشخص سے قطعاً بے بہرہ اور لاعلم ہیں اور انہیں ان زمینی حقائق کا بھی علم نہیں جو پاکستان کی دینی، تہذیبی اور ثقافتی روایات کا حصہ ہیں......ان کے بارے میں یہ گمان کرنا بھی ہرگز ناروا نہ ہوگا کہ وہ تہذیبِ مغرب سے بہت زیادہ مرعوب بلکہ 'مفتوح' ہونے کے باعث بغیر کسی استثناء کے ان تمام روایات واقدار کو پاکستان میں رائج کرنے کے شدید خواہش مند دکھائی دیتے ہیں۔ان تمام تر حقائق کے باوجود، اس بورڈ کے ارکان سے نہایت ادب واحترام کے ساتھ ایک سوال کرنے کو جی چاہتا ہے کہ آیا وہ ان تمام سوالات کے جوابات (مثبت یا منفی) اپنے بچوں (نوجوان لڑکوں/لڑکیوں) سے پوچھنا بھی گوارا کریں گے؟......اور ان جوابات میں سے چند اخلاقی مفاسد (شراب نوشی، بغیر شادی کے مباشرت وغیرہ) اپنے بچوں کے لئے بھی پسند کریں گے......ہمیں یقین ہے کہ وہ ہرگز ہرگز اس قسم کا کوئی رویہ اپنی

❶ ہمارے اس سوال کی تائید ایک حالیہ سوالنامے کے جواب سے ہوتی ہے جو راقم نے مختلف اہل علم سے پوچھا تھا۔ایک سوال کے جواب میں لاہور کے ایک بہت مشہور ماہر نفسیات نے لکھا کہ جنسی بے راہ روی کی جس منزل کو امریکہ نے ایک صدی میں سر کیا تھا، پاکستان نے گذشتہ دس سالوں میں اس سے زیادہ ''ترقی'' کر لی ہے!

SULEMANI.COM.PK

اولاد کے بارے میں پسند نہیں کریں گے...... ایسے عالم میں کیا اخلاق وتہذیب کا یہی تقاضہ ہے کہ ان سوالات کے ذریعے غریب اور متوسط طبقے کے بچوں کے معصوم ذہنوں میں جنسی انگیخت و انتشار پیدا کیا جائے؟...... آخر اس قسم کی حرکتوں کو تعلیم اور تعلیمی نفسیات نیز صحت کا معیار جانچنے کے کس معیار سے جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟ ؎

تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

۱.۳۔ جنسی تعلیم کی ضرورت واہمیت:

پاکستان میں نام نہاد تعلیمی مصلحین کی ان شرانگیز کوششوں سے خیر کا ایک پہلو ضرور نکلا کہ اس وجہ سے مسلم ماہرین تعلیم اور دیگر اہل علم کو مناسب جنسی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کی جانب توجہ مبذول ہوگئی۔ اس ضمن میں ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان کوششوں کا ذکر کیا جائے جو مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم کے بارے میں چند مسلم اور غیر مسلم اہل علم نے کی ہیں۔

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اشارتاً بتایا گیا کہ قرآن کریم نے انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو کے بارے میں بہت تفصیل کے ساتھ راہ نمائی دی ہے (تفصیلات باب نمبر۳،۴ میں درج ہیں) نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی امت کی راہنمائی کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن کے مختلف سوالوں کے جوابات کے ذریعے اس راہ نمائی کو مزید واضح فرمایا اور دیگر مفسرین، محدثین نیز آئمہ کرام وفقہاء نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ سے بہت باریک بینی اور تفصیل کے ساتھ فقہی قوانین مرتب فرمائے جس پر امت گذشتہ چودہ سو سالوں سے عمل کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس لحاظ سے زندگی کے اس اہم ترین پہلو کے بارے میں تعلیم وتربیت کوئی ایسا انوکھا تصور نہیں جو مسلم اہل علم کے لئے بالکل اچھوتا اور ندرت کا پہلو اپنے اندر رکھتا ہوتا ہم جو چیز اسے زمانۂ حال کے تصور جنسی تعلیم سے ممیّز وممتاز کرتی ہے وہ یہ کہ ان دونوں کے درمیان مقاصد تعلیم، طریق تعلیم اور معلمین کے

کیریکٹر اور اخلاق کی وجہ سے زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس ضمن میں مزید تفصیلات آئندہ صفحات میں آئیں گی۔

گذشتہ ڈیڑھ صدی کے دوران، دنیا کے صنعتی ممالک میں بھی مختلف اصحابِ علم وفن نے اس موضوع پر بہت حد تک علمی کام سرانجام دیا ہے۔ اس میں سے چند اہم ترین درج ذیل ہیں۔ (Shibaeva, 1979; Athar, 1992; D,Oyen 1996; Paster, 2000; Bushnal and Lucas, 2001.)

اگرچہ بادی النظر میں ان مقالہ جات میں سے چند کا زیادہ تر تعلق مغربی ممالک کے بچوں کی جانب لگتا ہے تاہم اس ضمن میں ہمیں ہادی اعظم ﷺ کی اس حدیث کے مفہوم کو سامنے رکھنا چاہئے کہ تمام بچے اپنی فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتے ہیں تاہم بعد میں ان کے والدین ہیں جو انہیں یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں...... اس لحاظ سے یہ امر مسلمان ماہرین تعلیم اور نصاب بنانے والے ماہرین (Pedagogy Experts) کی ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ مسلم ممالک کی دینی، اخلاقی اور تہذیبی روایات واقدار کا خیال کرتے ہوئے، قرآن وحدیث اور فقہ سے تعلیمی مواد مسلمان بچوں کی عمر، ذہنی استعداد اور جسمانی بلوغت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرتب کریں۔ یاد رہے کہ ہمارے دینی مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں بچوں کو ۸،۹ سال کی عمر سے ہی طہارت، وضو، نواقض وضو، نجاست، ستر کے حدود اور اس طرح کی ابتدائی معلومات دی جاتی ہیں۔ پھر ان کی دینی اور تعلیمی استعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر پہلوؤں از قسم بلوغت اور اس سے قبل و مابعد لڑکے/لڑکیوں کی جسمانی، نفسیاتی، جذباتی اور فزیالوجیکل تبدیلیوں کی وجہ سے احتلام/حیض، شادی کے بعد مباشرت، حمل، نفاس، بچے کی پرورش اور خاندانی نظام کی تشکیل اور دو خاندانوں کے باہمی تعلقات جیسے موضوعات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دینی تعلیم کے آخری مرحلے میں جب طلباء قرآن وحدیث کا مطالعہ کر لیتے ہیں تو انہیں نکاح، طلاق، خلع، میاں بیوی کے تعلقات اور اشتراک عمل وغیرہ کے

SULEMANI.COM.PK

بارے میں تمام مسائل سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

یادرہے کہ ان تمام مسائل کے جاننے سے صرف انہیں اپنی ذاتی زندگی میں عمل کے لئے راہ نمائی ملتی ہے بلکہ جب وہ کسی مدرسے/مسجد یا دینی ادارے میں بطور امام/ عالم دین/مفتی کے خدمات سرانجام دیتے ہیں تو پھر عوام الناس اپنے روزمرہ زندگی کے مسائل کا اسلامی حل جاننے کے لئے ان سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔اور یوں یہ سلسلہ صدیوں سے مسلم امہ کی جنسی وازدواجی زندگی کے اہم ترین پہلو کے بارے میں راہ نمائی کے لئے جاری ہے۔

درج بالا معروضات کو بہت اختصار کے ساتھ بیان کرنے کے بعد اب یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اسلامک اکیڈمی کیمبرج اور کیمبرج یونیورسٹی (برطانیہ) کی اس مشترکہ مشاورت کا بھی ذکر کیا جائے جو انہوں نے برطانیہ میں پائے جانے والے چھ مذہبی گروپوں کے اہل علم کے تعاون سے ۱۹۹۱ء میں منعقد کی تھی۔اس مشاورتی گروپ نے اپنی سفارشات ایک متفقہ یادداشت (Agreed Statement) کی شکل میں تیار کی تھی۔اس یادداشت میں برطانیہ میں مروجہ تعلیم جنسی کے نظام پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے اور اس میں ان اصولوں کی تفصیل دی گئی ہے جو جنسی تعلیم کے مسئلے کو حل کر سکتے ہیں اور اس میں جنسی تعلیم کے لئے ایک اخلاقی فریم ورک تجویز کیا گیا ہے۔ یہ فریم ورک ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔(Anon, 1991)

- ”یہ فریم ورک اس امر کی ضمانت چاہتا ہے کہ شادی سے پہلے عصمت وعفت کی حفاظت کی جائے اور کنوارپن (Virginity) کی حفاظت کی جائے۔مردوعورت بطور میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ وفا اور محبت واعتماد کا تعلق قائم کریں اور ہم جنس پرستی اور شادی سے قبل ہر قسم کے جنسی تعلق سے پرہیز کریں۔“
- ”ہر فرد کو چاہیئے کہ وہ اپنے بوڑھے والدین کی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔“
- ”یہ یادداشت اس امر کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ ہم سب کو اپنے والدین کے لئے ایک

فریضے کے طور پر عزت واحترام اور تابعداری کے ذریعے اپنانا چاہئے اور بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے ان کی معذوری کی بناء پر ان کی خدمت کرنی چاہئے اور یہ کہ

- شادی کے نتیجے میں عورت و مرد کے تعلقات میں باہمی محبت اور عزت واحترام کا ہونا ضروری ہے۔''

اس ضمن میں اس امر کی صراحت بھی شاید ضروری ہو کہ قریباً دو دہائی قبل برطانوی حکومت نے ایک سرکلر نمبر ۱۱/۸۷ کے ذریعے سکولوں میں جنسی تعلیم کے بارے میں ہدایات دی تھیں۔ جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ

''جنسی اعمال کے جسمانی پہلوؤں کے بارے میں تعلیم دینے میں اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ اس تعلیم کو اخلاقی حدود واقدار کے تحت دیا جانا ضروری ہے۔ جس میں طلباء کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ ضبط نفس کی اہمیت کو سمجھیں، ایک دوسرے کی عزت واحترام کرنا سیکھیں اور وقتی شہوانی اعمال کے نتیجے میں رونما ہونے والی جسمانی، دماغی، نفسیاتی اور اخلاقی برائیوں کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ رہیں۔ سکولوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے طلباء میں اس سوچ کو پروان چڑھائیں کہ دو اصناف (لڑکے/ لڑکیاں) جنسی معاملات میں ذمہ داری کا مظاہرہ کریں نیز طلباء/ طالبات کی مدد کی جائے تا کہ وہ ایک پائیدار شادی اور خاندانی زندگی نیز بچوں کی پیدائش کے نتیجے میں والدین کے طور پر اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوں۔''(Anon, 1991)

اس سرکلر کی ہدایات کو برطانیہ میں پائے جانے والے مختلف مذاہب کے پیروکاروں نے بہت پسند کیا تھا تاہم انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ جنسی جذبات اور شہوانی لذت کے تمام طریقوں کی مذمت کی جانی چاہیے!

اس ضمن میں ایک دردمند مسلمان ماہر ❶ کا اس سرکلر کے بارے میں یہ تبصرہ بھی نقل کرنا ضروری ہے کہ ''جب میں نے ایک سکول کے استاد سے یہ پوچھا کہ آیا وہ بچوں کو

❶ مزید تفصیل باب دہم آئندہ صفحات میں دی گئی ہے۔

SULEMANI.COM.PK

جنسی تعلیم شادی شدہ لوگوں کی زندگی کے پس منظر میں دیتے ہیں؟''......تو اس کا یہ کہنا تھا کہ ''ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کیونکہ ہماری کلاس میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے بچوں کی ہے جن کا تعلق ایسے ''زوجین'' سے ہے جو شادی کے بغیر اکٹھے رہنے کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں''......اس استاد نے مزید وضاحت کی کہ ''اگر ہم اپنی کلاس میں شادی شدہ زندگی کی اہمیت وضرورت پر زور دیں تو یہ امر ایسے بچوں اوران کے والدین کے لئے باعث رسوائی ہوگا''......اس امر سے پروفیسر موصوف نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ برطانوی معاشرے میں لوگوں کی زندگی میں عیسائیت کا اثر بہت حد تک کم ہوگیا ہے جس کے نتیجے میں شادی/نکاح کا ادارہ بھی بہت بری طرح سے متاثر ہوا ہے۔

(Ashraf , S.A. 1998a)

پروفیسر اشرف صاحب کے اس تبصرے کے بارے میں کچھ مزید کہنا مناسب نہیں کہ از خود اپنے اندر معنی کا ایک بہت بڑا خزانہ رکھتا ہے۔تاہم برطانیہ یا دیگر مغربی مما لک بشمول امریکہ میں یہ حالات نتیجہ ہیں اس جنسی تعلیم کے نظام کا جو ان مما لک میں گذشتہ ایک صدی سے زائد عرصہ ہوا، رائج ہے۔ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس نظام تعلیم کے پس منظر اوران نتائج پر بھی ایک نظر ڈالیں جو اس تعلیمی نظام سے ان مما لک میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔یہ مضمون ہمارے آئندہ باب (دوم) کا موضوع سخن ہے!

❀❀❀

باب دوئم:

ترقی یافتہ مما لک میں جنسی تعلیم: ایک طائرانہ جائزہ

جنسی تعلیم کی تعریف:

جنسی تعلیم سے مراد ایسی تعلیم ہے جو بچوں اور نابالغ لڑکے/لڑکیوں (Adoloscents) نیز بالغوں کو جنسی اعمال اور ان کے نتائج سے آگاہ کرنے کے لئے امریکہ اور یورپ کے مما لک میں دی جاتی ہے۔ آج کل اس اصطلاح کا اطلاق عام طور پر کلاس روم میں دی جانے والی تعلیم پر ہوتا ہے جو بچوں کو پرائمری اور سکینڈری سکولوں میں دی جاتی ہے تاکہ انہیں جنسیت اور اس سے متعلقہ مسائل کا علم ہو جائے۔ اگر چہ بچپن سے لے کر بلوغت تک کا دور ایسا ہوتا ہے جس میں بچے اپنے والدین کی نگرانی میں رہتے ہیں اور بالخصوص اوائل عمر میں بچوں کو نہلانے دھلانے کے دوران والدین کو بچے کے جسم کے مختلف حصوں کو دھونے، چھونے کا موقعہ ملتا ہے جس سے بچے کسی حد تک خوشی بھی محسوس کرتے ہیں۔ اس دوران، بچے والدین کی محبت اور شفقت کے مختلف طریقوں سے بہتر متاثر ہوتے ہیں اور یوں بچوں کو اپنے جسم کے مختلف حصوں کے ناموں سے بھی آگاہی ہو جاتی ہے۔

جنسی تعلیم کے مربوط نظام (Comprehensive Sex Education) کا آغاز سویڈن سے ۱۹۵۰ء میں ہوا جس کا دائرہ بتدریج تمام مغربی مما لک تک وسیع ہوتا چلا گیا۔ ۱۹۷۰ء میں تمام سرکاری سکولوں نے جنسی تعلیم کو نصاب میں شامل کیا جس کے تحت بچوں کو بتایا جانے لگا کہ 'بچے کہاں سے آتے ہیں؟' اور یہ کہ انسانوں کو مختلف جنسی امراض (Venereal Diseases) کیسے لاحق ہوتی ہیں؟ تاہم بعد میں اس کا دائرہ کار

SULEMANI.COM.PK

وسیع ہوتا چلا گیا اور یوں بچوں کو تولید و تناسل کے علم سے آگاہ کرنے کی بجائے انہیں یہ بتایا جانے لگا کہ شادی سے باہر جنسی تعلقات قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس طریق پر اواخر ۱۹۷۰ء اور اوائل ۱۹۸۰ء میں ایک ایسی نوجوان نسل معرض وجود میں آ گئی جو اس امر پر کاربند تھی کہ وہ ''کسی بھی وقت' جہاں بھی چاہے، جس کسی کے ساتھ بھی'' جنسی تعلقات قائم کرنے میں آزاد ہیں، ہر قسم کے نتائج کی پرواہ کئے بغیر (Dennis Tucker, 1998)

۲.۳-مغرب میں جنسی تعلیم کے موضوع پر بحث مباحثہ:

یورپ کے ممالک اور امریکہ میں گذشتہ ۲/۳ دہائیوں سے سکولوں میں رائج جنسی تعلیم کا نظام موضوع بحث ہے۔ اس بحث میں والدین، اساتذہ، طلباء، مختلف سرکاری و غیر سرکاری تنظیمیں حصہ لے رہی ہیں اور اپنے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت میں مصروف کار۔ اس بحث میں اس وقت بہت زیادہ جوش و خروش پیدا ہو گیا جبکہ HIV / ایڈز کے مہلک اثرات کا احساس ہوا۔ اس بحث نے سوسائٹی کے مختلف عناصر کو ایک دوسرے کے سخت خلاف کر دیا ہے کیونکہ وہ طبقات جو مذہبی تنظیموں (عیسائی، یہودی) کے افکار و نظریات سے متاثر ہیں، انہوں نے سکولوں کی انتظامیہ کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ مذہبی نصاب تعلیم کو سکولوں میں رائج کریں۔ انہوں نے والدین، اساتذہ اور طلباء کے علاوہ سوسائٹی کے دیگر عناصر کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا ہے۔ بعض جگہوں پر یہ بحث مباحثہ عدالتوں تک پہنچ گیا ہے جبکہ دوسری جگہوں پر یہ سلسلہ مہینوں بلکہ سالوں سے جاری ہے۔ اس طریق پر عوام دو بڑے متحارب گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ایک بڑا گروہ وہ ہے جو جنسی تعلیم کے درج بالا مربوط نظام کی وکالت کرتا ہے۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ بچوں کو جنسی تعلیم کے ہر پہلو سے آگاہ کرنا ضروری ہے جس میں نہ صرف کنڈوم کا استعمال بلکہ مانع حمل گولیوں کی مفت فراہمی، اسقاط اور بچوں کی پیدائش کی صورت میں بن بیاہی ماؤں کو سوشل سکیورٹی

کے تحت مالی امداد وغیرہ کا حصول شامل ہے۔اس گروہ کے برعکس دوسرا گروہ جس کا تعلق مذہبی اداروں ❶ سے ہے وہ اخلاق سے عاری (Value Free) جنسی تعلیم کے سخت مخالف ہیں۔ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ بچوں کو اس قسم کی تعلیم دینی چاہیئے جس میں وہ شادی سے قبل پرہیز یعنی (Abstinence Before Marriage) پر عمل کر سکیں۔اس گروپ میں مختلف گروہ ہیں جن کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

۱.۲.۲-مربوط جنسی تعلیم کے مخالف گروہ:

سیاسی نیز مذہبی طبقوں پر مشتمل گروہ جو جنسی تعلیم کے مربوط نظام کی مخالفت کر رہے ہیں، ان میں وہ چار قومی سطح کی تنظیمیں شامل ہیں جو امریکہ بھر میں شادی سے پہلے گریز پروگرام کی نشر و اشاعت کر رہی ہیں۔ان میں سے ایک کا نام ایگل فورم (Eagle Forum) ہے جو ان تمام تنظیموں میں سب سے زیادہ متحرک اور فعال ہے اور شادی سے پہلے پرہیز کے جنسی تعلیم کے پروگرام کی داعی بھی۔ان کا دعویٰ ہے کہ اگرچہ ضبط ولادت کے پروگرام (Planned Parenthood) کے حامی اس امر کا یقین رکھتے ہیں کہ شادی سے قبل پرہیز کے پروگرام بہت کامیاب ہیں تاہم وہ اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں کہ یہ پروگرام ان کے روزگار کے لئے ایک چیلنج/خطرہ (Threat) ہیں۔اسی طرح کا دعویٰ ایک اور تنظیم فوکس آن فیملی (Focus on Family) کا بھی ہے جو جنسی تعلیم کے مربوط پروگرام کے حامی افراد کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ وہ محفوظ جنس کے گرو اور کنڈوم کلچر (Safe Sex Guru And Condom Promoters) کو فروغ دینے والے ہیں(Anon, 1996)

مخالفت کے آغاز میں اس قسم کے تمام پروگراموں کو ''غیر اخلاقی اور مذہب کے خلاف بغاوت'' جیسے القاب سے یاد کیا جاتا تھا۔مزید کچھ لوگ ان پروگراموں کو ''امریکن

❶ مذہبی دیوانے مشرق ہی نہیں مغرب میں بھی پائے جاتے ہیں۔
ع ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند!

SULEMANI.COM.PK

نوجوان نسل کے دشمن'' بھی گردانتے تھے۔تاہم ۱۹۷۵ء کے اواخر میں ایک گروپ جس کی قیادت فائیلس شیفلے (Phyllis Schfly) نامی خاتون کر رہی تھیں جو ایگل فورم کی بھی سربراہ تھیں، نے جنسی تعلیم کے محفوظ پروگرام کے ہمنواؤں پر یہ الزام لگایا کہ ''یہ لوگ جنسی جذبے کو تحریک دے کر جنسی بے راہ روی کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں، غیر شادی شدہ نوجوان لڑکیوں میں حمل میں اضافہ کا باعث بن رہے ہیں، اسقاط حمل کی وکالت کر رہے ہیں اور اخلاقی انحطاط کا موجب بن رہے ہیں''......مزید برآں ان کا یہ بھی خیال ہے کہ ''سکولوں میں پڑھائے جانے والے جنسی تعلیم کے مربوط پروگراموں کا نصاب، نوجوان طلباء کو زنا کی طرف راغب کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے قطع نظر اس کے کہ ناجائز حمل کے ذریعے بچوں کی پیدائش کا گناہ بھی ان کے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں بنتا۔یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے تمام پروگراموں میں ان تمام اخلاقی تعلیمات اور جسمانی ونفسیاتی گناہوں کے تصور کو مکمل طور پر چھپایا جاتا ہے۔'' (Anon,1996)

اسی طرح کی ایک اور تنظیم جس کا نام ''انجمن خواتین امریکہ (Concerned Women for America) ہے اور جو ۱۹۷۹ء میں قائم ہوئی تھی۔یہ تنظیم اصل میں ہم جنس پرستی (Gayism) اور اسقاطِ حمل کرانے کے خلاف ہے۔اس تنظیم کا مطالبہ ہے کہ سرکاری سکولوں میں اس قسم کی جنسی تعلیم کو مکمل طور پر ختم کر دینا چاہیئے جسے والدین کی جانب سے منظور نہیں کیا جاتا۔مزید یہ ان تمام موضوعات کو جنسی تعلیم کے نصاب سے نکال دینا چاہتے ہیں جو عیسائی اور یہودی عقائد اور اخلاق کے خلاف ہوں۔اس تنظیم کی ایک راہ نما خاتون نے لکھا کہ ''ہم سرکاری سکولوں میں اس جنسی تعلیم دینے کی اجازت نہیں دے سکتے جس کے ذریعے لاکھوں نوجوان طلبہ کو مادر پدر آزاد جنسی تعلیم کے مدعی حضرات کی جانب سے جنسی بے راہ روی اور اخلاق باختگی کی جانب دھکیلا جا رہا ہے'' (Anon,1996)۔اسی تنظیم کے تحت سکولوں میں کنڈوم کی آسان فراہمی اور ہم جنس پرستی کو ایک صحیح اور قابل قبول طریقے کے طور پر پیش کیے جانے کی بھی بہت سختی کے ساتھ

مذمت اور مخالفت کی جاتی ہے۔اس تنظیم نے بچوں کی جنسی تعلیم کے لئے جو نصاب مرتب کیا ہے، اس میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ ''مرد اور عورت کے جنسی اعضاء، فطرت کی جانب سے ایک دوسرے کے ساتھ ملاپ کرنے کی موزونیت کے لحاظ سے بنائے گئے ہیں پس مرد اور عورت کا مباشرت کرنا (شادی کے بعد) ایک فطری عمل ہے جبکہ دو ہم جنسوں کا ملاپ ایک غیر فطری عمل ہے۔''

اسی طرح سے ایک اور تنظیم کیلیفورنیا میں رابرٹ سمنڈ نامی شخص نے قائم کی جس کا نام(The Citizens for Excellence in Education-CEE) ہےاس کا مقصد وحید ہی امریکہ کے سکولوں میں تعلیمی نظام کو مسیحی تعلیمات کی روشنی میں مرتب و مدون کرنا ہے۔ ❶ اپنے موقف کی تائید میں وہ یہ وزنی دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ ''اگر ہم نے سکولوں میں نظام تعلیم کی اصلاح نہ کی تو ہمارے بچوں کا خدا(God) پر یقین واعتماد مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔'' ......اس تنظیم کا یہ موقف بھی ہے کہ ہمارے سکولوں میں ہم جنس پرستی کی تعلیم و تربیت بہت حد تک اثر نفوذ کر رہی ہے۔طلباء کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ہم جنس پرستی ایک فطری اور قابل قبول فعل ہے جس پر وہ تنقید بھی نہیں کر سکتے کیونکہ انہوں نے اسے آزما کر دیکھا ہی نہیں۔''(Anon, 1996)

۱۹۸۰ء کے وسط میں جنسی تعلیم کے تصور میں ایک انقلابی تبدیلی ایڈز نامی بیماری کی دریافت کی وجہ سے واقع ہوئی۔اکتوبر ۱۹۸۶ء میں سرجن جنرل امریکہ کی رپورٹ منظر عام پر آئی جس میں بتایا گیا تھا کہ HIV / AID's کا مرض جنسی افعال میں ملوث ہونے کی بناء پر ہوتا ہے۔اس وجہ سے سکولوں میں جنسی تعلیم کے بارے میں بحث ومباحثہ کا رخ ایڈز کی روک تھام کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی جانب مبذول ہو گیا جو سکولوں میں تھرڈ گریڈ کے بچوں کو دینا ضروری قرار پایا۔

❶ اس جگہ ان اصحاب علم وفن کو غور کرنا چاہیے جو وطن عزیز میں یکساں اور اسلامی نظام تعلیم کے تصور پر غم وغصہ کا اظہار ہی نہیں کرتے بلکہ اس پر طرح طرح کی پھبتیاں بھی کستے ہیں!

SULEMANI.COM.PK

جیسا کہ بتایا گیا کہ جنسی تعلیم کے مربوط نظام کی مخالفت بہت وسیع پیانے پر کی گئی جس میں عوام الناس (والدین/طلباء) کے ساتھ ساتھ مذہبی طبقات (عیسائی/یہودی) بھی خاص طور پر شامل تھے۔ ان مخالفین کا یہ موقف ہے کہ سرکاری سکولوں میں طلبا/طالبات کو جنسی تعلیم دینے کی صورت میں انہیں شادی سے قبل جنسی افعال سے صرف پرہیز کی تعلیم (Abstinence Only) اور تلقین کی جانی چاہئے۔ اس ضمن میں وہ مختلف اعداد وشمار کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ ان کا یہ موقف ہے کہ بلوغت سے قبل بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد مختلف جنسی افعال میں ملوث ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ بہت سے امراض اور عارضوں کا شکار ہو کر ان کے مضر اثرات سے بھی دوچار ہو جاتے ہیں تاہم اس موقف کی تردید میں یہ کہا جاتا ہے کہ اگر چہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں تاہم اگر بچوں کی ایک بڑی تعداد جنسی افعال میں ملوث ہو کر مضر اثرات کا شکار ہو رہی ہے تو پھر انہیں ان معلومات سے کیوں محروم کیا جائے جسے اپنا کر وہ اوائل عمر میں حمل کے وقوع کو روک سکتے ہیں اور مختلف امراض سے بھی محفوظ رہ سکتے ہیں؟ مزید برآں، ان کا یہ کہنا کہ بچوں سے کسی ایسے طرز عمل کا مطالبہ کرنا جس پر بالغ اور بڑی عمر کے لوگ خود بھی عمل پیرا نہیں ہوتے، کس طرح صحیح ہوسکتا ہے؟...... اس ضمن میں سرجن جنرل امریکہ کا یہ انتہاہی قول ایک یادگار حیثیت اختیار کر گیا ہے کہ ''دنیا میں ہر شخص شادی کے علاوہ جنسی تعلقات کو برا سمجھتا ہے تاہم ہر شخص اس فعل میں مبتلا ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حقیقت پسند بنو۔''
(Barbara Defoe, Whtiehead, 1998)

۲.۴۔ جنسی تعلیم کے نتائج:

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ جنسی تعلیم کی بظاہر بڑے پیانے پر تشہیر اور معلومات اور نوجوان نسل کے لئے مانع حمل طریقوں (کنڈوم/گولیاں) تک آسان رسائی کے باوجود، ان تمام انسدادی تدابیر کے مثبت اثرات بہت حد تک مشکوک ہیں کیونکہ مانع حمل طریقوں کے استعمال میں بہت حد تک اضافے کے باوجود غیر شادی شدہ لڑکیاں

SULEMANI.COM.PK

حاملہ ہو رہی ہیں۔ ❶ ایک اندازے کے مطابق امریکہ میں ہر سال 10 لاکھ (ایک ملین) لڑکیاں ناجائز طریق پر حاملہ ہو جاتی ہیں (Anon,1995)۔ ان حاملہ لڑکیوں میں سے ۳۷ فی صد کے قریب لڑکیاں اسقاط حمل کرا دیتی ہیں۔ جبکہ مزید ۱۴ فی صد کا حمل گر جاتا (Miscarriage) ہے۔ ان تمام حاملہ لڑکیوں کے نصف یعنی ۵۰ فی صد کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور ۱۰ فی صد سے کسی قدر کم تعداد میں لڑکیاں اپنے بچوں کو کسی کو پالنے (Adoption) کے لئے دے دیتی ہیں۔ ایسی تمام لڑکیاں جو اپنے بچوں کو خود پالتی ہیں، وہ تمام بن بیاہی مائیں (Unwed Mothers) بن جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ بن بیاہی ماؤں کی تعداد/شرح میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں ان کی تعداد ۳۰ فی صد تھی جبکہ ۱۹۹۰ء میں ان کی شرح ۷۰ فی صد ہو گئی۔ امریکہ کے بعض شہروں میں ۸۵ یا ۹۰ فیصد نوجوان لڑکیاں بن بیاہی ماؤں پر مشتمل ہیں۔

اس امر کی ایک تازہ ترین مثال برطانیہ میں ایک ۱۳ سالہ لڑکا اور ۱۵ سالہ لڑکی کے ہاں ناجائز مباشرت (زنا) کی وجہ سے بچہ کی پیدائش ہوئی۔ پہلے پہل ان دونوں نے سوچا کہ اسقاط حمل کرا دیا جائے۔ تاہم بعد ازاں انہوں نے فیصلہ کیا کہ ''بچے کی پیدائش ان کے لئے بہتر ہو گی''...... تاہم زمینی حقائق کے سامنے آنے پر پیدائش کے موقعہ پر بچے کے ''نام نہاد باپ'' نے کہا کہ ''میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ہم اس کی پرورش کس طرح کریں گے؟ مجھے تو اتنی پاکٹ منی بھی نہیں ملتی۔ میرا باپ مجھے کبھی کبھار دس پونڈ دیتا ہے''!......اس صورت حال سے برطانیہ کے سیاسی منظر نامے میں ایک ہلچل سی مچ گئی اور سیاستدانوں اور اہل علم سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس قسم کے حالات کی کس طریق پر اصلاح کی جائے کہ ان کے نوجوان لڑکے/لڑکیوں کے ہاں بغیر شادی کے بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ اگرچہ برطانوی وزیراعظم گورڈن براؤن نے اس پر براہ راست تبصرہ کرنے

❶ فیملی پلاننگ اور انٹرنیٹ کی ''برکات و فیوض'' کی وجہ سے اب یہ صورت حال پاکستان میں بھی رونما ہو رہی۔ دیکھئے جنرل عبدالقیوم کا مقالہ (کتابیات)

سے گریز کیا تاہم ناجائز بچوں کی پیدائش کو روکنے کے لئے لاکھوں پاؤنڈ فنڈز کی فراہمی کی گئی۔(Hagen, 2009)

جیسا کہ درج بالاصفحات میں بیان کیا گیا کہ جنسی تعلیم کے مربوط پروگرام کے علی الرغم مذہبی طبقوں کی جانب سے ایک ایسی تعلیم دینے پر زور دیا جاتا ہے جس کا اصل الاصول یہ ہے کہ ''یک زوجگی (Monogamy) کے تحت زوجین کے درمیان محبت اور وفادارانہ تعلقات پر استوار رشتہ ہی انسانوں کے درمیان ایک فطری رشتہ ہے جس کے تحت جنسی تعلق قائم کیے جانے چاہئیں اور شادی سے باہر کسی قسم کے بھی جنسی تعلقات کی وجہ سے انسان کو بہت سے جسمانی اور نفسیاتی عوارض کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'' (Anon, 1996) اگرچہ جنسی تعلیم کے موضوع پر بحث ومباحثہ کا بازار مختلف انداز میں گرم ہے تاہم شادی سے قبل پرہیز کرنے والوں کی مہم بہت حد تک کامیابی سے ہمکنار ہورہی ہے۔ اس قسم کی تعلیم کے مختلف پروگرام امریکہ کے ۲۵ فی صد سکولوں میں کامیابی کے ساتھ چلائے جارہے ہیں۔ اس قسم کے پروگرام، دراصل عیسائیت کی مذہبی اقدار و روایات کے تحت چلائے جارہے ہیں کیونکہ شادی سے قبل پرہیز ہی کے ذریعے ناجائز حمل کے وقوع اور مختلف جنسی امراض کا تدارک کیا جاسکتا ہے۔[1] (Priscilla, Pardini, 1998)

۲.۵- جنسی تعلیم کی ناکامی کی وجوہات:

درج بالا مختصر حقائق پر نظر ڈالنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں جنسی تعلیم کا نظام ناکامی سے دوچار ہو چکا ہے۔ باوجودیکہ ان دونوں اقسام کے تعلیمی نظاموں پر بلین ڈالرز کی خطیر رقم خرچ کی گئی ہے۔ یہ دونوں پروگرام اپنے مقاصد کے حصول میں ناکام رہے ہیں۔ نوجوان طبقے کا جنسی افعال میں ملوث ہونے میں روزافزوں اضافے

[1] یورپ کے دیگر ممالک میں جنسی تعلیم کے پروگراموں کی تفصیل جاننے کے لئے دیکھئے کتاب ''جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں'' از ڈاکٹر محمد آفتاب خان (۲۰۱۰)

اور ناجائز حمل کی شرح میں اضافے کے علاوہ مختلف جنسی امراض بالخصوص ایڈز کی بیماری کا حملہ بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے (ضمیمہ الف)۔ان وجوہات کا لازمی نتیجہ خاندان کی تباہی کی شکل میں نمودار ہو رہا ہے (ضمیمہ ب)۔ یہ تمام تر صورت حال اس حقیقت کے علی الرغم واقع ہو رہی ہے کہ کنڈوم اور دیگر مانع حمل تدابیر کی مفت فراہمی کے باوجود ایڈز کی شرح میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی۔اس صورت حال کا تجزیہ کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مغربی صنعتی ممالک میں سماجی اور ثقافتی مسائل کے حل کی تدابیر میں کوئی بنیادی اور پوشیدہ خرابی (Inherent Flaw) کی صورت مضمر ہے۔اور جب تک ان عوامل کا تدارک نہیں کیا جاتا، کسی اصلاح اور بہتری کی توقع کرنا عبث ہے۔ ذیل میں ہم ان چند عوامل کا ذکر رہے ہیں جن کی وجہ سے مغربی ممالک میں جنسی تعلیم کا پروگرام اور کوششیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکیں......ان سے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں بھی کوئی امر مانع نہیں کہ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک یا دیگر ترقی پذیر ممالک میں بھی اس قسم کی کوئی کوشش کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں سے کوئی ملک بھی امریکہ یا یورپی ممالک کی طرح اربوں ڈالر کی رقم اس قسم کے منفی پروگراموں کو چلانے کے متحمل نہیں ہو سکتے...... البتہ اس قسم کی کاوشوں کا جو مختلف NGO's کے تحت کی جارہی ہیں، ایک لازمی اور منطقی نتیجہ ضرور نکلے گا کہ ان ممالک میں بھی فحاشی، بے حیائی اور جنسی انارکی کا ایک ایسا طوفان برپا ہو جائے جس کے تدارک کے لئے اس قسم کی نام نہاد کوششیں کی جارہی ہیں......اور شاید یہی مغرب کا خفیہ ایجنڈا بھی ہے جس کی خاطر وہ سرتوڑ کوششیں کر رہا ہے! (ضمیمہ ج)

۲.۶-مغرب میں جنسی بے راہ روی کے چند اہم ترین عوامل:

ذیل میں ہم ان چند اہم ترین عوامل کا ذکر کریں گے جن کی وجہ سے مغربی ممالک جنسی بے راہ روی کا شکار ہوئے ہیں۔

۲.۶.۱-لڑکوں اور لڑکیوں کا آزادانہ ربط اور باہمی میل جول:

مغربی ممالک اور امریکہ میں یہ ایک اہم ترین فیکٹر ہے جس کی وجہ سے جنسی انارکی

کے موجودہ طوفان نے ان ممالک میں نہ صرف جنم لیا ہے بلکہ اس کی وجہ سے ان کے مسائل میں روز افزوں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ فطری طور پر دونوں اصناف کے افراد کے درمیان اس قدر طاقتور جبلی جنسی کشش پائی جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے ہر دو افراد وہ تمام حدود و قیود برقرار نہیں رکھ سکتے جو انہیں ناجائز جنسی ملاپ سے روک سکیں۔ ہر دو جنسوں کے درمیان، اللہ تعالیٰ نے جس قدر طاقتور داعیہ ایک دوسرے کی جانب کشش کا رکھا ہے، اگرچہ اس کا مقصد، شادی کے نتیجے میں ایک خاندانی نظام کی تشکیل اور بچوں کی پرورش کے لئے مسلسل اور دیرپا تعلق قائم کرنے کے لئے تھا (سورہ الروم ۳۰:۲۱) لیکن شادی سے باہر یہی جذبہ مخالف جنسوں کے افراد کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا اور کسی نہ کسی وقت وہ ان حدود کو توڑ بیٹھتے ہیں، اگر کہیں انہیں اکٹھے میل جول کا موقع مل جائے تاہم اگر کسی جگہ پر، باہمی رضامندی سے میل جول کے قانونی، اخلاقی اور معاشرتی مواقع بھی ہوں (جیسا کہ مغرب میں بالعموم پایا جاتا ہے) تو پھر ان کے باہم مل کر فساد پھیلانے پر کسی قسم کا تعجب مناسب نہیں بلکہ فساد نہ پھیلنے پر حیرت ہونی چاہئے کہ ایسے فرشتہ سیرت لوگ بھی اس سرزمین پر پائے جاتے ہیں!

۲.٦.۲-لاعلمی اور جہالت:

مغربی ممالک میں جنسی تعلیم کے کامیاب نہ ہونے کی ایک دوسری اہم وجہ وہ لاعلمی (Ignorance) ہے جو ان ممالک کے نوجوان طبقے (لڑکے اور لڑکیوں) میں (اور شاید عوام میں بھی) بالعموم پائی جاتی ہے۔❶ جیسا کہ درج بالا سطور میں اشارہ کیا گیا کہ ان

---

❶ قارئین میں سے کسی کو اس ''انکشاف'' پر حیران ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم لوگ انگریزی بولنے والوں کو ہی ''پڑھا لکھا'' گردانتے ہیں جبکہ اردو/ فارسی/ عربی جاننے والا ہماری نظر میں پڑھا لکھا نہیں ہوتا...... درآنحالیکہ لاعلمی اور جہالت کا اطلاق، پڑھے لکھے ہونے کے باوجود (علمی حقائق سے روگردانی کرنے کے ہیں) تاہم درج بالا گفتگو میں اس سے مراد امریکن/ یورپین نظام تعلیم کی اس کمزوری سے ہے کہ وہ بہت حد تک یک طرفہ ہے۔

SULEMANI.COM.PK

مما لک میں جنسی تعلیم پر گذشتہ ایک صدی کے لگ بھگ اربوں، کھربوں ڈالرخرچ کئے گئے ہیں تاہم جنسی معاملات میں نوجوان طبقے میں جنسی معلومات، حیران کن حدتک بہت کم ہیں۔نوجوان طلباء، اکثر جنسی امور کے بارے میں بہت حدتک لاعلم ہوتے ہیں (انہیں صرف اس عمل میں لذت کوشی کی حد تک ہی دلچسپی ہوتی ہے)۔مثال کے طور پر ایک فرانسیسی نرس نے کہا کہ ''میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ نوجوان لڑکیاں میرے پاس اس حالت میں آتی ہیں کہ وہ غم وغصہ اور حالت افسوس میں ہوتی ہیں۔ وہ اس امر کا اظہار کرتی ہیں کہ وہ اپنے پیٹ کے بچے کو ماردیں گی۔'' (Oliver, 1999)۔اسی طرح وہ ڈاکٹر جو اسقاط حمل کراتے ہیں، وہ بھی اپنی حیرت کا اظہار اس پر کرتے ہیں کہ نوجوان بچیاں، اپنے جسمانی اعضاء کے بارے میں کس قدر کم معلومات رکھتی ہیں۔ نیز انہیں اس امر کا بھی علم نہیں ہوتا کہ تولیدی عمل یا مانع حمل طریقے کیا ہوتے ہیں۔اس ضمن میں چند پروفیسرز کی رائے بھی آئندہ صفحات میں درج ہے جو نوجوانوں کو جنسی تعلیم ایک عرصہ سے دیتے رہے ہیں۔

۲.۶.۳ - چند دیگر عوامل:

ان دو اہم ترین امور کے علاوہ چند دیگر عوامل بھی ہیں جن کا اس صورت حال سے گہرا تعلق ہے۔مثلاً

- بیس سال کے کم عمر بچوں (Teen-agers) کی ایک بڑی تعداد کو یہ معلوم نہیں کہ عیسائیت میں شادی سے باہر جنسی تعلقات رکھنے کی مخالفت ہے۔صنعتی مما لک میں قلیل تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو بائبل کو پڑھتے اور سمجھتے ہوں۔ بہت سے والدین حتیٰ کہ دادا/ دادی/ نانا/ نانی ایک ایسے دور (۱۸۰۰ء کے دوران) پیدا ہوئے تھے جبکہ جنسی آزادی اور صنعتی انقلاب کا دور دورہ تھا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شادی کے باہر جنسی تعلقات رکھنا قطعاً معیوب اور غیر اخلاقی عمل

نہیں۔

✿ چونکہ ان ممالک کے جدید معاشرے میں گناہ اور نیکی کا تصور (عیسائیت کی تعلیمات نہ ہونے یا برائے نام ہونے کی وجہ سے) قریباً مفقود ہو کر رہ گیا ہے۔ ایسے عالم میں مرد و زن کا عریاں اور تنگ و چست لباس بھی جنسی بے راہ روی کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے۔ آج سے قریباً ایک صدی قبل لوگ اس قسم کا لباس پہنتے تھے جس سے جسمانی عریانی کا قطعاً اظہار نہیں ہوتا تھا (آج بھی عیسائی ننیں (Nuns) اور یہودی راہب ایسا لباس پہنتے ہیں جو مکمل طور پر ساتر ہوتا ہے)۔ اس کے برعکس موجودہ زمانے میں اس قسم کے کم سے کم ساتر لباس (Mini Dresses) زیر استعمال ہوتے ہیں جس میں مرد و عورت، کم و بیش عریاں حالت (Nude) میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے جنسی اشتعال اور رغبت پیدا ہوتی ہے۔ ان ممالک میں جہاں ساتر لباس پہننے کا رواج ہے وہاں شادی سے پہلے نسبتاً کم شرح میں زنا، جنسی تشدد، طلاق اور بن بیاہی لڑکیوں کا حاملہ ہونا اور جنسی تعلقات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان ممالک میں خاندانی نظام کا بگاڑ اور جنسی امراض کی شرح بھی بہت حد تک کم ہے۔ اس ضمن میں مسلم ممالک کی مثال دی جا سکتی ہے تاہم وہاں بھی حالات بتدریج خراب ہوتے جا رہے ہیں، لباس کے غیر ساتر ہونے کی بناء پر!

✿ مغربی ممالک میں عریاں فلمیں، تصاویر اور ذرائع (Pornography) بھی ایک بہت اہم وجہ ہے ان ممالک میں نوجوان نسل کے شادی سے قبل جنسی اعمال میں مبتلا ہونے کی۔ عمر کے اس دور میں بلوغت کی وجہ سے جسمانی نظام میں ہارمونز (Hormones) ❶ کا اس قدر زیادہ اخراج ہوتا ہے کہ وہ ان عریاں

❶ جسمانی نظام میں ایسی رطوبتیں جو مختلف غدودوں سے نکلتی ہیں اور خون میں براہ راست شامل ہو کر صحت و سلامتی بالخصوص جنسی و تولیدی افعال و اعمال میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

تصاویر کو دیکھنے کے بعد اصل انسانی جسم کو عریاں دیکھنے (اور فلم کے مطابق عمل کرنے) کی شدید خواہش پر قابو نہیں پا سکتے اور موقعہ ملنے پر (جس کے مواقع مغرب میں عام ہیں) ہر وہ کام کر گذرتے ہیں جو انہوں نے انٹرنیٹ پر دیکھا تھا۔ موجودہ زمانے کی نوجوان نسل میں ایک اور کمزوری بھی پائی جاتی ہے کہ اگر 19 سال کی عمر تک وہ فریق مخالف کے کسی فرد کے ساتھ جنسی اختلاط نہیں کر پاتے اور اس طرح ان کی عصمت (Virginity) قائم رہتی ہے تو ایسے بچوں کو پھسڈی/ رجعت پسند (Backward) سمجھا جاتا ہے...... یہ ایک بہت اہم وجہ ہے کہ بہت سے نوجوان لڑکے/لڑکیاں اپنے دیگر ہمجولیوں کے مذاق سے بچنے کے لئے اسی مروجہ طریقے کے تحت جنسی فعل میں مبتلا ہو کر اپنی عصمت گنوا دیتے ہیں۔ ❶ یاد رہے کہ امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں ہم جولیوں کا شدید اصرار اور دباؤ (Peer Presssure) بھی ایک اہم ترین فیکٹر ہے جنسی بے راہ روی کا!

صحبت صالح ترا صالح کند ❀ صحبت طالع ترا طالع کند!

۴.۶.۲۔جنسی تعلیم اور چرچ:

درج بالا صفحات میں اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ مغرب میں عورت و مرد کا باہمی میل جول نیز جنسی معاملات میں عیسائی مذہب کی مناسب راہ نمائی نہ ہونے کی وجہ، دراصل چرچ کی اس کمزروری کی وجہ سے ہے جس کے نتیجے میں عیسائی مذہب کی تعلیمات'' مغربی لوگوں کی انفرادی، اجتماعی، سوشل، سیاسی اور تعلیمی زندگی سے یکسر خارج ہو کر رہ گئی ہیں۔ سترہویں صدی عیسوی کے آغاز میں چرچ کی جانب سے یہ کہا جاتا تھا کہ شادی کے باہر جنسی اختلاط ایک گناہ ہے حتیٰ کہ شادی شدہ جوڑوں کے لئے

❶ یاد رہے کہ ان خیالات کا اظہار خاص طور پر ایک دانشور خاتون سدرا نعیم نے کیا جو انگلستان میں عرصے سے کمیونٹی ویلفیئر کے کاموں کا وسیع تجربہ رکھتی ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

بھی اس فعل میں شمولیت کو تحسین کی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا تھا (اگرچہ اس قسم کی تعلیم کا صحیح عیسائیت کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ مختلف سینٹ (Saints) بالخصوص سینٹ پال کے یہ ذاتی خیالات تھے جو چرچ کی تعلیمات قرار دے دیئے گئے)۔ وقت گذرنے کے ساتھ ان خیالات نے اس قدر زور پکڑا کہ جنسی تعلیم ایک نزاعی موضوع ہونے کی وجہ سے خاندانی، اور معاشرتی نیز چرچ کی سطح پر اس پر گفتگو کرنا مناسب خیال نہیں کیا جاتا تھا (کسی حد تک یہی صورت مسلم معاشروں میں بھی رائج ہوگئی ہے تاہم اس پر گفتگو آئندہ صفحات میں کی جائے گی)

جنسی تعلیم کا موضوع اس قدر متنازع رہا ہے کہ اس پر معاشرے میں گھریلو سطح پر یا مذہبی اداروں (چرچ) میں بات کرنے سے گریز کیا جاتا رہا ہے۔ ایسے حالات میں جنسی تعلیم دینے کی ذمہ داری کسے اٹھانی چاہئے؟ ظاہر ہے کہ کسی مسئلے کو ٹالنے سے وہ سلجھنے کی بجائے زیادہ الجھتا ہے۔ چرچ میں مذہبی تعلیم کے ذمہ دار ادارے جنسی تعلیم کو بچوں اور والدین کے درمیان ایک پرائیویٹ (ذاتی) مسئلہ سمجھتے ہیں کیونکہ مذہبی تعلیم دینے والے افراد ایسے موضوعات میں اپنے آپ کو الجھانا مناسب نہیں سمجھتے جس پر معاشرے کے مختلف افراد/طبقات میں بحث ومباحثہ جاری ہو حتیٰ کہ کسی جگہ ایک ہی عقیدے یا فرقے کے لوگوں میں بھی مختلف والدین کے خیالات میں اس امر کے بارے میں زمین وآسمان کا فرق پایا جاتا ہے کہ ان کے بچوں کے لئے کون سی تعلیم ان کی عمر اور جسمانی و ذہنی نشوونما سے مطابقت رکھتی ہے۔ پس چرچ نے مذہبی تعلیم کے دوران جنسی تعلیم کے بارے میں یہ طرزِ عمل اختیار کرلیا ہے کہ ''کچھ نہ کہا جائے'' (Louis Palmer 2001)

چرچ کا یہ طرزِ عمل کہ جنسی تعلیم کے بارے میں کچھ نہ کہا جائے یا اس سے صرفِ نظر کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس کی وجہ سے پوری نوجوان نسل کے ذہنوں میں پائے جانے والے بہت سے سوالات اور دلوں میں کھٹکنے والے مسائل سے مذہب کو کوئی تعلق یا واسطہ نہیں۔ جبکہ امریکہ میں نوجوان نسل کے جنسی افعال میں ملوث 50 فی صد افراد کی عملاً

SULEMANI.COM.PK

صورت حال یہ ہے کہ لاکھوں افراد کے ذہنوں میں اس قسم کے سوالات روزانہ اٹھتے رہتے ہیں۔ اگر کسی طبقے کے مذہبی راہ نما کسی ایسے موضوع کے بارے میں خاموشی اختیار کرلیں جونوجوان نسل کے لئے عملی نقطہ نظر سے بہت اہمیت رکھتا ہوتو اس امر پر کوئی تعجب وحیرت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے کہ چرچ کا ادارہ، ان کے لئے کسی اہمیت کا حامل ہی نہیں بلکہ غیرضروری (Irrelevant) ہے۔

مزید برآں، اس مسئلے کا ایک اور پہلو بہت سنگین مضمرات کا حامل ہے کہ ''چرچ کے خاموش رہنے یا عدم مداخلت کی پالیسی'' کی وجہ سے ذہنوں میں یہ تاثر ابھرتا ہے کہ ''جنسی عمل ازخود گناہ ہے''......اس کا یہ منطقی نتیجہ ہوسکتا ہے کہ ''خدا کے بارے میں یہ بدگمانی ہوتی ہے کہ وہ انسانوں کے ایسے مسائل اور معاملات سے غافل یا لاتعلق ہے جو انسانی جذبات واحساسات سے متعلق ہیں اور اگر (خدانخواستہ) کسی الہامی تعلیمات کا اصل منبع وسرچشمہ یعنی خدا، انسانی زندگی میں بلوغت جیسے تکلیف دہ عمل کے بارے میں کوئی راہ نمائی دینے سے غافل ہے تو کیا ''ایسے خدا'' سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ انسانی زندگی کے دیگر مہمات مسائل کوحل کرنے کے لئے کوئی راہ نمائی دے سکتا ہے؟......مسئلہ یہ نہیں کہ سکولوں میں دی جانے والی جنسی تعلیم صحیح ہے یا نہیں ہے یا اس کا چرچ سے کوئی تعلق ہے جسے نوجوان نسل پسند کرتی ہے یا نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک خدائے رحیم جس نے ہمارے دلوں میں پیار ومحبت کے جذبات پیدا کئے ہیں، کیا وہ ان تمام جذبات واحساسات کے بارے میں بھی رحمت ورافت کا طرزعمل رکھتا ہے کیونکہ وہ ان کا بھی خالق ہے۔'' (Louis Palmer 2001)

یہاں اس امر کی صراحت ضروری محسوس ہوتی ہے کہ چرچ کا ادارہ بحیثیت مجموعی اس سے پہلے سائنس اور مذہب کے موضوع پر بحث ومباحثہ میں شکست سے دوچار ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے مغربی دنیا کے فکروعمل میں رفتہ رفتہ مذہب (عیسائیت) کی گرفت ڈھیلی ہوگئی۔ اور یوں سیکولرازم/ الحاد کوفروغ حاصل ہوا۔ اب یہ ایک دوسرا موقعہ ہے کہ

SULEMANI.COM.PK

وہ نوجوان نسل کو درپیش مسائل کے حل کے لئے عقل و دانش اور فہم وفراست کا مظاہرہ کرے ورنہ اس امر کا خدشہ ہے کہ ایک بار پھر وہ مغربی دنیا کے لوگوں کی نظروں میں کمزور پڑ جائے اور لوگ اسے مکمل طور پر رد کرنے پر مجبور ہو جائیں!

اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ انسانی زندگی کے تمام ادوار اور تہذیبوں میں، جنسی امور کے بارے میں راہ نمائی کا ایک بہت گہرا تعلق، اخلاق اور ان سماجی اقدار کے ساتھ رہا ہے جو کسی معاشرے میں جاری وساری ہوتی ہیں۔ اور ان تمام اقدار و روایات کی تعمیر میں مذہبی (دینی) تعلیمات اور راہ نمائی کو ایک نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔ مزید برآں، اس امر کو بھی بطور ایک حقیقت کے مان لینا چاہئے کہ انسان کا بنایا ہوا کوئی بھی نظام کبھی بھی ان تمام مسائل کا شافی حل پیش نہیں کر سکا جس سے انسانیت کو اپنی تاریخ کے طویل دور میں واسطہ پڑتا رہا ہے بالخصوص موجودہ دور میں انسانیت جن معاشی، معاشرتی، اور اخلاقی مسائل سے دوچار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانے میں جنسی تعلیم، اخلاقی تعلیمات اور الہامی ہدایت سے عاری ہونے نیز انسانی زندگی کے لئے کسی رول ماڈل (Role Model) کے بغیر، وہ نتائج پیدا کرنے سے قاصر رہی ہے جو مغرب کا انسان اس سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پس یہ امر بہت ضروری ہے کہ جنسی تعلیم، اپنی تمام تر مختلف اقسام اور موضوعات سمیت، صرف اس صورت ہی میں مفید ہوسکتی ہے جبکہ یہ اس اخلاقی تعلیمات کی روشنی میں دی جائے جس کا منبع ومصدر الہامی ہدایت ہو اور جس کے پیچھے اعمال صالحہ کا ایک رول ماڈل ہو...... یہی وجہ ہے کہ نوجوان نسل کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا ضروری ہے بالخصوص ان تمام تر تعلیمات اور راہ نمائی سے جو جنسیت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن حکیم میں دی ہیں اور جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں احادیث نیز اپنے عمل کے ذریعے ایک نمونہ کی شکل میں دی ہیں اور جن کی بہت باریک بینی اور دقتِ نظر کے ساتھ تفصیلات فقہائے کرام نے امت کے لئے وضع کی ہیں جن پر امت مسلمہ عرصہ

SULEMANI.COM.PK

چودہ سو سالوں سے عمل پیرا بھی ہے۔اس کے ساتھ اس امر کی بھی اشد ضرورت ہے کہ مسلم نو جوان نسل کو ان تمام نتائج وعواقب سے بھی روشناس کر دیا جائے جو مغرب میں جنسی تعلیم کے نظام سے اس طریق پر دی گئی ہے جس میں اخلاقی تعلیمات اور الہامی ہدایت کو کوئی دخل حاصل نہیں تھا۔اس ضمن میں سرفہرست مغربی مما لک میں پائے جانے والی بن بیاہی ماؤں کے ہاں بچوں کی پیدائش اور جنسی امراض بالخصوص ایڈز کا وبائی شکل اختیار کرنا ہے۔

اس ضمن میں اس جانب بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ موجودہ زمانے کی سائنسی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ نوجوان (لڑکے/لڑکیاں) جو اوائل عمر میں اپنے مذہبی خیالات واعمال پر عامل رہتے ہیں،ان میں جنسی بے راہ روی کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں جبکہ شادی سے قبل مباشرت (زنا) میں مبتلا ہونے کی شرح ان نوجوانوں میں بہت زیادہ تھی جو مذہبی تعلیمات سے بے بہرہ تھے یا ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے تھے۔

(Kinsey, A; W.B. Pomeroy and C.E. Martin. (1953ab)

تاہم یہ جان لینا بھی چاہئے کہ علت ومعلول کی تھیوری (Cause and Effect Theory) کے تحت اس کے برعکس بھی ہوتا ہے کہ اوائل عمر میں بچوں کا جنسی افعال میں ملوث ہو جانے سے ان کے مذہبی رجحانات بہت حد تک ماند بھی پڑ جاتے ہیں۔

یہ معروضات تشنہ رہیں گی اگر ہم امریکہ میں یک صنفی سکول کی تعلیم (Single Sex Schools) کے نظام کے بارے میں ضروری معلومات پیش نہ کریں۔

۷.۲-امریکہ میں یک صنفی سکول:

امریکہ میں عورتوں کی جس پہلی نسل نے تعلیم حاصل کی، وہ ایک صنفی سکول سسٹم (Single Sex School System) کے تحت فارغ التحصیل تھیں۔انیسویں صدی کی آخری دہائی میں بڑے خاندانوں کی لڑکیوں کو تعلیم دینے کے لئے Seven Sisters

SULEMANI.COM.PK

نامی سکول نے عورتوں کی تعلیم کا آغاز کیا۔ان سکولوں سے تعلیم یافتہ خواتین نے انیسویں صدی میں عورتوں کی حقوق کی مہم (Feminism) کے لئے خواتین کو تربیت دی۔ان کی وجہ سے عورتوں میں آگے بڑھ کر کام کرنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

مغرب میں بھی یک صنفی سکولوں میں تعلیم کے شعور کا تعلق ان تہذیبی روایات سے تھا جبکہ مرد و عورت کے علیحدہ رہنے کا تصور (Segregation) ایک فطری امر سمجھا جاتا تھا۔تاہم عورتوں کے حقوق کی حامی خواتین (Feminists) کی کوششوں کے نتیجے میں لڑکے اور لڑکیوں کے سکول یکجا ہو گئے۔ 1910ء میں امریکہ میں کالجوں میں سے 2فی صد لڑکوں، 18فی صد لڑکیوں اور 58فی صد مخلوط تعلیمی ادارے تھے (Wendy Kaminer 1998) تاہم جلد ہی والدین کو اس امر کا احساس ہو گیا کہ مخلوط تعلیمی ادارے لڑکیوں کی عزت نفس (Self Esteem) کو پامال کرنے والے ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کی بجائے حوصلہ شکنی ہو رہی ہے۔

امریکہ کے تعلیمی نظام میں سکول کی تمام سطحوں پر صنف پر مبنی تفاوت (Gender Bias) ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔سکول اساتذہ کی ایک بڑی تعداد جو عورتوں پر مشتمل ہے، ان میں سے آزاد خیال خواتین اساتذہ لڑکوں کی جانب زیادہ توجہ دیتی ہیں۔اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کی نسبت بہت پیچھے رہ جاتی ہیں۔ ''لڑکیاں تعلیمی میدان میں ہار جاتی ہیں چاہے وہ سکول کا کام کرنے میں کتنی ہی محنت کیوں نہ کریں۔لڑکوں کا بار بار تھوکنے کا عمل (Spit Ball)، باتونی پن اور اکثر لڑکیوں کی چوٹیوں (Pony Tails) کو کھینچتے رہنے کی عادت کی وجہ سے کلاس میں لڑکیوں کی توجہ بٹی رہتی ہے اور یوں ان کا تعلیمی معیار متاثر ہوتا ہے۔'' (Cristine B.Whealam, 1998)

ان حالات کی وجہ سے لڑکیوں کے لئے علیحدہ پبلک سکول کھولنے کی تحریک دن بدن زور پکڑتی جا رہی ہے۔اگرچہ امریکی دستور کے مطابق جنس (Gender) اور ذات پات کی بناء پر امتیاز رکھنا دستور کی خلاف ورزی ہے تاہم امریکن ریاستیں اپنے طور پر آگے

بڑھ رہی ہیں اور لڑکے، لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ پائلٹ سکول کھولے جا رہے ہیں جنہیں فنڈز، لائبریری اور اساتذہ وغیرہ کی یکساں سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ جس کے نتیجے میں اب لوگ اپنی لڑکیوں کو ایسے سکولوں میں داخل کر رہے ہیں جو صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص ہیں۔

ماہرین تعلیم اور والدین کی ایک بہت بڑی تعداد اس خیال کی حامی ہے کہ ''امریکہ میں مخلوط تعلیم کا اجرا ایک غیر فطری اقدام تھا کیونکہ یہ انسانی اقدار کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں تھا۔ چونکہ لڑکے اور لڑکیاں، صنفی، جسمانی اور دماغی ساخت کے لحاظ سے مختلف انداز اور مختلف ادوار میں بلوغت کی منزل کو پہنچتے ہیں۔ اس کے بہت برے اثرات کا بچوں کی نسبت گریڈ سکولوں کے طلبا میں دیکھے اور محسوس کئے گئے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکی معاشرے میں جو بھی عدم توازن اور مسائل پائے جاتے ہیں ان کی بنیاد میں یہ سوچ اور مفروضہ کارفرما ہے اور یہ مفروضہ دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں نہیں پایا جاتا کہ لڑکے اور لڑکیوں کو جب بھی ممکن ہو، ایک جگہ ٹھونس (Thrown Togather) دیا جائے''(Gilder, G.F 1975)

یہی ماہر مزید رقمطراز ہے کہ ''آیئے ہم اس پر چند سادہ لیکن اہم اور بظاہر نا قابل ذکر حقائق کی روشنی میں غور کریں کہ ایک ہائی سکول کے کلاس روم میں کیا ہوتا ہے؟...... سب سے پہلے لیکن اہم ترین بات یہ ہے کہ ایک ایسے ماحول میں لڑکے اور لڑکیوں کی ایک معتد بہ تعداد ہر وقت ایک دوسرے کے بارے میں سوچ رہی ہوتی ہے۔ اگر آپ اس بات پر یقین نہیں کرتے تو آپ کو اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ آپ خواب دیکھ رہے ہیں یعنی Dreamer ہیں''...... وہ مزید لکھتے ہیں کہ ''بلوغت کی عمر کو پہنچنے والے لڑکے اور لڑکیاں، بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس عمر میں لڑکوں میں جنسی خواہش اپنے عروج پر ہوتی ہے اور اسی دور میں ان کا انداز بہت جارحانہ ہوتا ہے...... لڑکوں کے برعکس، لڑکیاں عمر کے اس دور میں بہت نرم خو ہوتی

SULEMANI.COM.PK

ہیں اور جنسی لحاظ سے بھی ان کے جذبات اعتدال کی حالت میں ہوتے ہیں۔'' اس ضمن میں ایک نوبل پرائز حاصل کرنے والے سائنس دان ایلکس کیرل (Alxis Carrel 1948) کا کہنا ہے کہ ''لڑکے اور لڑکیوں کو ایک جیسی عقلی اور فزیکل تعلیم و تربیت اور ایک طرح کے اہداف (Ambitions) دینے کی ضرورت نہیں۔'' اس گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے ہم چاہیں گے کہ اسے ایک خاتون ماہر عمرانیات (Particia Caxosextone 1969) کے تبصرے پر ختم کریں۔ انہوں نے لکھا کہ ''مخلوط تعلیمی اداروں میں جسم اور دماغ ایک دوسرے کے ساتھ مسلسل رابطے (Rub Togather) میں رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ کنڈر گارٹن سے لے کر گریجوایشن کی تعلیم کے اختتام تک جاری رہتا ہے۔ اس کے نتیجے میں پیش گوئی کی جا سکتی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں میں جنسی افعال/ سوچ بہت کم عمر سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے معاشرے میں جہاں خاندان اپنے بچوں پر کسی قسم کا ڈسپلن قائم نہیں کر سکتے وہاں ناجائز بچوں کی پیدائش ایک لازمی امر ہے۔ کلاس رومز شدید قسم کے جنسی اکھاڑے (Sexual Arena) کا منظر پیش کرتے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے کو لبھانے کے لئے آرائش و زیبائش کرتے ہیں اور جہاں تعلیم سے کم دلچسپی رکھنے والے لڑکے، تعلیم اور سکول کی کتابوں کو اپنی مردانگی کے خلاف ایک لعنت سمجھنے لگتے ہیں۔'' ...... مزید برآں یہ خاتون رقمطراز ہیں کہ ''سکولوں میں ایسے لڑکے بھی ہوتے ہیں جو بہت حد تک لڑکیوں سے مماثلت (Feminine Boy) رکھتے ہیں اور ہر پہلو سے سکول میں فوقیت حاصل کرنے کی دھن میں سرگرداں رہتے ہیں۔ کلاس روم میں بہت تابعدار اور معصوم تاہم ان کی جارحیت/ شرارتیں دیگر امور میں بہت نمایاں ہوتی ہیں۔ وہ کالج کیمپس میں ایک طوفان کھڑا کر دیتے ہیں نیز وہ مشت زنی کی عادت میں بری طرح سے ملوث ہوتے ہیں اور اس کے بارے میں ہمیشہ سوچتے رہتے ہیں حتیٰ کہ انہیں سکول میں اپنے گریڈ/ پوزیشن کی بھی پرواہ نہیں ہوتی اور عام طور پر اپنی صلاحیتوں کو انفرادی اور اندرونی خرابیوں میں ڈھالکر چال چلن کی بہت سی خرابیوں میں

ملوث ہو جاتے ہیں۔ ہم جنسیت (Homosexuality) اور تشدد ان کا خاص مشغلہ ہوتا ہے اور منشیات کا استعمال ان کے لئے تسکین کا ذریعہ''!

درج بالا سطور میں دیئے گئے حقائق سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ بے لگام جنسی طاقت، لڑکوں اور لڑکیوں کا سکول/ کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ میل جول وہی نتائج ظاہر کریں گے جو امریکہ اور دیگر یورپین ممالک میں ظاہر ہو چکے ہیں...... ایسے حالات میں ہر سطح پر مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کے ممکنہ نقصانات کے بارے میں مزید دلائل دینے کی ضرورت نہیں۔

❀❀❀

درج بالا سطور کا بیشتر مواد ہم نے کتاب ''جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں'' (2010) سے اخذ کیا ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

باب سوئم:

جنسی تعلیم: اسلامی تناظر میں

جنسی تعلیم اور مسلم سوسائٹی:

قبل ازیں کہ ہم جنسی تعلیم کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کا مطالعہ کریں، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ مسلم سوسائٹی میں جنسی تعلیم کے بارے میں جو تصور پایا جاتا ہے، اس کا مطالعہ کیا جائے۔ یہاں اس امر کی صراحت شاید ضروری ہے کہ تمام مسلم ممالک میں جنسی تعلیم کے بارے میں مثبت رویہ نہیں پایا جاتا۔ اس بارے میں گفتگو کو مناسب خیال نہیں کیا جاتا بلکہ اسے ایک شرمناک فعل سمجھا جاتا ہے۔ قریباً نصف صدی قبل، لڑکوں اور لڑکیوں کو ان کی شادی سے چند روز قبل ہی اس امر سے آشنا کرایا جاتا تھا کہ انہیں شادی کے نتیجے میں ایک دوسرے کو کس طرح مطمئن کرنا ہے۔ اور ان دونوں سے ایک دوسرے کے ساتھ کس قسم کے تعلقات قائم کرنے کی توقع کی جاتی ہے؟ ...... اگرچہ فی زمانہ یہ صورت حال برقرار نہیں رہی کیونکہ نوجوان نسل ان امور کے بارے میں بہت حد تک آگاہ ہو چکی ہے۔ تاہم مسلمان والدین کے ذہنوں میں ابھی بھی بہت حد تک پرانے خیالات باقی ہیں۔ یہ امر کہ مسلمان والدین اپنے بچوں سے جنسی امور پر کیونکر کھل کر گفتگو نہیں کر سکتے، اس کا تعلق ان پرانی روایات واقدار سے ہے جو انہوں نے ایک طویل عرصے تک ہندو معاشرے میں رہنے کی وجہ سے اختیار کی ہیں کیونکہ اس رویے کا کوئی تعلق اسلامی تعلیمات سے بالکل نہیں ہے۔ چونکہ وہ خود ایک ایسے معاشرے اور ماحول میں پلے بڑھے تھے جہاں جنسی امور کے بارے میں آگاہی نہیں پائی جاتی تھی۔

SULEMANI.COM.PK

یہی وجہ ہے کہ وہ بھی کسی حد تک اپنی جنسیت کے بارے میں اظہار خیال سے مطمئن نہیں (Shahid Athar,1992) تاہم ایسے حالات میں وہ اپنی اولاد کو اس معاملے میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو معاشرے میں موجود سستے اور مخرب اخلاق ذرائع از قسم عریاں لٹریچر، فلم، ٹی وی اور انٹرنیٹ یا اپنے ہم جولیوں سے اس بارے میں معلومات حاصل کریں۔

ایسے حالات میں جب نوجوان لوگ جنسی معاملات میں صحیح راہ نمائی اور معلومات نہیں کر پاتے جس کی بناء پر انہیں اپنے جسم اور جنسی قوت و طاقت کی حفاظت کا احساس نہیں ہوتا اور وہ اکثر اوقات ایسے غلط افعال ونظریات کی وجہ سے بہت سی غلط کاریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اخبارات ورسائل میں روزانہ اس قسم کے اشتہارات کی بھر مار اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جنسی معاملات میں نوجوان نسل بہت حد تک غلط فہمیوں اور شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں جس کا فائدہ غلط عناصر، پروپیگنڈے کے زور پر اٹھا کر نوجوانوں کو مزید جنسی ونفسیاتی عوارض میں مبتلا کر دینے کا سبب بنتے ہیں۔ یہاں اس امر کی صراحت شاید ضروری ہو کہ اس غلط روش میں میڈیا، مذہبی راہ نما اور تعلیمی نظام کے حکومتی ذمہ داران برابر کے شریک ہیں جنہوں نے مثبت جنسی تعلیم سے نوجوان نسل کو آگاہ کرنے میں تساہل وغفلت کا ثبوت دیا ہے۔

دوسری جانب ہماری نوجوان نسل، امریکہ اور یورپی ممالک میں بالخصوص (اور اب تو پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں بھی) جب کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حصولِ تعلیم کے لئے جاتے ہیں تو پھر اپنے آپ کو ماں باپ، خاندان اور دیگر تمام قسم کی پابندیوں سے آزاد سمجھ لیتی ہے جن کی وجہ سے وہ کسی حد تک جنسی بے راہ روی سے بہت حد تک محفوظ تھے۔ کالجوں/ یونیورسٹیوں میں وہ اس قسم کی عجیب وغریب حرکات کا مظاہرہ کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد ہوتی ہیں۔ وہ مذہبی شعار (نماز روزہ) کی پابندی نہیں کرتے تاہم لڑکیوں کے ساتھ ڈیٹ/ ملاقات (Dating) باقاعدگی سے کرتے ہیں

SULEMANI.COM.PK

اور اکثر اوقات کلبوں/ ہوٹلوں/ پارکوں میں جاتے ہیں جہاں نشہ آور اشیاء بھی مل جاتی ہیں۔ (Huma Ahmed 1999) ...... ہماری ان گذارشات کو خیالی مفروضہ پر ہی محمول نہ کیا جائے۔جن لوگوں کی اخبارات پر نظر ہے، وہ آئے دن اس قسم کے واقعات پڑھتے رہتے ہیں کہ سکولوں/ کالجوں سے لڑکے اور لڑکیاں کئی کئی دن تک غائب رہتی ہیں۔ راولپنڈی میں ایک سکول کا حالیہ واقعہ اس امر کی واضح مثال ہے جہاں سے چند لڑکے/لڑکیاں بھاگ کر پشاور میں ایک ہوٹل میں چند روز قیام پذیر رہے......تاہم یہ تو ایک واقعہ ہے جو اخبارات میں شائع ہوا لیکن صبح جا کر شام کو واپس آ جانے والے بچوں کی ایسی حرکات کا تو کوئی شمار ہی نہیں جو دن بھر کالجوں/ یونیورسٹیوں کے کیفے ٹیریا، ہوٹل یا پارکوں میں گذار کر شام کو گھروں میں واپس آ جاتے ہیں۔اور دن بھر ان جگہوں میں جو جو حرکات کرتے ہیں، وہ ہر اس شخص کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے جن کا کوئی تعلق ان تعلیمی اداروں سے کسی نہ کسی طرح رہتا ہے۔

مسلم نوجوان لڑکے/ لڑکیوں کی زندگی کے اس متضاد رویے کی سب سے بڑی وجہ ان کا اسلامی تعلیمات سے آگاہ نہ ہونا ہے۔موجودہ زمانے میں اعلیٰ معیارِ زندگی کا حصول ایک ایسا دل خوش کن نعرہ بن گیا ہے جس نے غلط اور صحیح کی تمیز کو ختم کر دیا ہے۔ اوائل شباب میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور مغرب کی نقالی کا جذبہ جنون کی حد تک بڑھ گیا ہے۔ہم عمر دوستوں کے دباؤ(Peer Pressure) کی وجہ سے سکولوں/ کالجوں میں منعقد ہونے والی یا بیرونِ سکول تقریبات از قسم موسیقی، ناچ گانا، تفریحی ٹورز میں وہ بلا دھڑک شریک ہوتے ہیں۔کالجوں اور اور یونیورسٹیوں میں اسلامی تعلیمات کے برعکس، مخلوط تعلیم کی وجہ سے مخالف جنسوں کا میل جول اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں کوئی دقت اور جھجک محسوس نہیں کرتے۔

مزید برآں، مسلمان نوجوان نسل کو گھریلو سطح پر، مذہبی درسگاہوں اور مساجد میں خاندانی نظام کی اہمیت وضرورت، عزت نفس (Self Esteem)، خود آگہی (Self

SULEMANI.COM.PK

(Awareness)، ذمہ دارانہ رویے اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے آگاہ نہیں کیا جاتا۔ انسانی زندگی میں شادی بیاہ کی بنیادی اہمیت سے آگاہی حاصل نہ ہونے کی بناء پر، نوجوان نسل کو اس محبت ومودت اور رحمت وشفقت نیز اس پر لطف زندگی کا احساس و ادراک ہی نہیں ہو پاتا جو شادی کے نتیجے میں ایک انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ میاں بیوی کے رشتے میں منسلک ہونے کے نتیجے میں ان پر ایک دوسرے کی کیا ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اور وہ ان حقوق سے کس طریق پر عہدہ برآ ہو سکتے ہیں اور بچوں کی پیدائش کے نتیجے میں ان کی پرورش کی اہم ترین ذمہ داری کیوں کر ادا کی جا سکتی ہے، وہ ان تمام امور سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شادی کے تھوڑے عرصے بعد ہی وہ ایک دوسرے سے مغائرت محسوس کرنے لگتے ہیں جس کا نتیجہ بالآخر طلاق کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ موجودہ مسلم سوسائٹی میں طلاقوں کی بڑھتی ہوئی شرح، معاشرے میں موجود اس رجحان کی غماز ہے جو براہ راست نتیجہ ہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ نہ ہونے کا!

۱۔۳۔ جنسی تعلیم کی اسلامی بنیادیں:

اسلام میں جنسی جبلت کو صرف جنسی افعال کی بجا آوری کی حد تک محدود نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس کے برعکس، اسلام میں جنسیت کا تصور بہت وسیع ہے۔ اس میں مرد و عورت کے کردار اور اقدار کے ساتھ ساتھ جنسی علم، رویے اور افعال بھی شامل ہوتے ہیں جن کا مظاہرہ مختلف افراد دو مختلف جنسوں (Gender) سے تعلق رکھنے کی بناء پر روا رکھتے ہیں۔ اسلام میں جنسی جبلت ایک اہم ذریعہ کی حیثیت رکھتی ہے تا کہ انسان اس کے ذریعے اخلاقی، جذباتی، نفسیاتی اور روحانی بالیدگی کی بلندیوں کو حاصل کر سکے۔ اس لئے بچوں کو اوائل عمر سے ہی اسلامی تصورِ حیا اور عصمت وعفت سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ انہیں بتایا جائے کہ ایک لڑکا یا لڑکی کسی غیر محرم سے تعلق/ رابطہ صرف اس صورت میں ہی رکھ سکتا ہے جب وہ باہم نکاح کے

SULEMANI.COM.PK

بندھن میں بندھ جائیں۔اس سے قبل اسلامی نقطہ نظر سے ان کے درمیان کسی قسم کا تعلق (زبانی، بدنی) حرام ہے۔اوائل عمر میں انہیں شادی سے قبل کسی قسم کے ناجائز تعلق کی وضاحت اوراس کے بارے میں سخت وعید سے آگاہ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ مانع نہیں ہونی چاہیے نیز دنیا کے دیگر ممالک میں اس قسم کے تعلقات کے نتیجے میں ہونے والے خراب اور مہلک اثرات سے بھی انہیں آگاہ کرنا چاہئے جو خاندانی نظام کے بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔

۳.۲-اسلام کے دورِ اولین میں جنسی تعلیم:

رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ حیات میں مسلمان اپنے تمام مسائل کے بارے میں آپ ﷺ سے استفسار کیا کرتے تھے۔اس ضمن میں متعدد مثالیں اسلامی لٹریچر میں پائی جاتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمان کس اعتماد اور بالغ نظری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے سوالات پوچھا کرتے تھے تا کہ وہ دین کے بارے میں صحیح معلومات سے آگاہ ہوسکیں۔حتیٰ کہ خواتین (صحابیات رضی اللہ عنہن) بھی کسی قسم کی ہچکچاہٹ یا پریشانی کا اظہار کئے بغیر، اپنے مسائل کا حل جاننے کے لئے آپ ﷺ سے سوالات کیا کرتی تھیں۔وہ اللہ کے رسول ﷺ سے براہ راست ان معاملات کے بارے میں پوچھ لیا کرتی تھیں جو انہیں اپنی انفرادی زندگی میں درپیش آتے تھے۔

اس ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ایک عورت اپنے حیض کے بعد کس طریق پر طہارت (پاکیزگی) حاصل کرے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''عورت اپنے ایام سے فارغ ہونے کے بعد پانی سے اپنے جسم کو اچھی طرح صاف کرے اور بعد میں نہالے۔اس کے بعد ایک کپڑے میں جسے مشک (خوشبو) سے معطر کرلیا گیا ہو، سے جسم کو صاف کرلے۔'' انہوں نے پوچھا کہ وہ اس سے کس طرح صاف کرے؟ آپ ﷺ

SULEMANI.COM.PK

نے فرمایا ''سبحان اللہ، تم لوگ اکثر ایسا کرتی ہو''!......اس پر حضرت عائشہ ؓ نے انہیں آہستگی سے سمجھایا کہ خون کے نشانات کو صاف کرو۔ اسماء ؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے مزید پوچھا کہ حالت جنابت میں کس طرح غسل کیا جائے؟......آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''پانی سے تمام جسم کو اچھی طرح صاف کیا جائے اور بعد میں پانی اپنے سر پر ڈالا جائے اور بالوں کو اچھی طرح سے گیلا کیا جائے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے اس کے بعد تمام جسم پر پانی ڈالا جائے''......اس پر حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے تبصرہ فرمایا کہ ''انصار کی خواتین کس قدر اچھی ہیں کہ اپنے دینی معاملات اور مسائل سمجھنے میں کسی قسم کی شرم وحیا انہیں مانع نہیں ہوتی۔'' (مشکٰوۃ)

مزید برآں، اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہ ؓ کے ساتھ جنسی زندگی کے دیگر تمام معاملات و مسائل حتیٰ کہ مباشرت کے دوران مختلف پوزیشنوں کے بارے میں بھی ان کی راہ نمائی فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ شرم وحیا ایک مسلمان کے بہترین اوصاف سمجھے جاتے ہیں تاہم اس قسم کے جذبات کو کسی صورت میں بھی دینی امور سمجھنے میں حائل نہیں ہونا چاہیے۔ متقدمین اہل علم نے ایسے تمام معاملات کے بارے میں تفصیلی ہدایات دی ہیں جن پر عمل کرنے سے مسلمان مرد اور عورت اپنی شادی شدہ زندگی کو نہایت کامیابی کے ساتھ گذار سکتے ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر مسلمان اہل علم نے شادی شدہ زندگی میں ان تمام جنسی آداب واخلاق کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جن کی اس دوران ضرورت پڑتی ہے۔ قرآن کریم نے خود بھی مباشرت کے بعد غسل کے بارے میں ہدایات دی ہیں۔ اسی طرح حیض کے مسائل بھی بیان کیے ہیں اور حمل اور بچوں کی تربیت وحفاظت کے اصول بھی بیان کئے ہیں۔ آغازِ اسلام سے ہی اسلامی تعلیمات کے ذریعے جنسی مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے بارے میں ہدایات بیان کی گئی ہیں۔ تاہم مغربی ممالک میں جنسی تعلیم کے تصور کو اسلامی جنسی تعلیمات سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں جس کا منتہائے مقصود آزادانہ شہوت رانی کے ذریعے جنسی بیماریوں

SULEMANI.COM.PK

اور ناجائز قیام حمل سے محفوظ رہنا ہے جبکہ اسلامی تعلیم کا مقصد اولین، انسانی زندگی کو پاکیزگی کے ساتھ ساتھ اولاد اور جنسی لذت کے حصول کو بھی ممکن بنانا ہے!

۳،۳-اسلامی جنسی تعلیم کی خصوصیات:

اسلام کے نزدیک جنسی جذبہ ایک ایسا تحفہ ہے جو انسانوں کو اس لئے عطا کیا گیا ہے تاکہ وہ ان کی زندگی کو سکون واطمینان اور محبت نیز 'حسنہ' کی بہترین حالات سے دوچار کر دے۔ اس لئے اسلام کی نظر میں مناسب جنسی تعلیم، انسان کی ازدواجی زندگی کو کامیابی سے گذارنے کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے 'جنس' کو ایک فحش لفظ کے طور پر نہیں گردانا جاتا کیونکہ اسلام نے اس جذبے کی تسکین کے لئے ایک واضح طریق کار (نکاح/ شادی کے ادارے کی شکل میں) تجویز کیا ہے اور اسے ایک خدائی انعام کہا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں، نکاح کے ذریعے اس عمل کی ادائیگی سے انسان کو ایک جذباتی تسکین حاصل ہوتی ہے نیز لطف وانبساط کے ساتھ ساتھ اولاد کا حصول بھی ہوتا ہے جس میں امت مسلمہ کی بقا اور ترقی کا راز بھی مضمر ہے!

قبل ازیں کہ ہم جنسی تعلیم کے ضمن میں اسلامی تعلیمات اور راہ نمائی کو جو قرآن کریم میں دی گئی ہے (نیز جس کی تفصیل حدیث اور فقہ کی کتب میں بھی درج ہیں) کو بیان کریں، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ درج ذیل چند نکات کا ذکر کریں جو جنسی تعلیم کی نمایاں ترین خصوصیات ہیں۔

۱،۳،۳-جنسی جذبہ، ایک سنجیدہ موضوع:

اسلامی تعلیمات میں جنسی جذبے کو ایک نہایت سنجیدہ اور متوازن موضوع کے طور پر ذکر کیا گیا ہے نہ کہ عیش وعشرت یا حصولِ لذت کے ذریعے کے۔ اسلام میں جنسی تعلق کا ازدواجی زندگی کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے اسے ایک ایسا پاکیزہ حیثیت حاصل ہو

گئی ہے جس کے نتیجے میں زوجین کے درمیان محبت، مودت اور رحمت و الفت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں جو ایک صحت مند خاندان کے قیام کے لئے از حد ضروری ہیں۔ اسلام میں اس کا تعلق صرف شہوانی جذبات کی تسکین تک محدود نہیں بلکہ اس تعلق میں نفاست، پاکیزگی، اخلاقی حدود اور آداب کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔

یہ امر قرآن کریم او احادیث نبوی ﷺ کا ایک طرۂ امتیاز ہے کہ زوجین کے درمیان نہایت پرائیویٹ اور قریبی تعلق (مباشرت) کے لئے ایسا سادہ، آسان لیکن نہایت مہذب پیرائیہ بیان اختیار کیا گیا ہے جس میں دور دور تک کسی قسم کے شہوانی جذبات کو ابھارنے یا برانگیختہ کرنے کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا!......قبل از اسلام کی تاریخ متعدد شعراء کے ایسے اشعار سے بھری پڑی ہے جو وہ عوام الناس کے سامنے عکاظ کے میلے میں پڑھتے تھے جس میں ان کی ذاتی زندگی کے بعض واقعات کو بہت وضاحت اور مرصع عربی میں پیش کیا جاتا تھا۔ اس ضمن میں شاعر جس قدر عریانی اور بے حیائی کے ساتھ شاعری کرتا تھا، اسے اتنا ہی عوام الناس میں تحسین کے ساتھ پذیرائی حاصل ہوتی تھی۔ علامہ سید سلیمان ندوی (1986) نے اپنی کتاب میں ایک ایسے قصیدے کا ذکر کیا ہے جو عرب کے مشہور ترین شاعر امراؤالقیس نے کہا تھا جس نے اپنی ایک رشتے دار بہن کے ساتھ مباشرت کے واقعے کو بہت دلفریب انداز میں بیان کیا تھا اور عربوں کے مذاق شاعری (دراصل بدذوقی) کی انتہا یہ تھی کہ وہ قصیدہ کعبے پر لٹکا بھی دیا گیا تھا!

ذیل میں ہم قرآنی تعلیمات کے نہایت معقول و معتدل اظہار بیان کا ذکر کریں گے جو جنسی معاملات کے بارے میں اختیار کیا گیا ہے، یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس جانب بھی اشارہ کر دیا جائے کہ قرآنی تعلیمات نے مستقبل کے علمی و ادبی سٹائل کو اس حد تک متاثر کیا کہ اسلام کے بعد ایک ہزار سال تک یہ پیرایہ دنیا کے علمی و ادبی حلقوں میں جاری رہا جس کی وجہ سے شاعری اور ادبی تحریریں اس عریانی اور شہوانی جذبات سے پاک ہو گئیں...... تاہم موجودہ زمانے میں ادب اور شاعری میں عریانی اور شہوانی

SULEMANI.COM.PK

جذبات کا جو بازار گرم ہے وہ نتیجہ ہے اس عریاں ماحول کا جس سے دنیا گذشتہ دو تین صدیوں میں دوچار ہوئی ہے اور یہ معاملہ اس حد تک بگاڑ کا سبب بنا کہ اس دوران کسی ایسی تحریر کو علمی و ادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل ہی نہیں ہوتی جس میں عریانیت اور فحاشی کی انتہا نہ ہو۔

ذیل کے صفحات میں ہم چند مثالوں کے ذریعے یہ واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ قرآن کریم نے کس قدر مہذب (Serene) الفاظ میں جنسی معاملات بالخصوص نکاح (اور اس کے نتیجے میں زوجین کے درمیان ہونے والے جنسی تعلقات کا) ذکر کیا ہے۔

قرآن کریم میں لفظ ''نکاح'' آیا ہے جو اپنی اہمیت کی بناء پر انسان کی توجہ اپنی جانب مبذول کراتا ہے۔ سورہ الاحزاب (۴۹:۳۳) میں قرآن نے بیان کیا

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ...... ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو......۔''

اس آیت کی تشریح میں سیّد مودودی (۲۰۰۰ء) رقمطراز ہیں کہ ''یہ عبارت اس باب میں صریح ہے کہ یہاں لفظ نکاح کا اطلاق صرف عقد پر کیا گیا ہے۔ علمائے لغت میں اس امر پر بہت کچھ اختلاف رونما ہوا ہے کہ عربی زبان میں نکاح کے اصل معنی کیا ہیں۔

اس امر کی تصدیق کے لئے انہوں نے متعدد عربی علم اہل لغت (Lexiographers) کا حوالہ دیا ہے جس میں راغب اصفہانی نمایاں ترین ہیں۔ ان کے بقول ''لفظ نکاح کے اصل معنی شادی کے معاہدے کے ہیں تاہم استعارے کے طور پر یہ مباشرت کے لئے بولا جاتا ہے۔'' ......سید مودودی نے مزید فرمایا کہ ''یہ ناممکن ہے کہ لغوی طور پر نکاح کے معنی مباشرت کے ہوں اور مجازاً نکاح/ شادی کے لئے بولا جائے۔ وہ اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ جتنے الفاظ بھی جماع کے لئے عربی زبان یا دنیا کی کسی دوسری زبان میں حقیقتاً وضع کئے گئے ہیں وہ سب فحش ہیں۔ کوئی شریف آدمی کسی مہذب مجلس میں ان کو زبان پر لانا بھی پسند نہیں کرتا۔ اب آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لفظ حقیقتاً اس فعل کے لئے

SULEMANI.COM.PK

وضع کیا گیا ہوا سے کوئی معاشرہ شادی بیاہ کے لئے مجاز و استعارے کے طور پر استعمال کرے۔ اس معنی کو ادا کرنے کے لئے تو دنیا کی ہر زبان میں مہذب الفاظ ہی استعمال کئے گئے ہیں نہ کہ فحش الفاظ......انہوں نے مزید لکھا کہ ''جہاں تک قرآن وسنت کا تعلق ہے، ان میں نکاح ایک اصطلاحی لفظ ہے جس سے مراد یا تو مجرد عقد ہے یا پھر وطی بعد عقد لیکن وطی بلا عقد کے لئے اس کو کہیں استعمال نہیں کیا گیا۔ اس طرح کی وطی کو قرآن و سنت زنا اور سفاح کہتے ہیں نہ کہ نکاح۔''

ﷺ ایک دوسری مثال جو قرآن کریم میں زوجین کے درمیان مباشرت کے لئے استعمال ہوئی ہے، اس کا تذکرہ سورہ النساء (۴:۴۳) میں آیا ہے۔ سفر کے دوران، بیوی کے ساتھ مباشرت کی وجہ سے یا احتلام کی صورت میں اگر منی کا اخراج ہو جائے تو ایسی حالت میں قرآن کریم نے اسے ایک ایسے انوکھے لیکن انتہائی مہذب طریق پر بیان کیا ہے کہ اس کی مثال دنیا کے تمام لٹریچر میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی مثلاً

﴿ وَ لَاجُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ ﴾

''......اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کرلو، الاّ یہ کہ راستہ سے گذرتے ہوئے۔ اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے یا تم نے عورتوں سے لمس کیا اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو......''

یاد رہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی صورت میں بھی منی کے انزال سے ایک مسلمان حالت جنب میں داخل ہو جاتا ہے جس کے معنی اجنبی کے ہیں یعنی پاکیزگی سے

دوری یا اجنبیت!

ﷺ مزید برآں، سورہ البقرہ (۲:۱۸۷) میں رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے مباشرت کی اجازت دی گئی ہے جبکہ حالت اعتکاف میں اس سے ممانعت کی ہدایت ہے:

﴿ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ...... ﴾

''تمہارے لئے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے۔ اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے۔ مگر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگذر فرمایا۔ اب تم اپنی بیویوں کے ساتھ شب باشی کرو اور جو لطف اللہ نے تمہارے لئے جائز کر دیا ہے اسے حاصل کرو نیز راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آ جائے۔ تب یہ سب کام چھوڑ کر رات تک اپنا روزہ پورا کرو اور جب تک تم مسجدوں میں معتکف ہو، تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو......''

ان آیات میں ایک لفظ ''لباس'' آیا ہے۔ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم (Dr. Yousaf Qardavi, 1999) کی تحریر سے ایک حوالہ اس کی تشریح میں دیں۔ موصوف نے فرمایا ''کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ انہوں نے یہاں لفظ 'لباس' کا استعمال کیوں کیا؟ ......ہم تو صرف خیال ہی کر سکتے ہیں کہ ایک لباس ہمارے جسم کے قریب ترین ہوتا

SULEMANI.COM.PK

ہے پس زوجین کو بھی ایک دوسرے کے اس طرح قریب ہونا چاہئے ...... ایک لباس بیرونی عناصر سے ہمارے جسم کی حفاظت کرتا ہے پس میاں بیوی کو بھی ایک دوسرے کی حفاظت بیرونی اثرات (خواہشات) سے کرنی چاہیے۔ لباس ہماری جسمانی خوبصورتی اور آرائش کا سبب ہوتا ہے، پس ہمیں بھی ایک دوسرے کی عزت و وقار کا پاس ہونا چاہئے۔ اسی طرح ایک لباس ہمارے جسم کے لئے ہر وقت میسر رہتا ہے پس زوجین کو بھی ایک دوسرے کے لئے اسی طرح ہمہ وقت میسر رہنا چاہئے'' ...... ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے زوجین کے ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلقات کو کس فصیح و بلیغ انداز میں بیان کیا ہے!

ایک دوسری سورت (سورہ الاعراف ۷:۱۸۹) میں زوجین کے مباشرت کے تعلق اور اس کے نتیجے میں قائم ہونے والی حالت حمل کا ذکر کیا ہے!

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ○﴾

''وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا جسے لئے وہ چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گیا تو دونوں نے مل کر اللہ، اپنے رب سے دعا کی کہ تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے۔''

ایک صاحب ذوق، آیت کے ان الفاظ میں پنہاں حسن بیان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ''جب مرد نے عورت کو (بوقت مباشرت) ڈھانپ لیا۔'' اس سے مباشرت کی اس پوزیشن کا بھی اظہار نہایت بلیغ انداز میں ہوتا ہے جبکہ مباشرت کے وقت ایک مرد اپنی بیوی سے لپٹا ہوتا ہے جسے بالعموم (Missionary/ Man on top

SULEMANI.COM.PK

(position) کہتے ہیں...... واضح رہے کہ متعدد فقہاء نے قرآن کریم کی مختلف آیات سے مباشرت کی مختلف حالتوں(Sexual Positions) کے بارے میں بھی استشہاد کیا ہے۔
(محمد آفتاب خان ۲۰۱۰)

اسی طرح کے حسن بیان کی ایک نہایت خوبصورت علاماتی مثال سورہ الاحزاب (۳۳:۳۷) میں دی گئی ہے جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ (حضرت زینت رضی اللہ عنہا بنت جحش) کو طلاق دی۔ ان کی عدت کے خاتمہ پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

﴿......فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ ......﴾

''......پھر جب زید رضی اللہ عنہ اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا......''

قرآن کریم کے درج بالا الفاظ میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کو طلاق دینے کے معاملے کو جس بہترین انداز میں پیش کیا گیا ہے، بلاشبہ کہا جا سکتا ہے کہ اس سے بہتر پیرایۂ بیان اختیار کرنا ممکن نہیں۔

۲.۳.۳-پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات:

اپنے موضوع کے بارے میں مزید تفصیلات میں جانے سے قبل یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس بارے میں ان تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (احادیث) کا بھی نہایت اختصار کے ساتھ بیان کریں جس سے ان کی تعلیمات کے حسن بیان، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور نہایت شستہ انداز پر روشنی پڑتی ہے جس کی امت کو راہ نمائی کی گئی ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وصحابیات رضی اللہ عنہن اپنی انفرادی زندگی میں، اس قسم کے معاملات میں راہ نمائی لینے کے لئے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ اس ضمن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ احادیث کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں

تاہم چند مزید مثالیں ذیل میں درج کی جا رہی ہیں۔

رحمۃ اللہ علیہ حضرت ام سلیم بنت ملحن رضی اللہ عنہا جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ ''اے خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کسی حق بات کے اظہار سے نہیں شرماتا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ اگر کوئی عورت شہوانی خواب دیکھے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے؟'' اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں اگر وہ اپنے کپڑوں پر کسی قسم کی رطوبت (تری/گیلا پن) دیکھے'' ...... اس پر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے شرم سے اپنا منہ ڈھانک لیا اور کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا عورتوں کو بھی ایسے (شہوانی) خواب آسکتے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں، تمہارا دایاں ہاتھ خاک سے آلودہ[1] ہو، وگرنہ اس کا بچہ اس کے ساتھ کیسے مشابہ ہو سکتا ہے؟''

رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح کی بات صحیح مسلم کی روایت میں یوں آئی ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پاس موجود تھیں۔ اور جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ سوال پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''اے ام سلیم رضی اللہ عنہا تم نے تو عورتوں کا پوشیدہ معاملہ بیان کر دیا۔ تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلودہ ہو'' ...... اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمہارا دایاں ہاتھ خاک سے آلودہ ہو، اے ام سلیم رضی اللہ عنہا اگر کوئی عورت ایسا خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔''!

ان واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کی خواتین اپنے مسائل سمجھنے میں کوئی تامل نہیں کرتی تھیں بلکہ وہ تمام سوالات براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کرتی

[1] اس زمانے میں بولا جانے والا ایک پیرایۂ زبان جس میں تعجب اور شفقت کا اظہار ہوتا تھا۔

تھیں جو انہیں درپیش آتے تھے۔ یہ امر نہ صرف ان کے لئے ذاتی طور پر بلکہ قیامت تک کے لئے آنے والے مرد و خواتین کے لئے بھی باعث رحمت ثابت ہوا۔ ان

SULEMANI.COM.PK

تعلیمات کے اس بہترین انداز میں پوچھنے کا ایک دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ عرب کی جاہل سوسائٹی، اسلامی تعلیمات کے زیر اثر اس قدر محتاط اور بااخلاق ہوگئی کہ انہوں نے بھی اپنی زندگی میں اس قسم کے تمام معاملات کو بیان کرنے میں بہت شریفانہ اور مہذب انداز اختیار کر لیا۔ اس قسم کے رویے کی ایک بہترین مثال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ جمیلہ رضی اللہ عنہا نامی صحابیہ جو ثابت بن قیس کی بیوی تھیں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسئلے پر بات کرنے کے لئے وقت مانگا اور کہا کہ ''اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے خاوند ثابت بن قیس کے ساتھ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی گذارنے کو تیار نہیں، **نہ ہی میں اپنا سر اس کے ساتھ ایک تکیہ پر رکھ کر سونے کو تیار ہوں**''......ایک لمحے کے توقف کے بعد اس نے مزید کہا کہ ''میں اپنے خاوند کے ایمان اور عقیدے، اخلاق یا مردانہ صلاحیتوں کی شاکی نہیں ہوں تاہم مجھے اپنے ایمان اور عقیدے کے خراب ہونے کا خدشہ ہے اگر مجھے مزید ایک لمحہ بھی اس کے ساتھ گذارنا پڑا۔ میں نے اپنے خیمے کا پردہ اٹھایا تو اپنے خاوند پر نظر پڑی، وہ دوسرے لوگوں کے درمیان کھڑا تھا۔ وہ ان کے درمیان اس قدر بدصورت، سیاہ فام، پستہ قد دکھائی دیا کہ مجھے اس سے نفرت ہوگئی اور میں اب اس کے ساتھ نباہ نہیں کرسکتی''! ——— اس جگہ ایک ایماندار اور حساس شخص کے لئے اُن نسوانی جذبات کی قدر نہ کرنا ایک ناروا زیادتی ہوگی کہ جس ایمانداری اور اخلاص لیکن اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس نے اپنے جذبات اور رائے کا اظہار کر دیا جو اس کی ازدواجی زندگی میں اسے پریشان کئے ہوئے تھے!

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے ہر پہلو سے ہدایات عنایت فرمائی ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیمات کا صحیح ترین عملی نمونہ پیغمبر اسلام کی زندگی ہی ہے نیز چونکہ قرآن، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخری پیغمبر ہیں جن کے بعد کوئی کتاب یا پیغمبر نہیں آنا تھا اس لئے بھی یہ ضروری تھا کہ قرآن کی تعلیمات ایک مجسم

صورت میں، اللہ کے پیغمبر ﷺ کی راہ نمائی کی شکل میں قیامت تک کے لئے محفوظ ہو جاتی۔ اس لئے بھی اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے تمام امور پر کھل کر امت کی راہ نمائی فرمائی ہے۔

اس ضمن میں ایک نہایت اہم امر شرم وحیا کا تصو بھی ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں امور ایک مسلمان (مرد وعورت دونوں) کے لئے نہایت ضروری امور ہیں تاہم دین کا سیکھنا چونکہ فرض ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایسے تمام امور کے سیکھنے میں کسی قسم کی شرم وحیا کے جذبات کو مانع نہیں ہونا چاہئے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ لڑکے کسی بزرگ (والد یا استاد) سے اور لڑکیاں (والدہ/استانی) سے ایسے معاملات پر راہ نمائی حاصل کرسکتی ہیں۔ جب انہیں اپنی زندگی میں کوئی ایسا معاملہ درپیش آئے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ غیر ضروری شرم وحیا کی وجہ سے عین ممکن ہے کہ ناپاک جسم ہونے کی وجہ سے وہ عبادت (نماز، روزہ) جیسے اہم ترین امور کوادا کرنے سے بھی قاصر ہو جائیں۔

یہاں اس امر کا اعادہ کرنا بھی ضروری محسوس ہوتا ہے کہ آج سے ۱۴۰۰ سال قبل اسلام نے انسان کی راہ نمائی کے لئے وہ اصول وضوابط بیان کر دیئے ہیں جن کا تعلق انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے مختلف پہلوؤں از قسم جنسی معاملات سے ہے۔ اگرچہ یہاں اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم تولید وتناسل یا جنسی موضوعات اور دیگر سائنسی مضامین کی کتاب نہیں تاہم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط راہ نمائی کے اصول اس کتابِ الٰہی میں ضرور بیان ہوئے ہیں۔ تاہم یہ امر بھی ایک غیر جانبدار شخص کے لئے غور وفکر کا تقاضہ کرتا ہے کہ موجودہ سائنس دانوں، اہل علم اور مفکرین نے عیسائی، یہودی یا دیگر مغربی عقائد ورجحانات کی بناء پر قرآن کی تعلیمات سے بہت حد تک اغماض برتا جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ حقائق جو انسانی زندگی کے مختلف امور سے تعلق رکھتے تھے اور اس الہامی کتاب میں بیان ہوئے اور جن کی سچائی اور حقانیت سائنسی تجربات وانکشافات کی روشنی میں آج واشگاف ہو رہے ہیں، اس سے انسانیت

SULEMANI.COM.PK

بارہ سو سال تک محروم رہی۔ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اگر اس راہ نمائی کو بنیاد بنا کر انسان نے اپنی تحقیقات کی بنیاد رکھی ہوتی تو سائنس کسی حد تک ترقی کر چکی ہوتی اور انسانیت کو ان آلام ومصائب کا سامنا نہ کرنا پڑتا جن کا خمیازہ لاعلمی اور جہالت کی بناء پر انسانوں کی ایک عظیم اکثریت کو بھگتنا پڑا اور وہ تمام لوگ بھی اس صحت جسمانی اور انبساط سے بہرہ مند ہو سکتے تھے جو اپنی زندگیوں میں ان آلام ومصائب کا شکار ہو کر تڑپ تڑپ کر مر گئے!

(Khan, M.A, And A.H. Siddiqi, 1989; Khan, M.A and Amina Aftab, 2010)

❀❀❀

SULEMANI.COM.PK

باب چہارم:

جنسی تعلیم: قرآنی تعلیمات کے تناظر میں

گذشتہ باب میں ہم نے چند قرآنی تعلیمات جو جنسی امور کے بارے میں ہیں، کا مطالعہ کیا۔ اس باب نیز دیگر ابواب میں ہم ان تعلیمات کے بارے میں مزید معلومات کا مطالعہ کریں گے۔ درج ذیل گوشوارے میں ہم نے ان تمام موضوعات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جو جنسی تعلیمات کے ضمن میں قرآنِ حکیم میں بیان ہوئے ہیں۔ ان موضوعات سے نہ صرف ان تمام مختلف النوع پہلوؤں کا اندازہ ہوتا ہے جو اس الہامی کتاب میں نازل ہوئے ہیں بلکہ ان موضوعات کے دہرائے جانے کا علم بھی حاصل ہوتا ہے جو اس میں متعدد مرتبہ بیان ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ چند موضوعات کا دہرایا جانا، کسی کمی یا خامی کی بناء پر نہیں ہوتا بلکہ یہ کسی موضوع کی اہمیت کے لحاظ سے ایک تعلیمی ضرورت اور طریق کار بھی ہے کہ جس امر پر بہت زیادہ زور دینا ہوتا ہے اسے ذہن نشین کرانے کے لئے بار بار دہرانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ مختلف عمر، ذہن اور تعلیمی پس منظر رکھنے والے انسان ان تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ اخذ کرسکیں۔

۱۔۴ ۔جنسی تعلیم کے مختلف پہلوؤں کا اجمالی جائزہ:

قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں مختلف موضوعات پر براہ راست یا بالواسطہ متعدد امور کا ذکر آیا ہے جن کا تعلق جنسی معاملات سے ہے۔ ذیل کے گوشوارے میں، موضوعات کے لحاظ سے ہم ان تمام سورتوں اور آیات کا ذکر کررہے ہیں جو قرآن میں زیر بحث آئے ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

گوشوارہ نمبرا: قرآن کریم میں مختلف جنسی امور کا اجمالی جائزہ

موضوعات	سورتوں کا نام/آیات کا نمبر
۱.۱۴-آدم وحوا کی تخلیق	
i) آدم کی مٹی سے تخلیق	سورہ الاعراف ۷:۱۲، سورہ الحجر ۱۵:۲۶، المومنون ۲۳:۱۲، الرحمٰن ۵۵:۱۴
ii) آدم علیہ السلام بطور وائسرائے/ خلیفہ اللہ کا نائب	البقرہ ۲:۳۰-۳۸، الاعراف ۷:۱۱-۲۵
iii) نوع انسانی کا فروغ	النساء ۴:۱، الفرقان ۲۵:۵۴، الشوری ۴۲:۱۱، الحجرات ۴۹:۱۳
۱.۲۴-نکاح/ شادی/ زوجین	
i) مرد وعورت کا جوڑا ہونا	ہود ۱۱:۴۰، النحل ۱۶:۷۲، یٰس ۳۶:۳۶، الشوریٰ ۴۲:۱۱
ii) مقاصد نکاح	النساء ۴:۱، الاعراف ۷:۱۸۹، الفرقان ۲۵:۷۴، الروم ۳۰:۲۱
iii) زوجین کے مابین محبت	الفرقان ۲۵:۷۴، الروم ۳۰:۲۱
iv) جنت میں بیویوں/حوروں کی خصوصیات	البقرہ ۲:۲۵، آل عمران ۳:۱۵، النساء ۴:۵۷، الصافات ۳۷:۴۸، الدخان ۴۴:۵۴، الرحمٰن ۵۵:۵۶ اور ۷۲، الواقعہ ۵۶:۲۲، ۲۳، ۳۶، ۳۷، التحریم ۶۶:۵، الطّور ۵۲:۲۰، النباء ۷۸:۳۳

SULEMANI.COM.PK

v) تعدد ازواج	النساء۴:۳‘۱۲۹
vi) حرمت/حلت شادی/نکاح	البقرہ: ۲:۲۲۱، النساء ۴:۳، ۲۲ تا ۲۳، المائدہ۵:۵، المومنون ۲۳:۶، النور ۲۴:۳‘۳۲، الاحزاب۳۳:۴۹ تا ۵۰، الممتحنہ۶۰:۱۰ تا۱۱، المعارج ۷۰:۳۰
vii) حضرت موسیٰؑ کی شادی	القصص ۲۸:۲۷‘۲۹
viii) زانی اور زانیہ کی شادی	النور۲۴:۳

۳.۱۴-زوجین کے درمیان جنسی تعلقات

i) زوجین، ایک دوسرے کے لئے لباس	البقرہ۲۰:۱۸۷
ii) بیوی کا حاملہ ہونا	الاعراف ۷:۱۸۹
iii) رمضان کی راتوں میں بیوی کے ساتھ مباشرت کی اجازت	البقرہ۲:۱۸۷
iv) دوران اعتکاف، حج اور حیض بیوی کے ساتھ مباشرت کی ممانعت	البقرہ۲:۱۸۷‘۱۹۶ اور۲۲۲
v) تجرد/تارک الدنیا کی ممانعت	الحدید۵۷:۲۷

۴.۱۴-حمل اور مدت حمل

i) قیام حمل/مدت حمل	آل عمران۳:۶‘۳۵‘۳۷تا۳۸، الاعراف۷:۱۸۹، الرعد۱۳:۸، النحل ۱۶:۷۸، الحج ۲۲:۱‘۵، لقمان ۳۱:۱۴‘ ۳۴، الفاطر۳۵:۱۱، الزمر۳۹:۶، حٰم سجدہ ۴۱:۴۷، الاحقاف ۴۶:۱۵، النجم ۵۳:۳۲، المرسلات ۷۷:۲۰

ii) عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش/ بغیر باپ	آل عمران ۳:۴۵، ۵۹، النساء۴:۱۷۱، مریم۱۹:۲۰ تا ۲۶، التحریم ۶۶:۱۲
۵.۱.۴- بچے کا رحم مادر میں نشو ونما اور مختلف حالتیں	
i) مادہ منویہ	یٰسین ۳۶:۷۷، الدھر ۷۶:۲، المرسلات ۷۷:۲۰، الطارق ۸۶:۶ تا ۷
ii) رحم مادر میں جنین کی حالتیں	آل عمران ۳:۶، الکہف ۱۸:۳۷، الحج ۲۲:۵، المومنون ۲۳:۱۳ تا ۱۴، الروم ۳۰:۵۴، الزمر ۳۹:۶، المومن ۴۰:۶۷، القیامہ ۷۵:۳۷ تا ۳۸
iii) بانجھ پن/ بڑھاپا ایک اہم وجہ	آل عمران ۳:۳۸ تا ۴۰، ہود ۱۱:۷۱ تا ۷۲، الحجر ۱۵:۵۳ تا ۵۵، مریم ۱۹:۵ تا ۸، الانبیاء ۲۱:۸۹ تا ۹۱، الصافات ۳۷:۱۱۲، الزاریات ۵۱:۲۸ تا ۲۹
۶.۱.۴- نکاح/ شادی سے متعلقہ معاملات	
i) مہر	النساء۴:۴ اور ۱۹ تا ۲۱ اور ۲۴، المائدہ ۵:۵
ii) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ۸/۱۰ سال کے لئے سسرال میں رہنا بطور مہر	القصص ۲۸:۲۶ تا ۲۸
iii) نکاح کے بعد خلوت نہ ہونا لیکن طلاق دینا تاہم حق مہر کا کچھ حصہ دینا	البقرہ ۲:۲۳۶-۲۳۷، الاحزاب ۳۳:۴۹

SULEMANI.COM.PK

iv) طلاق اور عدت	البقرہ۲:۲۲۶ تا ۲۴۰، الاحزاب ۳۳:۴۹، الطلاق ۶۵:۱تا۶
v) نشوز	النساء۴:۳۵
(الف) بیوی کی جانب سے	النساء۴:۳۵
ب) شوہر کی جانب سے	النساء۴:۱۲۸ تا ۱۲۹
۱۴.۷-جنسی معاملات میں صفائی/ طہارت	
i) جنابت کی حالت میں غسل کرنا	النساء۴:۴۳
ii) کپڑوں کی پاکی	المدثر۷۴:۴
iii) عورتوں کے لئے طہارت کے مسائل/ حیض کے دوران مخالفت مباشرت	البقرہ۲:۲۲۲
iv) تیمّم کا کرنا اگر پانی نہ ملے	النساء۴:۴۳، المائدہ۵:۶
۱۴.۸-عورتوں کے حقوق	
i) مرد وزن کے مساوی حقوق	النساء۴:۱۲۴
ii) ایک سے زائد بیویوں میں عدل و انصاف کا قائم کرنا	النساء۴:۱۲۹
iii) بیوی کے مہر کی ادائیگی	النساء۴:۲۴
iv) بیویوں کے ساتھ نرمی اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنا	البقرہ۲:۲۳۶
v) ثالث کا تعین بصورت اختلاف	النساء۴:۳۵

vi) بچوں کو دودھ پلانا/ پرورش	البقرہ۲:۲۳۳، القصص ۲۸:۷، ۱۲ تا ۱۳، الاحقاف۴۶:۱۵
vii) عورتوں کا احترام	النساء۴:۱۵۶، النور۲۴:۱ تا ۱۶، ۲۳، ۲۶، الاحزاب۳۳:۵۸
viii) مطلقہ کو رہائش دینا اور عدت کے بعد شادی کرنا	البقرہ۲:۲۴۰-۲۴۱
ix) مطلقہ کے ساتھ فراخدلی کرنا	البقرہ۲:۲۴۱
x) مطلقہ کا دوران عدت شوہر کے گھر میں رہنا	الطلاق۶۵:۱تا۷
۴.۱.۹-والدین اور بچوں کے حقوق	
i) والدین کے حقوق: ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرنا اور ماں کی تابعداری	الانعام۶:۱۵۱، بنی اسرائیل ۱۷:۲۳-۲۴، مریم ۱۹:۳۲، العنکبوت ۲۹:۸، لقمان ۳۱:۱۴، الاحقاف۴۶:۱۵
ii) بچوں کے حقوق: محبت وشفقت کا سلوک اور ان کے لئے دعا کرنا	الانعام۶:۱۵۱، ہود ۱۱:۴۵، الاحقاف۴۶:۱۵
iii) یتیموں کے حقوق	النساء۴:۶، ۱۰، ۱۲۷، الانعام ۶:۱۵۲، بنی اسرائیل۱۷:۳۴
iv) بچوں کا متبنیٰ بنانا	الاحزاب۳۳:۴تا۵
۴.۱.۱۰-قانون وراثت	
i) وراثتی قوانین	النساء۴:۱۱، ۱۲، ۱۷۶

۴.۱.۱۱ - معاشرتی اصلاحات	
i) غض بصر، شرم وحیا اور زیورات کی نمائش کی ممانعت	النور۲۴:۳۵ تا ۳۰؛ ۵۹، الاحزاب۳۳:۵۹، المعارج۷۰:۲۹
۴.۱.۱۲ - جنس اور مساوات مرد وزن	
i) مرد وزن کا خالق اللہ تعالیٰ ہیں	المومنون۲۳:۲۷، الفاطر ۳۵:۱۱، الحجرات ۴۹:۱۳، الذاریات ۵۱:۴۹، النجم۵۳:۴۵، القیامہ ۷۵:۳۹، النباء ۷۸:۸، الیل ۹۲:۳
ii) زوجۂ عمران کو لڑکی (مریم علیہاالسلام) کی پیدائش	آل عمران۳:۳۵
iii) مریم علیہاالسلام کو بیٹے کی پیدائش (پیدائش عیسیٰ علیہ السلام)	مریم۱۹:۱۹ تا ۲۴
iv) لڑکا/لڑکی، دونوں والدین کی اولاد	آل عمران۳:۱۹۵
v) ایمان والے مرد وعورتیں برابر ہیں	التوبہ۹:۷۱ تا ۷۲، الرعد ۱۳:۲۳، النحل ۱۶:۹۷، الاحزاب۳۳:۳۵ تا ۳۶، المومن ۴۰:۴۰، الفتح ۴۸:۴ تا ۵، الحدید ۵۷:۱۸، النوح۷۱:۲۸
vi) منافق مرد اور عورتیں سزا ملنے میں برابر ہیں	التوبہ۹:۶۷
vii) قیامت میں جزا بلا استثنیٰ جنس	النساء۴:۱۲۴

SULEMANI.COM.PK

viii) لڑکیوں کی پیدائش پر افسوس کرنے والوں کی مذمت	النحل۱۶:۵۸تا۵۹،الزخرف۴۳:۱۶تا۱۷
ix) عورت ایک ملکی حکمران	النمل ۲۷:۲۳
x) وراثت میں عورت کا حصہ اللہ کا عطا کردہ حق	النساء۴:۱۱تا۱۴،۱۷۶

۱۴.۱.۱۳-ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

i) امہات المسلمین	الاحزاب۳۳:۶،۲۸تا۳۴
ii) احکامات الٰہی ان کی وساطت/ معرفت نازل ہوئے	الاحزاب۳۳:۲۸ تا۳۴،۵۳،۵۹

۱۴.۱.۱۴-ضبط ولادت

i) فرعون کا لڑکوں کو قتل کرنا	البقرہ۲:۴۹، ابراہیم۱۴:۶، القصص ۲۸:۴، المومن۴۰:۲۵
ii) عربوں کا بچیوں کو ماردینا	الانعام۶:۱۳۷
iii) فاقہ کے خوف سے بچوں کے قتل کی ممانعت کیونکہ اللہ تعالیٰ رازق ہیں	الانعام۶:۱۵۱، ہود۱۱:۶، بنی اسرائیل ۱۷:۳۱
iv) والدین کو نظر انداز کر کے جان سے مار دینے والی لڑکیوں سے اللہ کا براہ راست سوال	التکویر۸۱:۸-۹

۴.۱.۱۵-زنا	
i) عورتوں کے شر سے بچنے کے لئے یوسف علیہ السلام کا اللہ کو پکارنا	یوسف۱۲:۲۳تا۳۲،۵۰تا۵۱
ii) زنا کے قریب جانے کی بھی ممانعت	بنی اسرائیل ۱۷:۳۲
iii) زنا کی ممانعت	الفرقان۲۵:۶۸
iv) زنا کی سزا	النساء۴:۱۵تا۱۷،۲۵،النور۲۴:۲،۴تا۵
v) مردوزن پرالزام/اتہام لگانے کی سزا	النور۲۴:۴تا۵،الاحزاب۳۳:۵۸
۴.۱.۱۶-عریانیت وفحاشی	
i) ظاہرپوشیدہ برائیوں سے دوررہنے کاحکم	الانعام۶:۱۵۱،الاعراف ۷:۳۳
	یوسف۱۲:۲۳تا۳۲،۵۱
iii) جسم کے پوشیدہ اعضا کو چھپانا	الاعراف ۷:۲۶
iv) آدم وحوا کا اللہ کی نافرمانی پر، پردہ پوشی کا خاتمہ	طٰہٰ ۲۰:۱۲۱
v) دنیامیں فحاشی پھیلانے والوں کوسزا	النور۲۴:۱۹
vi) قصے کہانیاں سنا کر اللہ کی راہ نمائی سے ہٹانے کی سزا	لقمان۳۱:۶
۴.۱.۱۷-جنسی انحرافات	
i) ہم جنس پرستی/لواطت کی ممانعت	الاعراف ۷:۸۰تا۸۴، ہود۱۱:۷۷تا۸۱، الحجر۱۵:۷۰تا۷۴، النمل ۲۷:۵۴تا۵۸، القمر۵۴:۳۷

SULEMANI.COM.PK

۴.۱.۱۸-شراب نوشی کی ممانعت	
i) نشہ کی حالت میں نماز کا نہ پڑھنا اور ہر قسم کے نشے کی حرمت	البقرہ ۲:۲۱۹، النساء۴:۴۳، المائدہ۵:۹۰ تا۹۱
۴.۱.۱۹-تشدد	
i) بچوں پر تشدد کی ممانعت	البقرہ۲:۴۹
ii) لڑکیوں کے قتل کی ممانعت	التکویر۸۱:۸تا۹
iii) عورتوں پر تشدد کی ممانعت بلکہ ان کے ساتھ محبت کا سلوک کرنا	الروم۳۰:۲۱
iv) دوران حیض مباشرت کی ممانعت	البقرہ۲:۲۲۲

درج بالا گوشوارہ کا مطالعہ کرنے کے بعد اور قرآن حکیم کی مختلف سورتوں کے تفصیلی مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں جنسی تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل راہ نمائی دی گئی ہے۔ جو شخص بھی قرآن حکیم کا بنظر غائر مطالعہ کرتا ہے اسے ان آیات میں پیدائش انسانی، تولید و تناسل، حیض و نفاس، حمل، رحم میں بچوں کی نشو و نما کی مختلف حالتوں، خاندانی نظام، بانجھ پن، اخراج منی، عمل قوم لوط (ہم جنس پرستی) اور دیگر معاملات پر ایسے انداز میں گفتگو کی گئی ہے جس سے کسی قسم کے شہوانی و نفسانی جذبات بھڑکنے نہیں پاتے اور ایک انسان کو نہایت سنجیدہ انداز ہ میں راہ نمائی مل جاتی ہے۔

۴.۲-قرآن کریم میں جنسی تعلیم کی ایک اہم مثال:

قرآن حکیم میں جنسی تعلیمات سے متعلقہ آیات کا ایک بہت جامع ذکر سورہ مریم میں ہے۔ حضرت مریم ایک عفت مآب خاتون تھیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم

سے ان کے ہاں ایک بچے کی پیدائش ہوئی جو پیغمبر بھی بنائے گئے۔ اس واقعے کا ذکر قرآن کریم نے سورہ مریم (۱۹:۱۶تا۲۴) میں یوں کیا

فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا○ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا○ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا○ قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا○ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَ لِنَجْعَلَهٗٓ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا○ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِیًّا○ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا○ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا○ وَ هُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا○

''اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا......مریم کا ایک بول اٹھی کہ ''اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔'' اس نے کہا ''میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔'' مریم نے کہا **''میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں''** فرشتے نے کہا ''ایسا ہی ہوگا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہو کر رہنا ہے'' مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگی ''کاش میں اس سے

SULEMANI.COM.PK

پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔'' فرشتے نے پائنتی سے اس کو پکار کر کہا ''غم نہ کر۔ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی۔ بس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزے کی نذر مانی ہے، اس لئے آج کسی سے نہ بولوں گی۔''

''پھر وہ اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی۔ لوگ کہنے لگے ''اے مریم! یہ تو نے بڑا پاپ کر ڈالا۔ اے ہارون کی بہن، نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی۔''

''مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا...... لوگوں نے کہا ''ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے؟'' ...... بچہ بول اٹھا ''میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا۔ جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا حق کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔''

ان آیات سے ہمیں قرآن کریم کی درج ذیل ہدایات کا پتہ چلتا ہے:

- بچے کی پیدائش (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ) جو کہ ایک مرد اور عورت کے درمیان شادی کے نتیجے میں جنسی تعلق (مباشرت) کی وجہ سے ہوتی ہے۔
- تاریخ انسانیت میں عصمت وعفت (Vrginity) کا تصور حضرت مریم علیہا السلام کے زمانے سے موجود ہے۔
- ایک بچہ، پیدائش سے پہلے ماں کے رحم میں پرورش پاتا ہے۔
- بچے کی پیدائش دردِ زہ (Labor Pains) کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ پیدائش

نارمل تھی جس میں کسی دائی/عورت کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔

- پیدائش کے فوراً بعد، عورت کو بہت زیادہ کمزوری محسوس ہوتی ہے (خون کے اخراج کی وجہ سے) اور اس کمزوری کے برے اثرات کو دور کرنے میں منرل واٹر (چشمے کا پانی) اور کھجوریں (جو کہ توانائی/ انرجی کا بہترین ذریعہ ہیں) کا ذکر ہے۔
- اس میں بدکاری/ زنا کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ یہ برا فعل اس زمانے میں بھی پایا جاتا تھا۔
- اس میں والدہ کی فرمانبرداری کی تلقین بھی موجود ہے۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ سورہ آل عمران (۳:۳۵ تا ۴۸) میں مذکور ہے جبکہ مریم علیہا السلام کی والدہ اور حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک بیٹے کے لئے دعا مانگی۔ اس جگہ اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ ان آیات میں بھی جنسی تعلیم سے متعلق متعدد موضوعات کی تعلیم نہایت سنجیدہ، شستہ اور بہترین انداز میں دی گئی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا گیا کہ جو شخص بھی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے، چاہے وہ بچہ ہو، نوعمر یا بالغ، اسے قرآن کریم میں پیدائش اور دیگر جنسی موضوعات پر بتدریج معلومات حاصل ہوتی چلی جاتی ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنی ذاتی زندگی میں راہ نمائی حاصل کر کے ایک صالح مسلمان بن سکتا ہے...... ذیل کے ابواب میں ہم ان موضوعات پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے جو ان آیات نیز دیگر قرآنی آیات میں درج ہیں۔

❀❀❀

SULEMANI.COM.PK

باب پنجم:

تخلیق آدم وحوا علیہما السلام اور شادی/ بیاہ

گذشتہ باب میں ہم نے قرآن حکیم میں جنسی تعلیم کے بارے میں چند اہم امور کا ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل میں، جیسا کہ اس باب کا عنوان ہے، اب سب سے پہلے انسانی جوڑے (آدم وحوا علیہما السلام) کے بارے میں قرآنی تعلیمات کا ذکر کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی شادی کے ادارے کے بارے میں بھی گفتگو کریں گے جن کے ذریعے اسلامی تہذیب وتمدن میں خاندان کی بنیاد پڑتی ہے۔ ان دونوں موضوعات کے تحت بہت سے دیگر موضوعات بھی قرآن حکیم میں زیر بحث آئے ہیں، جن میں سے چند کے بارے میں ذیل کے صفحات میں اپنی معروضات پیش کریں گے۔

۵.۱- تخلیق آدمؑ وحواؑ:

موجودہ سائنس کی مختلف تھیوریوں کے علی الرغم، جو انسانی تخلیق کے بارے میں پیش کی گئی ہیں، قرآنی تعلیمات یہ ہیں کہ سب سے پہلے انسان (آدم) کی تخلیق براہ راست مٹی کے گارے سے ہوئی ہے (سورہ الحجر ۱۵:۲۶، المومنون ۲۳:۱۲، الرحمٰن ۵۵:۱۴، و دیگر آیات) اس کے علاوہ ایک دوسرا پہلو جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا کو پیدا کیا (سورہ النساء ۴:۱، سورہ الروم ۳۰:۲۱) اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی تخلیق کے برعکس ان کے بچوں کی پیدائش ایک تولیدی عمل کے ذریعے ہوتی ہے جس میں مرد وعورت کا باہمی جنسی ملاپ ضروری ہے۔

SULEMANI.COM.PK

۵.۱.۱-نسل انسانی میں اضافہ:

نسل انسانی میں اضافے کے ضمن میں تولید وتناسل ایک اہم پہلو ہے جس میں مرد (خاوند) اور عورت (بیوی) کے درمیان مباشرت کے ذریعے قیام حمل ہوتا ہے اور ایک خاص مدت کے بعد وضع حمل کے ذریعے بچے کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس ضمن میں قرآن حکیم کی متعدد آیات صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر ذی روح کو بطور جوڑے (نر و مادہ) پیدا کیا ہے۔ سورہ یٰسین (۳۶:۳۶) میں فرمایا:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ○ ﴾

''پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوعِ انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔''

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ نسل انسانی کس طریق پر دنیا میں پھیلی (سورہ الشوریٰ ۴۲:۱۱، الحجرات ۴۹:۱۳) دراصل آدم وحوا کی تخلیق اور بعد میں تولید وتناسل کے ذریعے ان کے بچوں کی پیدائش کے نتیجے میں خاندانوں کی تشکیل ہوئی اور یوں بہت سے خاندانوں کے باہم ملنے سے مختلف قبائل اور اقوام ظہور پذیر ہوئیں۔ سورہ الفرقان (۲۵:۵۴) میں قرآن نے فرمایا:

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ...... ﴾

''وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا، پھر اس سے نسب اور سسرال کے دو الگ سلسلے چلائے......''

قرآنی تفسیر کے ایک بہت مشہور مفسر (Abdullah Yousaf Ali, 1979) نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ شادی کے نتیجے میں جہاں نہ صرف انسان کے نسب کی پہچان

SULEMANI.COM.PK

ہوتی ہے، وہاں شادی کے ادارے میں ایک پنہاں حکمت کا یہ پہلو(Mystic Aspect) بھی بہت اہم ہے کہ زوجین کا باہمی ملاپ (مباشرت)، دیگر جانوروں کے باہمی جنسی ملاپ کی مانند نہیں ہوتا بلکہ اس کی وجہ سے زوجین، جو ایک دوسرے سے پہلے سے آگاہ نہیں ہوتے یا ان کے درمیان کسی قسم کی رشتے داری بھی نہیں پائی جاتی، ان کے درمیان ایک باہمی روحانی جذبۂ محبت و رحمت پیدا ہو جاتا ہے۔ اس تصورِ دوزوجگی کو مزید ترقی خاندانوں کی تشکیل کی صورت میں ملتی ہے جو بالآخر قبائل اور اقوام کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور جو نتیجتاً نوعِ انسانی کی برابری (مساواتِ انسانی) کی شکل میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس ضمن میں سورہ الحجرات (۴۹:۱۳) میں یوں صراحت کی:

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ﴾

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنائیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

۵.۱.۲- آدم کی تقرری بطور خلیفہ فی الارض:

آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصود انہیں اپنا نائب/ خلیفہ بنانا تھا (البقرہ ۲:۳۰-۳۸؛ الاعراف ۷:۱۱ تا ۲۵)۔ بنیادی طور پر ان کی تخلیق مٹی کے گارے سے کی گئی اور اس میں اپنی روح پھونکنے کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ تمام فرشتوں نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو سزا دے کر اسے راندۂ درگاہ کر دیا تاہم اسے آدم و حوا علیہما السلام نیز اولادِ آدم کو سیدھی راہ سے بہکانے کا اختیار دے دیا اگر وہ انہیں بہکانے میں

SULEMANI.COM.PK

کامیاب ہو سکے۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ اولاد آدم میں سے جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں گذاریں گے، انہیں انعام سے نوازا جائے گا جنت کی شکل میں تاہم جو حکم عدولی کرے گا، انہیں روز آخرت سزا دی جائے گی ......آدم وحوا علیہما السلام کا یہ تمام واقعہ قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں نہایت تفصیل سے بیان ہوا ہے (گوشوارہ نمبر ۱)

۵.۲- نکاح اور زوجین:

انسان میں جنسی جبلت ایک ایسا طاقتور داعیہ ہے جو اپنی تسکین کے لئے کسی مناسب طریقے کا متلاشی ہوتا ہے۔ چونکہ انسان میں یہ جبلت نسل انسانی کے فروغ و بقا کا بھی ذریعہ ہے، اس لئے اسلام نے اس جائز حیاتیاتی ضرورت کی تکمیل کے لئے شادی کے ادارے کی تشکیل کی ہے تاکہ اس طرح ایک خاندان وجود میں آ سکے اور یوں انسانی معاشرہ ظہور پذیر ہو۔ یاد رہے کہ اسلامی نکتہ نظر سے شادی/ نکاح صرف ایک کاغذی کارروائی کی حیثیت ہی نہیں رکھتی کہ کوئی فرد اسے اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے ایک قانونی ضرورت کے طور پر استعمال کر سکے بلکہ اس کے برعکس اسلام میں نکاح/ شادی ایک دینی فریضہ ہے جو انسانی اخلاق کی تکمیل کے لئے ایک حفاظتی تدبیر (معاہدہ) ہے اور ایک سماجی ضرورت بھی!

شادی/ نکاح کے ذریعے دو افراد روحانی، بدنی، جذباتی اور نفسیاتی تسکین کے لئے ایک بندھن میں شامل ہو جاتے ہیں اور بطور زوجین (میاں بیوی) ایک رشتے میں بندھ جاتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے درمیان محبت ومودت، باہمی اعتماد، مہربانی وخلوص اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون واشتراک کا ایک پائیدار تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے خاندانی نظام کے قیام کے لئے ایک بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔ شادی کے بعد پیدا ہونے والے بچے، اسلام کی نظر میں، والدین کے جائز قانونی وارث قرار پاتے ہیں۔

❶ اس ضمن میں کتاب ''قرآن حکیم اور علم الجنین'' (۱۹۹۹) از محمد آفتاب خان کا مطالعہ مزید سائنسی تحقیقات کی معلومات کے لئے مناسب ہے۔

SULEMANI.COM.PK

قرآن کریم میں یہ امر مختلف عنوانات کے تحت بیان ہوا ہے جس میں سے چند درج ذیل ہیں:

۵.۲.۱-زوجین کا تصور:

قرآن میں زوجین (جوڑے) کا مضمون متعدد آیات میں بیان ہوا ہے (گوشوارہ نمبرا)۔اس سے اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ اسلام زوجین کے ذریعے جنسی جذبے کی تسکین کو ضروری قرار دیتا ہے۔

۵.۲.۲-پیغمبروں علیہم السلام کی بیویاں اور بچے:

قرآن حکیم میں سورہ الرعد (۳۸:۱۳) میں اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ تمام پیغمبروں علیہم السلام نے بھی شادی کی تھی اور ان کو اللہ نے اولاد کی دولت سے بھی نوازا تھا۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ......﴾

''تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا بنایا تھا......''

گوشوارہ نمبرا میں مندرج متعدد سورتوں میں اس امر کا تذکرہ موجود ہے کہ انبیاء کو بھی بیویاں عطا کی گئی تھیں۔

۵.۲.۳-شادی/نکاح کی اہمیت:

سورہ النور (۳۲:۲۴) میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عورتوں اور مردوں کی شادی کا بندوبست کریں۔ یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اسلام کی رو سے ایک مرد چار عورتوں کو اپنے رشتہ نکاح میں لاسکتا ہے۔سورہ النساء (۳:۴) میں اللہ تعالیٰ فرمایا:

﴿ وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ

SULEMANI.COM.PK

النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ○ ﴾

''اگر تم یتیموں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو اپنی زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضے میں آئی ہیں، بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین انصاف ہے۔''

درج بالا حکم الٰہی میں یہ حقیقت پوشیدہ ہے کہ بہت سے مرد اس قسم کے ہوتے ہیں جو اپنے جنسی جذبات کی تسکین کے لئے ایک بیوی کو نا کافی سمجھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اس کمزوری کا خیال کرتے ہوئے تعددِ ازواج کی اجازت عنایت فرمائی۔ تعدد ازواج نہ صرف اس کمزوری کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے بلکہ اس کے ذریعے بہت سی معاشرتی اور اخلاقی برائیوں سے بھی معاشرے کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ اسلامی نکتہ نظر سے یہ ایک موثر طریقہ ہے معاشرے میں جنسی انارکی اور آزادانہ شہوت رانی کو روکنے کا۔ تاہم تعدد ازدواج کی اجازت اس امر کے ساتھ مشروط ہے کہ اس میں زوجین کے درمیان عدل وانصاف کو ہر حال ملحوظ رکھا جائے۔ یاد رہے کہ یہ کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم ہو، جیسا کہ مغرب میں یہ تاثر پایا جاتا ہے اور مسلمان پڑھے لکھے لوگوں میں بھی اس کو غلط فہمیاں پیدا کرنے کی غرض سے جان بوجھ کر پھیلایا گیا ہے۔

اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ایک دانشور خاتون سدرا نعیم نے کی ہے کہ برطانیہ میں یک زوجگی (Single Marriage) کی تاریخ بہت قدیم نہیں ہے۔ بنی اسرائیل کے بیشتر انبیاء کی ایک سے زائد بیویاں تھیں تاہم عیسائیت میں یہ تصور سینٹ پال اور اس قسم کے دیگر مذہبی راہ نماؤں نے رومی/ یونانی فکر سے متاثر ہو کر رواج پا گیا۔

SULEMANI.COM.PK

مزید برآں، اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام، وہ واحد الہامی دین ہے جس نے نکاح/شادی کے ذریعے بیویوں کی تعداد کا تعین کیا ہے۔ظہور اسلام سے قبل،عربوں میں بالعموم بیویوں کی تعداد پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں تھی اور لوگ جس قدر چاہتے عورتوں سے شادی رچالیا کرتے تھے۔ بعد میں اخراجات پورا نہ ہونے پر ظلم وستم کے ذریعے ان اخراجات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے جس سے معاشرے میں بہت سے مفاسد پھیلتے تھے۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کی متعدد ازواج کا تعلق ہے تو ان میں سے بیشتر بیوہ خواتین تھیں اور ہر عورت سے شادی کے پیچھے بہت سی شرعی اور دینی ضرورتیں کارفرما تھیں۔اس ضمن میں کتاب ''جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں (۲۰۱۰) از ڈاکٹر محمد آفتاب خان کا مطالعہ مفید رہے گا جس میں نہایت تفصیل کے ساتھ مختلف شادیوں کا پس منظر اور اس ضرورت پر گفتگو کی گئی ہے جس کے تحت وہ شادیاں کی گئی تھیں تاہم ضمیمہ د کے مطالعے سے بھی اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس کس عمر میں کس عمر کی خواتین سے شادیاں کیں جو ڈاکٹر عبدالقادر جیلانی کی کتاب (۲۰۰۵) سے ماخوذ ہے!

۵.۲.۴- مقاصد نکاح:

اسلام میں نکاح کے پانچ مقاصد از قسم تولید نسل (النساء۴:۱)،جنسی خواہش کی تکمیل (سورہ الروم ۳۰:۲۱)، زندگی میں فرحت وانبساط کا حصول (الاعراف ۷:۱۸۹)، ایک خوشحال اور آرام بخش گھرانہ اور سماجی تعلقات میں اضافہ جیسے اہم ترین امور شامل ہیں۔

سورہ الروم (۳۰:۲۱) میں فرمایا:

﴿ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ...... ﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس

سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی......''

ان آیات میں ایک لفظ ''محبت'' استعمال ہوا ہے جس کے معنی 'جنسی محبت' ہے جو زوجین کو ملاپ کرنے پر مجبور کرتی ہے اور بعد ازاں دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا رہنے کا پابند کرتی ہے۔ (سید مودودی ۲۰۰۰ ج)

نکاح کے ذریعے جنسی لذت کا حصول اہم ترین مقصد ہے کہ مسلمان میاں بیوی عفت و پاکیزگی کی زندگی گذار سکیں تا کہ وہ زنا سے بچ سکیں۔ شادی اور نکاح کی تاکید کرنے کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے تجرد کی زندگی گذارنے سے منع کیا گیا ہے (سورہ الحدید ۵۷:۲۷)

﴿ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً وَّرَهْبَانِيَّةَ نِابْتَدَعُوْهَامَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ......﴾

''اور جن لوگوں نے ان کی پیروی اختیار کی ان کے دلوں میں ہم نے ترس اور رحم ڈال دیا اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کر لی، ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا، مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انہوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور پھر اس پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا......''

رسول اللہ ﷺ نے تجرد کو ایک غیر اسلامی فعل گردانتے ہوئے اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری) شادی کے ادارے کو مستحکم کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس ضمن میں کفو (زوجین کے درمیان سماجی، تعلیمی، معاشی حیثیت سے برابری) کی ہدایت فرمائی ہے۔ مزید برآں، اس امر کی بھی ہدایت فرمائی کہ ایک خوبصورت جوان لڑکی سے شادی کی جائے اور اسی طرح کسی بوڑھے شخص سے شادی کی ممانعت فرمائی۔

SULEMANI.COM.PK

۵.۲.۵-جنت میں حوروں کی موجودگی:

قرآن حکیم میں اس موضوع پر بہت تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔اس ضمن میں بیویوں اورحوروں کی مختلف خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے جو جنت میں مسلمان مردوں کو بطور انعام عطا کی جائیں گی۔ یاد رہے کہ اس کا وعدہ مسلمانوں سے اس لئے کیا گیا ہے تا کہ وہ دنیاوی زندگی میں اپنی بیوی/ بیویوں کے ساتھ محبت وسلوک کے ساتھ ایک باعفت زندگی بسر کریں اور دنیا میں زنا اوراس قسم کے اخلاقی مفاسد سے اپنا دامن بچا کر رکھیں۔ان میں سے چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

صالح/ پاکیزہ بیویاں:

جنت میں دی جانے والی بیویوں کے ضمن میں خصوصیت کے ساتھ ان کی صالحیت اور پاکیزگی کا ذکر ہے۔

﴿ وَ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (سورہ البقرہ۲:۲۵)

''ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔''

﴿ وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ ﴾

(سورہ آل عمران۳:۱۵)

''پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی''

ہم عمر/ ہم سن بیویاں:

﴿ وَعِنْدَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ ﴾ (سورہ ص۳۸:۵۲)

''اوران کے پاس شرمیلی ہم سن بیویاں ہوں گی۔''

خوبصورت آنکھوں والی

﴿وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝﴾ (الواقعہ۵۶:۲۲)

SULEMANI.COM.PK

''اوران کے لئے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔''

خوبصورت موتیوں کی طرح محفوظ

﴿ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝ ﴾ (الواقعہ۵۶:۲۳)

نرم ونازک

﴿ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ ﴾

(الصّٰفّٰت ۳۷:۴۸،۴۹)

''اوران کے پاس نگاہیں بچانے والی خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی ایسی نازک جیسے انڈے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔''

غیر مس شدہ

﴿ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ ﴾

(الرحمٰن۵۵:۵۶)

''ان نعمتوں کے درمیان شرمیلی نگاہوں والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا نہ ہوگا۔''

خوبصورت خیموں میں قیام پذیر

﴿ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِى الْخِيَامِ ۝ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ ﴾ (الرحمٰن۵۵:۷۲تا۷۴)

''ان نعمتوں کے درمیان خوب سیرت اور خوبصورت بیویاں۔اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ خیموں میں ٹھہری ہوئی حوریں۔اپنے رب کے کن کن انعامات کو تم جھٹلاؤ گے؟ ان جنتیوں سے پہلے کسی انسان یا جن نے ان کو چھوا نہ ہوگا۔''

۵.۲.۶-مسلم بیویوں کی صفات:

مسلمان خواتین کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے متعدد بہترین صفات کا ذکر کیا ہے جو ان میں پائی جاتی ہیں۔اس ضمن میں حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر کیا گیا ہے جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا گیا ہے اس کے علاوہ مسلمان مردوں کو اہل کتاب کی باعفت اور نیک عورتوں کے ساتھ رشتہ مناکحت قائم کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ (سورہ المائدہ ۵:۵)

۵.۲.۷-مختلف افراد کے درمیان رشتۂ مناکحت:

قرآن حکیم میں اس موضوع پر بہت تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے جن کے ساتھ ایک مسلمان شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرسکتا ہے اور جن کے ساتھ رشتۂ مناکحت قائم نہیں ہوسکتا۔ نیز فقہائے کرام نے اس ضمن میں ان آیات سے استنباط کرتے ہوئے مزید تفصیلات کا ذکر کیا ہے اور ان ہدایات کو بھی پیش نظر رکھا ہے جو اس ضمن میں احادیث نبوی ﷺ میں بیان ہوئی ہیں۔

اس ضمن میں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اسلام میں غلامی کی سختی کے ساتھ مخالفت کی گئی ہے۔ اس امر کی تاکید متعدد اسلامی تعلیمات کے ذریعے کی گئی ہے کہ غلاموں/ لونڈیوں کو آزاد کر کے انہیں مسلم سوسائٹی کا ایک معزز فرد بنا لیا جائے (سورہ النساء ۴:۳) چونکہ غلامی کے موضوع پر مسلمان اور غیر مسلم حلقوں میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں،اسی لئے اس موضوع پر بہت سے اہل علم خصوصاً سید مودودی (۱۹۹۹-الف) نے بہت تفصیل کے ساتھ اظہارِ خیال کیا ہے۔

❀❀❀

باب ششم:

زوجین کے مابین ازدواجی تعلقات

انسانی تاریخ میں مختلف معاشروں میں جنسی اعمال کا ایک گہرا تعلق ان معاشروں کی مذہبی روایات واقدار اور رسم ورواج کے ساتھ رہا ہے۔اس امر میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ مشرق ومغرب میں مختلف مذاہب میں جنسی اعمال کے ساتھ شہوت ولذت کا عنصر بھی غالب رہا ہے تاہم اس کے برعکس، مذہبی طور پر جنسی اعمال سے پرہیز کرنے والے مقدس لوگ، یا مذہب سے تعلق نہ رکھنے والے تاہم تجرد کی زندگی گذارنے والے لوگ، اس عمل سے گریزاں بھی رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ انسانی تاریخ کے طویل دور میں جنسی اعمال کی بناء پر انسانیت دو انتہاؤں کے کے درمیان معلق رہی ہے۔ایک انتہا کا تعلق غیر محدود جنسی اعمال میں مشغولیت سے ہے جبکہ دوسری انتہا تجرد یا لنگوٹا کس کر رہنے والے انسانوں پر مشتمل ہے۔

درج بالا صورت حال کے برعکس، اسلام نے عورت کو ایک ارفع مقام دیا ہے۔اسلام کی تعلیمات کے تحت،اس کی تخلیق،مردوں کی شہوانی اور جنسی تسکین کے لئے صرف ایک آلۂ کار کی سی نہیں اور نہ ہی وہ اس مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ اس کی عریاں تصاویر کو تجارتی اور تشہیری مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے اسی طرح ایک مرد کو بھی اس امر کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی جنسی تسکین صرف ایک یا زائد منکوحہ بیوی سے ہی پورا کرنے کا مجاز ہے۔ یہ وہ پابندی ہے جو اسلام نے اپنے ماننے والوں پر عائد کی ہے۔اس نکتہ نظر سے کسی انسان کا نکاح کے دائرے سے باہر اپنی جنسی تسکین ایک ایسا فعل ہے جس کی وجہ سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہے، یہ عمل گناہ کی زندگی بسر کرنے کی ترغیب

SULEMANI.COM.PK

دیتا ہے۔ نیز اس کی وجہ سے نکاح/ شادی کا ادارہ کمزور پڑ جاتا ہے اور جس کی وجہ سے خاندانی نظام کی چولیں ہل جاتی ہیں اور یوں ایک متمدن معاشرے کا وجود خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مردوزن کا آزادانہ اختلاط حرام قرار دیا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے گناہ کی زندگی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

۶.۱-مباشرت کے آداب:

اسلام، چونکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس لئے اس نے انسانی زندگی کے تمام جملہ مسائل و معاملات کے بارے میں راہ نمائی دی ہے۔ شادی کے بعد زوجین کے درمیان جنسی ملاپ (مباشرت) نیز اس کی مختلف حالتیں بھی انسانی زندگی کے ایسے پہلو سے تعلق رکھتی ہیں جو اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اسلام نے ہر دو پہلوؤں کے بارے میں انتہائی سنجیدہ اور بہترین طریق پر ایسی راہ نمائی فراہم کی ہے جس میں شرم وحیا کا مکمل اہتمام کیا گیا ہے۔ زوجین کے درمیان ان تعلقات کے بارے میں کسی مخصوص حالت کو تو قرآن کریم نے بیان نہیں کیا تاہم فقہائے کرام نے قرآن کی مختلف آیات اور احادیث سے استشہاد کرتے ہوئے اس ضمن میں معلومات دی ہیں۔

اسی تناظر میں یہاں اس امر کا تذکرہ ضروری ہے کہ قرآن کریم نے سورہ البقرہ (۲:۲۲۳) میں مردوزن کے اس قریبی تعلق کو ''کھیتی'' سے تشبیہ دی ہے۔

﴿ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ...... ﴾

''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ تمہیں اختیار ہے، جس طرح چاہو، اپنی کھیتی میں جاؤ مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو......''

ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے سید مودودی (۲۰۰۰-الف) رقمطراز ہیں کہ ''فطرتاً اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لئے سیر گاہ نہیں بنایا ہے، بلکہ ان دونوں کے

درمیان کھیت اور کسان کا سا تعلق ہے۔کھیت میں کسان محض تفریح کے لئے نہیں جاتا، بلکہ اس لئے جاتا ہے کہ اس سے پیداوار حاصل کرے۔نسل انسانی کے کسان کو بھی انسانیت کی اس کھیتی میں اس لئے جانا چاہئے کہ وہ اس سے نسل کی پیداوار حاصل کرے''......مزید برآں ان آیات میں مستقبل کی فکر کرو' کی تشریح یوں فرمائی کہ ''جامع الفاظ ہیں جن سے دومطلب نکلتے ہیں اور دونوں کی یکساں اہمیت ہے۔ایک یہ کہ اپنی نسل برقرار رکھنے کی کوشش کروتا کہ تمہارے دنیا چھوڑنے سے پہلے تمہاری جگہ دوسرے کام کرنے والے پیدا ہوں۔دوسرے یہ کہ جس آنے والی نسل کو تم اپنی جگہ چھوڑنے والے ہو، اس کو دین واخلاق اور آدمیت کے جوہروں سے آراستہ کرنے کی کوشش کرو۔''

درج بالا قرآنی حکم میں یہ ایک عملی پہلو بھی مضمر ہے کہ زوجین کے درمیان مباشرت کو جائز قرار دیا گیا ہے جبکہ جنسی فعل کی دیگر تمام اشکال ازقسم وطی فی الدبر (Anal Intercourse) کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

درج بالا قرآنی حکم کے علاوہ جو اس موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتے ہیں ایک اور پہلو جو ایک فرد کو متاثر کرتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی وہ خداداد بصیرت ہے جس کے تحت آپ ﷺ نے اس قسم کے دیگر تمام موضوعات پر راہ نمائی عطا کی ہے جسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ سے منسوب اس روایت میں بہت احسن طریق پر واضح کیا ہے کہ ''تم میں سے کسی شخص کو مباشرت کے وقت اپنی بیوی پر اس طرح نہیں جھپٹنا چاہئے جس طرح ایک نر جانور اپنی مادہ پر لپکتا ہے بلکہ اس کے برعکس ان دونوں کے درمیان ایک 'پیغام بر' ہونا چاہئے۔''......جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے پیغمبر خدا ﷺ وہ 'پیغام بر' کیا ہونا چاہئے؟''......آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میاں بیوی کے درمیان محبت کے بول اور بوسوں کا تبادلہ۔''

SULEMANI.COM.PK

۶.۱.۱ - زوجین ایک دوسرے کا لباس ہیں:

انسانی زندگی میں زوجین کے درمیان جنسی تعلق کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر اسلام نے اس امر پر کوئی پابندی نہیں لگائی کہ وہ جنسی تعلق کے ذریعے فرحت وانبساط حاصل کرے۔ نکاح کا تعلق وہ مضبوط ترین رشتہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان مرد اور عورت کو باندھا ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ محبت باہمی اعتماد اور تعاون کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں اس تعلق کو باہمی سکون، قرب اور رحمت کا سبب بتایا گیا ہے۔ سورہ البقرہ (۲:۱۸۷) میں قرآن نے بتایا۔

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾

''وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے۔''

قبل ازیں ہم علامہ یوسف قرضاوی کے حوالے سے میاں بیوی کے درمیان لباس کے معنوی حسن کے بارے میں خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔

۶.۱.۲ - اعتکاف کے دوران مباشرت کی ممانعت:

گذشتہ صفحات میں ہم نے سورہ البقرہ کی ان آیات کا ذکر کیا ہے جس میں مسلمانوں کو رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کی اجازت دی ہے تاہم اعتکاف کی حالت میں اس کی ممانعت کی ہے۔

۶.۲ - تجرد یا متلاہانہ زندگی:

گذشتہ صفحات میں ہم نے سورہ الحدید (۵۷:۲۷) کے حوالے سے تجرد کی زندگی کی ممانعت پر اظہار خیال کیا ہے۔ تاہم ان آیات کی تشریح میں سید مودودی (۲۰۰۰-ر) نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت نقل کی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ وہ تمام رات نماز ادا کرے گا۔ دوسرے نے کہا کہ وہ مسلسل روزے رکھے گا بغیر کسی روزہ

SULEMANI.COM.PK

افطار کئے اور اسی طرح ایک تیسرے صحابی ﷛ نے کہا کہ وہ کبھی شادی نہیں کرے گا تا کہ عورتوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ کر سکے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان باتوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ’خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خداوند کریم سے ہر وقت ڈرنے والا ہوں تاہم میرا طریقہ ہے کہ میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ میں راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں۔ اسی طرح میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ پس وہ شخص جو میری سنت کی پیروی نہیں کرتا، اس کا کوئی تعلق میرے ساتھ نہیں۔‘‘ ...... یاد رہے کہ اس حدیث کے آخری الفاظ کہ ’’وہ میرے ساتھ نہیں، اس قدر دل دہلانے والے ہیں کہ ایک مسلمان ان احکامات و اعمالِ رسول ﷺ سے سرتابی کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔

۶.۳ - حمل اور اس کا دورانیہ:

زوجین کے درمیان ازدواجی تعلق کے نتیجے میں عورت کو حمل قرار پاتا ہے۔ جیسا کہ گوشوارہ نمبر ا سے واضح ہوتا ہے کہ یہ موضوع قرآن کریم میں متعدد مرتبہ بیان ہوا ہے تاہم اس کی ایک استثنائی حالت حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش ہے جو اللہ تعالیٰ کے ’’حکم‘‘ (Decree) سے حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے (سورہ مریم ۱۹:۲۲)۔ حمل کی مدت عام حالات میں ۲۸۰ دن/ ۴۰ ہفتے ہوتی ہے...... سورہ الاحقاف (۴۶:۱۵) میں بتایا گیا ’’اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور مشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔‘‘ قیام حمل سے لے کر پیدائش تک کے عرصے کو مدت حمل (Gestation Period) کہتے ہیں۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے صاحب تفہیم القرآن (سید مودودی ۲۰۰۰ - د) نے ایک عمدہ تشریحی نوٹ لکھا ہے جس میں ایک قانونی نکتے کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کی رو سے حمل کی کم از کم مدت کتنے عرصے کی ہے۔ ہم اسے

درج کر رہے ہیں تا کہ یہ واضح ہو سکے کہ قرآن میں تولید و تناسل کے بارے میں جو تفصیلات دی گئی ہیں، انسانی زندگی میں ان کا انطباقی پہلو کیا ہے۔سید مودودی نے لکھا کہ ''اس آیت اور سورہ لقمان (۱۴:۳۱) نیز سورہ البقرہ (۲:۲۳۳) سے ایک قانونی نکتہ بھی نکلتا ہے جس کی نشان دہی ایک مقدمے میں حضرت علی ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ نے کی اور حضرت عثمان ؓ نے اس کی بناء پر اپنا فیصلہ بدل دیا۔''

''قصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان ؓ کے عہد خلافت میں ایک شخص نے قبیلہ جہنیہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور شادی کے چھ ہی ماہ بعد اس کے ہاں صحیح سالم بچہ پیدا ہو گیا۔ اس شخص نے حضرت عثمان ؓ کے سامنے لا کر یہ معاملہ پیش کر دیا۔ آپ نے اس عورت کو زانیہ قرار دے کر حکم دیا کہ اسے رجم کر دیا جائے۔ حضرت علی ؓ نے یہ قصہ سنا تو فوراً حضرت عثمان ؓ کے پاس پہنچے اور کہا یہ آپ نے کیا فیصلہ کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نکاح کے چھ مہینے بعد اس نے زندہ سلامت بچہ جن دیا، کیا یہ اس کے زانیہ ہونے کا کھلا ثبوت نہیں ہے؟ حضرت علی ؓ نے فرمایا نہیں۔ پھر انہوں نے قرآن مجید کی مذکورہ بالا تینوں آیتیں ترتیب کے ساتھ پڑھیں۔

سورہ البقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اس باپ کے لئے جو رضاعت کی پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔''

سورہ لقمان میں فرمایا گیا:

''اور دو سال تک اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔''

اور سورہ الاحقاف میں فرمایا:

''اس کے حمل اور اس کا دودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگے۔''

''اب اگر تیس مہینوں میں سے رضاعت کے دو سال (۲۴ مہینے) نکال دیئے

---

❶ اس قسم کے دیگر متعدد سائنسی معلومات کے لئے دیکھئے کتاب ''قرآن حکیم اور علم الجنین'' (۱۹۹۹) از ڈاکٹر محمد آفتاب خان

جائیں تو حمل کے چھ مہینے رہ جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمل کی کم سے کم مدت جس میں زندہ سلامت بچہ پیدا ہوسکتا ہے چھ مہینے ہے۔ لہٰذا جس عورت نے نکاح کے چھ مہینے بعد بچہ جنا ہو اسے زانیہ قرار نہیں دیا جا سکتا...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ استدلال سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بات کی طرف میرا ذہن بالکل نہیں گیا تھا۔ پھر آپ نے عورت کو واپس بلایا اور اپنا فیصلہ بدل دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استدلال کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی کی اور اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے فیصلے سے رجوع فرمالیا۔''

''ان تینوں آیات کو ملا کر پڑھنے سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ یہ ہیں:

- ''جو عورت نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم مدت میں صحیح سالم بچہ جنے (یعنی وہ اسقاط حمل نہ ہو بلکہ وضع حمل ہو) وہ زانیہ قرار پائے گی اور اس کے بچے کا نسب اس کے شوہر سے ثابت نہ ہوگا۔''
- ''جو عورت نکاح کے چھ مہینے بعد یا اس سے زیادہ مدت میں زندہ سلامت بچہ جنے، اس پر زنا کا الزام محض اس ولادت کی بناء پر نہیں لگایا جا سکتا، نہ اس کے شوہر کو اس پر تہمت لگانے کا حق دیا جا سکتا ہے اور نہ اس کا شوہر بچے کے نسب سے انکار کر سکتا ہے۔ بچہ لازماً اسی کا مانا جائے گا اور عورت کو سزا نہ دی جائے گی۔''
- رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت ۲ سال ہے''

''اس مقام پر یہ جان لینا فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ جدید ترین تحقیقات کی رو سے ماں کے پیٹ میں ایک بچے کو کم از کم ۲۸ ہفتے درکار ہوتے ہیں۔ جن میں وہ نشوونما پا کر زندہ ولادت کے قابل ہوسکتا ہے۔ یہ مدت ساڑھے چھ ماہ سے کچھ زیادہ بنتی ہے۔ اسلامی قانون میں نصف مہینے کی مزید رعایت دی گئی ہے کیونکہ ایک عورت کا زانیہ قرار پانا اور ایک بچے کا نسب سے محروم ہوجانا سخت معاملہ ہے اور اس کی نزاکت یہ تقاضہ کرتی ہے کہ ماں اور بچے دونوں کو اس کے قانونی نتائج سے بچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ

SULEMANI.COM.PK

گنجائش دی جائے۔ علاوہ بریں کسی طبیب، کسی قاضی حتیٰ کہ خود حاملہ عورت اور اسے باور کرنے والے مرد کو بھی ٹھیک ٹھیک یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ استقرار حمل کس وقت ہوا ہے۔ یہ بات بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ حمل کی کم سے کم قانونی مدت کے تعین میں چند روز کی مزید گنجائش رکھی جائے۔''

ڈاکٹر مور (Moore) اور شیخ ازندانی Moore, K.L & A.M. Azandani (1993) نے اپنی کتاب (۱۹۸۳) میں یہ لکھا کہ ''ابھی تک حتمی طور پر یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ جسمانی نشو ونما، عمر یا وزن کی کون سی وہ حالت ہے جس کے بعد بچہ، ماں کے رحم کے باہر زندہ رہ سکتا ہے۔ مشاہدات سے یہ معلوم ہوا کہ ایسا بچہ زندہ نہیں رہ سکتا جس کا وزن نصف کلوگرام سے کم ہو یا جس بیضہ کے بارآور ہونے کی مدت ۲۲ ہفتے سے کم ہو'

''سورہ الاحقاف، سورہ لقمان اور سورہ البقرہ کی درج بالا آیات کے ضمن میں انہوں نے لکھا کہ ۲۲ ہفتے کی مدت جو ساڑھے پانچ گریگورین ماہ (انگریزی مہینوں کو گریگورین مہینے بھی کہتے ہیں کہ انہیں گریگوری نامی شخص نے تجویز کیا تھا) قریباً چھ قمری مہینوں کے برابر ہوتے ہیں جس میں بچہ، ماں کے رحم کے باہر زندہ رہنے کے قابل ہوتا ہے بشرطیکہ باہر اسے مناسب احتیاط، توجہ اور ماحول مل جائے۔''

۶.۴۔ تخلیقی عمل اور رحم میں جنین کی مختلف حالتیں:

قرآن کریم میں یہ موضوع متعدد سورتوں/ آیتوں میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ قرار حمل کا آغاز مباشرت کے وقت مرد کے انزال (Semen Ejaculation) سے ہوتا ہے۔ سورہ الطارق (۸۶: ۵ تا ۷) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ○ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ ○ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ○ ﴾

''پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھلنے

والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔''

قرآن کریم کے اس امر کے بیان کے بعد، انزال کے نتیجے میں جو مادۂ منویہ مرد کے آلۂ تناسل (Penis) سے خارج ہوتا ہے، اگلے مرحلے میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ''نہایت محفوظ جگہ'' یعنی عورت کے رحم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں سورہ المرسلات (۷۷:۲۰ تا ۲۲) میں قرآن نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ○ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ○ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ○ ﴾

''کیا ہم نے ایک حقیر پانی سے تمہیں پیدا نہیں کیا اور ایک مقررہ مدت تک اسے ایک محفوظ جگہ ٹھہرائے رکھا......''

ان آیات میں، ایک مبتدی/نو جوان اور بالغ شخص کے لئے قرآن نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ مرد میں مباشرت (یا احتلام کی صورت میں) ایک مادۂ منویہ (Semen) کا انزال ہوتا ہے جب وہ مباشرت کی انتہائی حالتِ لذت (جسے انگریزی میں Orgasm کہتے ہیں) پر پہنچتا ہے۔ یہ مادۂ منویہ عورت کی تولیدی نالی (Vagina) میں رحم کے منہ (فم رحم OS Urterus) کے قریب نکلتا ہے۔ اس مادۂ منویہ میں کروڑوں حیوانی خلیے (Sperms) ہوتے ہیں جو رحم کے منہ کے ذریعے رحم میں داخل ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی حرکات نیز رحم کے سکڑنے (مباشرت کے وقت عورت میں انتہائی حالت انبساط Orgasm) کی وجہ سے تیرتے ہوئے رحم کی دو نالیوں Fallopain) (Tubes میں سے کسی ایک میں موجود عورت کے بیضہ دان (Ovary) سے نکلنے والے بیضہ (Ovum) سے مل جاتے ہیں اس بات کو درج بالا آیت میں ''محفوظ جگہ ٹھہرائے رکھا'' کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ ان آیات میں تین حقائق سے پردہ اٹھایا گیا ہے:

اولاً:- مادۂ منویہ جو گاڑھے مائع حالت میں ہوتا ہے۔

ثانیا:۔محفوظ جگہ یعنی رحم۔

ثالثاً:۔وقت مقررہ یعنی حمل کی مقررہ مدت۔

مرد کے حیوانی خلیوں میں سے کوئی ایک خلیہ، رحم کی دونوں نالیوں میں سے کسی ایک میں عورت کے موجود بیضے سے ملنے کے نتیجے میں دونوں خلیات کے مرکزے(Nucleaus) باہم ایک دوسرے میں مدغم(Fuse) ہوجاتے یعنی مل جاتے ہیں اور یوں ان کی تقسیم در تقسیم کا مرحلہ شروع ہوتا ہے جسے(Mitotic Division) کہتے ہیں۔اس مرحلے میں وہ خلیات رحم میں کسی جگہ ٹک جاتے ہیں۔اس کے کچھ عرصے بعد یہ جنین تین مختلف اقسام کے پردوں میں لپٹ جاتے ہیں جسے سورہ الزمر(۳۹:۶) میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ......﴾

''وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے......''

سید مودودی (۲۰۰۰-د) نے ان تین پردوں کی یہ تشریح کی ہے کہ پہلا پردہ عورت کا پیٹ یعنی(Abdomen) پر مشتمل ہے جس کے بعد دوسرا پردہ رحم(Uterus) اور تیسرا پردہ وہ تین باریک جھلیاں ہیں جنہیں Placental Membranes کہتے ہیں اور جن کے ذریعے بچے کو رحم میں خوراک (خون) ملتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں وہ بتدریج نشوونما پاتا چلا جاتا ہے۔ایک حدیث میں جو صحیح بخاری اور مسلم دونوں میں روایت کی گئی ہے جس سے اس مرحلے کے روحانی پہلو کا سراغ ملتا ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ جنین میں روح پھونکنے کا عمل ۱۲۰ دن میں واقع ہوتا ہے۔

سورہ الدہر(۷۶:۲) میں اس عمل کے بارے میں مزید یوں روشنی ڈالی گئی ہے۔

﴿ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۝﴾

''ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تا کہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لئے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔''

اس جگہ ''ایک مخلوط نطفے'' سے یہ مراد ہے کہ مرد کے مادۂ منویہ کا ایک حیوانی خلیہ (Sperm) جب عورت کے بیضہ سے مل جاتا ہے تو وہ ایک مخلوط نطفہ بن جاتا ہے (اسے سائنس کی اصطلاح میں بارآوری (Fertilization) کا عمل کہتے ہیں اور اسے Zygote کہتے ہیں)۔ بارآوری کے بعد، جنین مختلف حالتوں سے گذرتا ہے۔ میڈیکل سائنس کی اصطلاح میں ان مراحل کو نشوونما کی حالتیں (Developmental Stages) کہتے ہیں جو ماں کے رحم میں بتدریج واقع ہوتی ہیں (Warwick William 1973)۔ یاد رہے کہ علم الجنین کا یہ پہلو حال ہی میں (زیادہ سے زیادہ ۱۵۰ سال قبل) دریافت ہوا ہے جبکہ قرآن حکیم نے رحم مادر میں ان حالتوں کی تصویرکشی آج سے ۱۴۰۰ سال قبل ہی کر دی تھی (Moore and Azandani 1983, Maurice,2000) تاہم اس موضوع سے متعلقہ مختصراً معلومات ذیل کے صفحات میں درج کی جارہی ہیں۔

جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ ماں کے رحم میں جنین (Foetus) کی مختلف حالتوں کو متعدد سورتوں (الحج ۲۲: ۵، المومنون ۲۳: ۱۲ اور سورہ الدہر ۷۶: ۲) میں بیان کیا گیا ہے۔ سورہ المومنون (۲۳: ۱۲ تا ۱۴) میں قرآن کریم نے یوں صراحت کی۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ......﴾

''ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا۔''

درج بالا آیات میں قرآن کریم نے رحم مادر میں جنین (انسانی بچے) کی نشو ونما پانے کی پانچ مختلف حالتوں کو بیان کیا ہے۔

- مادہ منویہ کا عورت کے بیضہ سے مل کر خون کے لوتھڑے میں تبدیل ہونا یعنی نطفہ
- نطفے یعنی خونی لوتھڑے کا گوشت میں تبدیلی ہونا (علقہ)
- گوشت، یعنی علقہ کا ہڈیوں میں تبدیل ہونا (مضغہ)
- ہڈیوں پر گوشت کا چڑھایا جانا اور آخر میں
- اس جنین کو ایک نئی شکل میں پیدا کر دینا جو جنین کی درج بالا حالتوں سے مختلف قسم کا ہوتا ہے۔

اس جگہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ درج بالا حالتوں میں سے دو حالتوں (علقہ اور مضغہ) کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے۔

قرآن کریم میں ایک سورت العلق (۹۶) ہے۔ علقہ جمع ہے جس کا واحد علق ہے جس کے معنی خون کے لوتھڑے کے ہیں۔ رحم مادر میں یہ مرحلہ بارآوری کے چند روز بعد واقع ہوتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جونک کو عربی میں علق کہتے ہیں۔ اور مزید حیرت انگیز امر یہ ہے کہ قیامِ حمل کے ۲۸ روز بعد اس مرحلے کی شکل وصورت بعینہٖ ایک جونک سے مشابہت رکھتی ہے۔ اس مرحلے میں یہ رحم کی دیواروں کے ساتھ چمٹی ہوتی ہے۔ جونک نما علقہ کی یہ حالت ایک ایسے پلاسٹک کے ٹکڑے سے ملتی جلتی ہے جسے داڑھوں کے نیچے دبا کر جبایا گیا ہو۔ اور عربی لغت کے لحاظ سے اسے مضغہ کہتے ہیں جو درج بالا آیت میں استعمال ہوا ہے۔

یہاں اس تاریخی واقعہ کا ذکر باعث دلچسپی ہوگا کہ ۱۹۸۰ء کے لگ بھگ کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ (سعودی عرب) میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں کنیڈا کی ٹورنٹو یونیورسٹی کے عالمی شہرہ آفاق پروفیسر کتھ مور (Kith Moore) نے بھی شرکت کی جو بین الاقوامی شہرت کے ماہر علم الجنین (Embryologist) ہیں۔ انہیں جب

SULEMANI.COM.PK

ان ہر دو آیات قرآنی کی اصطلاحات (علقہ اور مضغہ) کی تفصیل بتائی گئی تو وہ بہت حیران ہوئے اور انہوں نے ایک پلاسٹک کا ٹکڑا لے کر اسے اپنے دانتوں تلے چبایا اور اس پلاسٹک پر اپنے دانتوں کے گہرے نشانات دکھائے جو رحم مادر میں ۲۸ دن کے قرارِ حمل کی حالت علقہ (جونک) سے مشابہت رکھتے تھے۔ اس جگہ کتھ مور اور ازندانی (۱۹۸۳) کی تالیف کردہ کتاب سے ایک اقتباس درج کرنا دلچسپی کا باعث ہوگا۔ یاد رہے کہ یہ کتاب کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ میں مرتب ہوئی اور اس کی ترتیب وتالیف بھی متعدد شہرہ آفاق مسلم اہل علم جس میں شیخ عبداللہ بن باز مفتی اعظم سعودی عرب بھی شامل تھے کی راہ نمائی میں مکمل ہوئی۔ یہ کتاب تین سال کی محنت شاقہ اور زرِ کثیر کے ساتھ شائع ہوئی اس کتاب میں پروفیسر کتھ مور نے لکھا کہ ''میں نے جب قرآن کریم کی ان آیات کو پڑھا اور مجھے ان کے معنی کا علم ہوا تو میں حیران رہ گیا کہ ساتویں صدی عیسوی میں قرآن کریم میں تولیدی علم کی مختلف حالتیں کس قدر صحت اور خوبصورتی کے ساتھ بیان کی گئی ہیں جبکہ علم الجنین (Embryology) کی ابھی تک بنیاد نہیں پڑی تھی۔ اگرچہ میں مسلمان سائنس دانوں کے ان سنہری کارناموں سے بخوبی آگاہ تھا جو انہوں نے دسویں صدی عیسوی میں مختلف سائنسی علوم میں سرانجام دیئے تھے تاہم مجھے اس بات کا قطعی علم نہ تھا کہ قرآن وحدیث میں اس طرح کے حقائق اور واقعات بھی پائے جاتے ہیں جو سائنس کی بدولت ہمیں آج سے صرف ۵۰،۶۰ سال قبل معلوم ہوئے تھے۔''

مزید برآں جب اسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ایک حدیث بتائی گئی جس میں رحم مادر میں جنین کی ۴۰ روزہ حالت (اور ایک دوسری حدیث میں ۴۲ روزہ) بیان کی گئی ہے تو وہ مزید حیران ہوگیا۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک فرشتہ رحم میں جنین کو وہ حالت دیتا ہے جو انسان کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس میں آنکھوں، کانوں کی جگہوں کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ علم الجنین کی جدید ترین تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ رحم مادر میں جنین کے اندر ۴۲ روز بعد بعینہٖ اس جگہ پر آنکھوں اور کانوں کا ظہور ہوتا

SULEMANI.COM.PK

ہے جسے سائنس دان مشاہدہ بھی کر سکتے ہیں۔(Warwick and Willaim, 1973)

٦.٥ - بڑھاپا اور بانجھ پن:

انسانوں میں جنسی صلاحیت کا بہت حد تک انحصار عمر کے ساتھ ہوتا ہے۔ جوانی میں یہ جذبات بہت فراواں ہوتے ہیں جبکہ عمر کے ساتھ ساتھ اس صلاحیت میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور یوں بڑھاپے میں انسان بانجھ پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاہم قرآن کریم میں چند ایسے واقعات کا ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بڑی عمر میں بھی اولاد سے نوازا۔ سورہ آل عمران (۳:۳۸ تا ۴۰) میں اس طرح کے ایک واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ایک نشانی قرار دیا گیا۔

﴿ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ○ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَ امْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ○ ﴾

''یہ حال دیکھ کر زکریا نے اپنے رب کو پکارا ''پروردگار! اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر۔ تو ہی دعا سننے والا ہے۔'' جواب میں فرشتوں نے آواز دی، جبکہ وہ محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، کہ ''اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا۔ اس میں سرداری و بزرگی کی شان ہوگی۔ کمال درجے کا ضابط ہوگا۔ نبوت سے سرفراز ہوگا اور صالحین میں شمار کیا جائے گا۔'' زکریا نے کہا ''پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا، میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے'' جواب ملا ''ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

بانجھ پن کے موضوع کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ بچے کی ولادت ایک ایسا پیچیدہ عمل ہے جو مختلف مراحل میں مختلف افعال کے اعتدال اور ہم آہنگی کے ساتھ واقع ہونے کی وجہ سے ظہور میں آتا ہے۔ ان اعمال میں کسی وجہ سے کسی قسم کی کوئی بدنظمی پیدا ہونے کے نتیجے میں بچے کی پیدائش یا استقرار حمل نہیں ہو پاتا جسے ہم بانجھ پن یا (Sterility) کہتے ہیں۔ ماہرین اس کو دو حالتوں میں تقسیم کرتے ہیں، ایک عارضی بانجھ پن اور دوسرا مستقل بانجھ پن۔ انسانوں اور جانوروں دونوں ہی نر و مادہ اس عارضے کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس موضوع پر بہت سی تحقیقات ہوئی ہیں جن سے پتہ چلا ہے کہ اس کے بہت سے عوامل ہیں۔ تاہم ہم اپنی گفتگو کو زیر بحث موضوع تک ہی محدود رکھتے ہیں جس میں بڑھاپے کی بناء پر زکریا نے بیٹا ہونے کی خوش خبری پر تعجب کا اظہار کیا۔ اس طرح کا اظہار تعجب سورہ ہود (۱۱:۷۲) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ کی زبان سے بھی ادا ہوا تھا جب فرشتوں نے انہیں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی خوشخبری دی تھی...... تاہم ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ کے اذن خاص سے اس کی قدرتِ کاملہ کے اظہار کے لئے حضرت زکریا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے کی حالت میں اولاد عنایت کی گئی جبکہ ان کی بیویاں بھی بوڑھی تھیں۔

اس گفتگو کو ختم کرنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ازدواجی زندگی کے اس اہم ترین پہلو شادی/ نکاح کے چند اطلاقی پہلوؤں کی جانب بھی اشارہ کیا جائے جس کا پتہ ہمیں اسلامی لٹریچر سے ملتا ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں اہم ترین امر یہ ہے کہ بالغ ہونے کے ساتھ ہی لڑکے/لڑکی کی شادی کر دینا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے جوانوں کو نصیحت فرمائی کہ جو شادی کی استطاعت رکھتا ہو، اسے شادی کر لینی چاہئے کہ یہ نگاہ اور فرج کی حفاظت کی ضامن ہوتی ہے۔ مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ بلوغ کی عمر کو پہنچنے پر لڑکی/لڑکے کی شادی نہ ہونے کے نتیجے میں

SULEMANI.COM.PK

کسی گناہ کی ذمہ داری والد پر عائد ہوتی ہے۔

- احادیث کے مطالعے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شادی کے لئے جوانی کی عمر اور کنوار پن کو ترجیح دی گئی ہے۔
- شادی کے لئے فریقین کے ہم عمر ہونے کا خیال کرنا بھی بہت ضروری ہے۔
- تجرد کی زندگی بسر کرنے کی ممانعت کی گئی اور گناہ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو خصی کر لینے سے بھی نہایت سختی سے منع کیا گیا۔
- دیگر احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر شادی کے بعد کوئی مرد بانجھ/ نامرد ثابت ہوتو پھر عورت کو قاضی (عدالت) سے رجوع کرنے کا حق ہے اور قاضی تحقیق کے بعد شوہر کو ایک سال کی مہلت علاج معالجے کے لئے دے گا بصورت دیگر قاضی میاں بیوی میں تفریق کرا دے گا۔

٦.٦ - نکاح سے متعلقہ دیگر مسائل:

اسلام نے شادی کے ضمن میں متعدد معاملات اور مسائل کے بارے میں بھی راہ نمائی دی ہے جن سے کسی فرد کو اپنی زندگی میں واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

٦.٦.١ - مہر:

اسلامی نکتہ نظر سے مہر کا بہت اہم تعلق نکاح سے ہے۔ اسلامی قانون میں یہ تحفہ (رقم / جائداد/ زیور پر مشتمل ہوتا ہے) جو ایک خاوند اپنی بیوی کو شادی/ نکاح کے وقت دیتا ہے۔ اس کی ایک بہت واضح مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کے ضمن میں آتی ہے جب آپ نے شعیب کی بیٹی سے نکاح کیا تھا جس کے تحت قرار پایا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک معینہ مدت (۷ سے ۱۰ سال) تک اپنے سسر کی خدمت میں رہیں گے (سورہ النساء ۴:۴، القصص ۲۸:۲۶)

عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے نکتہ نظر سے اسلام نے اس کو اس حد تک ضروری

SULEMANI.COM.PK

قرار دیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی اہل کتاب کی لونڈی سے بھی شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے مہر ادا کرنا چاہیئے (سورہ النساء۴:۲۴ و دیگر آیات)۔مزید برآں، مہر کی ادائیگی اس صورت میں بھی ضروری ہے کہ مرد کو"کچھ چیز" عورت کو ادا کرنی چاہئے اگر چہ نکاح کے بعد رخصتی نہ ہوئی ہو(یعنی مباشرت نہ ہوئی ہو)اور طلاق واقع ہو جائے۔

۶.۶.۲-طلاق اور عورت:

انسانی زندگی میں بہت سے مواقع ایسے بھی آتے ہیں کہ شادی شدہ جوڑوں کو ایک دوسرے سے جدا ہونا پڑتا ہے۔اگر چہ نکاح کے تعلق کو ختم کرنا،ان مقاصد عالیہ کی نفی ہے جس کے لئے یہ رشتہ قائم ہوتا ہے تاہم اسلام کسی ایسی صورت کو بھی گوارا نہیں کرتا کہ اگر کسی انتہائی صورت میں زوجین میں نباہ نہیں ہوسکتا تو عورت کو خوامخواہ اس بندھن میں باندھ کر رکھا جائے۔ایسے حالات میں کہ زوجین ایک دوسرے کے ساتھ ذہنی یا جسمانی طور پر ہم آہنگی کے ساتھ نہیں رہ سکتے تو پھر قرآن نے طلاق کے ذریعے ایک دوسرے سے جدا ہونے کا راستہ بھی رکھا ہے۔اس ضمن میں اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ خانگی زندگی میں عورت، مرد اور بچوں نیز دونوں خاندانوں کے افراد پر طلاق کے جو برے اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ"اللہ کے نزدیک حلال اور جائز امور میں مبغوض/ بدترین چیز طلاق ہے۔انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو کے بارے میں قرآن کریم کی متعدد آیات میں جو احکامات آئے ہیں (سورہ البقرہ۲:۲۲۶ تا ۲۴۱،الاحزاب۳۳:۴۹،الطلاق ۶۵:۱ تا ۷)ان کی روشنی میں فقہائے کرام نے بہت زیادہ دقتِ نظر کے ساتھ ان کے تفصیلی احکامات اخذ کیے ہیں۔

مرد کے طلاق دینے کے حق کے ساتھ ساتھ قرآن کریم عورت کے اس حق کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی کے ساتھ نہ رہ سکتی ہو تو وہ اس سے خلع کے ذریعے جدا ہوسکتی ہے۔(سورہ البقرہ۲:۲۲۹)زوجین کے درمیان ناچاقی کی صورت میں اسلام نے یہ راہ بھی رکھی ہے کہ اگر فریقین چاہیں تو باہمی رضامندی سے

SULEMANI.COM.PK

کسی شخص/ اشخاص کو بطور ثالث (Arbitrator) بھی مقرر کر سکتے ہیں کہ وہ ان کے درمیان متنازعہ معاملات کا فیصلہ کر کے صلح کرا دے۔(سورہ النساء۴: ۳۵)

یہاں اس امر کی صراحت بھی بہت ضروری ہے کہ اسلام میں زوجین کے درمیان جدائی (طلاق/خلع) اور صلح کے لئے اس قدر تفصیل کے ساتھ ہدایات موجود ہیں اور طلاق کا ایسا طریقہ شریعت نے تجویز کیا ہے کہ اس طریقے کی صحیح پیروی کرنے سے طلاق کے وقوع کو بہت حد تک کم کیا جا سکتا ہے (سید مودودی ۲۰۰۰ -ج) جس کی وجہ سے خاندانوں میں باہمی نفاق، لڑائی جھگڑے حتیٰ کہ قتل اور خون تک کے واقعات بھی رونما ہو جاتے ہیں۔ مغربی ممالک میں عیسائیت کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے طلاق کی شرح اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ اکثر اوقات شادی کے چند گھنٹوں بعد ہی فریقین ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ اور عیسائی خود ساختہ قوانین کی رو سے دونوں فریق بعد میں نکاح ثانی بھی نہیں کر سکتے جس کا لازمی نتیجہ اس صورت میں نکلتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں زنا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (ضمیمہ ب میں مغربی ممالک میں طلاق کی وجہ سے خاندانی نظام کے برباد ہونے کے بارےمیں چند اعداد وشمار پیش کیے گئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل علم اور مساجد کے آئمہ کرام طلاق جیسے شنیع فعل کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ کریں تا کہ مسلم معاشرے میں غیر اسلامی طریقے کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہو رہی ہے اس کا تدارک ہو سکے)۔

۶.۶.۳ -نشوز:

جیسا کہ درج بالا سطور میں اشارہ کیا گیا کہ شادی کے بعد زوجین کے درمیان اختلافات رونما ہو سکتے ہیں جو بالآخر طلاق کی صورت پر بھی منتج ہو سکتے ہیں۔ چونکہ قرآن کریم ایک الہامی کتاب ہے اس لئے اس میں زوجین کے درمیان اس مسئلے پر بھی مبنی برانصاف راہ نمائی دی گئی ہے۔ قرآنی تعلیمات کے تحت نشوز یا لڑائی جھگڑا دونوں فریقوں کی جانب سے مختلف وجوہات کی بناء پر واقع ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں ثالثی کے

SULEMANI.COM.PK

ذریعے اس مسئلے کے حل کے لئے درج بالا سطور میں ذکر کیا جا چکا ہے...... تاہم اس جگہ اس امر کی صراحت بھی ضروری ہے کہ بدقسمتی سے مسلمان معاشروں میں دینی تعلیمات کے نہ ہونے کی وجہ سے ثالثی یا طلاق دینے کے شرعی طریقے کی پیروی نہ کرنے کی وجہ سے طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے مسلم سوسائٹی میں بہت سی خرابیاں جڑ پکڑ رہی ہیں۔ جن کے تدارک کے بارے میں درج بالا سطور میں توجہ دلائی گئی ہے۔

۷.۶ - طہارت و پاکیزگی:

انسان کی جنسی زندگی میں قبل از شادی یا مابعد دونوں صورتوں میں ایسے طبعی حالات واقع ہوتے رہتے ہیں از قسم احتلام، حیض، نفاس، مباشرت وغیرہ جس کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ایک مسلمان مرد اور عورت اپنے جسم کو پاک وصاف کرے۔ طہارت کا تصور، اسلام کا ایک ایسا انوکھا اور اچھوتا تصور ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ اس لفظ کے اندر پنہاں نفسیاتی، طبعی اور روحانی، جس قدر معنویت اور گہرائی پائی جاتی ہے، اس کے ادراک اور بیان کے لئے کوئی متبادل لفظ تک دنیا کی تمام زبانوں میں نہیں پایا جاتا۔

درج بالا تمام تر صورتوں میں جبکہ ایک مسلمان حالت جنابت/ ناپاکی میں ہو، یہ ضروری ہے کہ وہ جسمانی طور پر پاکی حاصل کرے جس کے بغیر وہ نماز کی ادائیگی نہیں کر سکتا بلکہ قرآن کریم کو بھی ہاتھ نہیں لگا سکتا!

احادیث کی کتب میں ہے ''مسند احمد'' کا یہ ایک طرۂ امتیاز ہے کہ ان کا آغاز ''کتاب الطہارت'' جیسے باب سے ہوتا ہے۔ مسلم فقہاء نے اس ضمن میں اس قدر دقتِ نظر کے ساتھ تفصیلی احکامات وضع کئے ہیں کہ موجودہ زمانے کا انسان اس کی تفصیلات جان کر حیران رہ جاتا ہے (اس ضمن میں مختلف فقہی کتب از قسم ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری، قدوری، کنز الدقائق، فتاویٰ شامی، بدائع الصنائع وغیرہ کا مطالعہ ضروری ہے)۔ یہ امر بالخصوص مغربی ممالک میں جہاں اس قسم کے افعال کے بعد صفائی/ نہانے کا کوئی تصور

SULEMANI.COM.PK

بھی نہیں پایا جاتا (جبکہ وہ ایک دن میں متعدد بار زنا کا ارتکاب بھی کرتے ہیں) وہ اکثر ان مسلمان طلباء/ طالبات سے اس امر پر حیرت کا اظہار بھی کرتے ہیں جو یورپ/ امریکہ میں بغرض تعلیم جاتے ہیں کہ آخر احتلام/حیض یا مباشرت کے بعد نہانے میں کیا حکمت وراز پوشیدہ ہے؟

اسلامی تعلیمات کے تحت ایک مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ نماز کی ادائیگی سے پہلے وضو کرے۔ وضو کا طریقہ نہ صرف قرآن کریم بلکہ احادیث کے ذریعے بہت وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔اسی طرح احتلام/ مباشرت/ حیض ونفاس کی صورت میں بھی جسم کو غسل کے ذریعے پاک کرنا ضروری ہے جس کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے مزید برآں، انسانی زندگی میں ایسی صورت حال بھی واقع ہو جاتی ہے جب پانی میسر نہیں ہوتا یا اس کا استعمال (کسی مریض کے لئے) نقصان دہ ہوسکتا ہے تو ایسی تمام صورتوں میں قرآن کریم نے تیمّم کا طریقہ بتایا ہے جس کے تحت پاک مٹی/گرد سے کام لے کر نماز اور دیگر اسلامی عبادات سرانجام دی جاسکتی ہیں۔اسی طرح جسمانی صحت وصفائی کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ عورت ومرد بغلوں، زیرناف و دیگر غیرضروری بالوں کو بھی ایک وقفے کے ساتھ صاف کریں۔

۱.۷.۶-خواتین کے لئے طہارت کے مخصوص احکامات:

درج بالا سطور میں عورتوں کے حیض/ نفاس/ استحاضہ کا ذکر ہے جس سے خواتین اپنی عمر کے مختلف ادوار میں گذرتی ہیں۔ان تمام امور کے بارے میں مسلم فقہا نے قرآنی تعلیمات اور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں بہت تفصیل کے ساتھ احکامات وضع کئے ہیں۔اس بارے میں چند احادیث کا ذکر گذشتہ ابواب میں بھی کیا گیا ہے۔

۲.۷.۶-حالت حیض میں مباشرت کی ممانعت:

اسلام نے عورتوں کے حقوق اور ان کی صحت وسلامتی کے بارے میں جو احکامات

دیئے ہیں، ان کا ایک نمایاں ترین پہلو یہ بھی ہے کہ عورتوں کو ہر قسم کی ایذا رسانی سے بچایا جائے۔ حالت حیض میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے اس دوران مباشرت نہ کریں۔(سورہ البقرہ ۲:۲۲۲)

﴿ وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ......﴾

''پوچھتے ہیں: حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو وہ ایک گندگی کی حالت ہے۔اس میں عورتوں سے الگ رہو، ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ اس طرح جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔''

ان آیات کی تشریح میں سید مودودی (۲۰۰۰-الف) رقمطراز ہیں کہ ''اصل میں 'اذی' کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی گندگی کے بھی ہیں اور بیماری کے بھی۔ حیض صرف ایک گندگی ہی نہیں بلکہ طبی حیثیت سے وہ ایک ایسی حالت ہے جس میں عورت تندرستی کی بہ نسبت بیماری سے قریب تر ہوتی ہے......مزید برآں انہوں نے لکھا ہے کہ ''قرآن مجید اس قسم کے احکامات و معاملات کو استعاروں اور کنایوں سے بیان کرتا ہے۔ اس لئے اس نے ''الگ رہو' اور ''قریب نہ جاؤ'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ ایک فرش پر بیٹھنے یا ایک جگہ کھانا کھانے سے بھی احتراز کیا جائے اور اسے بالکل چھوت بنا کر رکھ دیا جائے جیسا کہ یہود اور ہنود اور بعض دوسری قوموں کا دستور ہے۔ نبی ﷺ نے اس حکم کی جو توضیح فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت میں صرف فعل مباشرت سے پرہیز کرنا چاہئے، باقی تمام تعلقات بدستور برقرار رکھے جا سکتے ہیں۔''

❀❀❀

SULEMANI.COM.PK

باب ھفتم:

عورتوں کے حقوق

دورِ جدید اور عورت:

دورِ جدید کو یہ 'امتیاز' حاصل ہے کہ اس نے ایک ایسے مسئلے کو اس قدر زیادہ اہمیت دے کر اجاگر کیا ہے کہ اس کی وجہ سے نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ اجتماعی سطح پر خاندان، معاشرے اور دنیا کے مختلف ممالک میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں ایک ایسی بحث چھڑ گئی ہے جس سے مغرب میں خاندانی نظام کی چولیں ہل کر رہ گئی ہیں۔ انفرادی سطح پر افراد ہی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر مرد اور عورت کے درمیان ایک کھینچا تانی شروع ہو گئی ہے۔ اگرچہ عورت کے بارے میں بیشتر قدیم مذاہب اور تہذیبوں میں کوئی اچھے خیالات کا اظہار نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی ان سے مناسب اور منصفانہ سلوک روا رکھا گیا تھا تاہم اس تمام تر غلط سوچ اور رویوں کے برعکس اسے بطور ماں، بیٹی اور بہن کے ایک عزت و احترام کا درجہ حاصل رہا بالخصوص یہودیت اور عیسائیت کی اصل تعلیمات میں اسے قابل گردن زدنی خیال نہیں کیا گیا تھا۔ یہ بہت دیر کی بات ہے جب عیسائی تعلیمات کی توضیح و تشریح سینٹ پال اور اس قسم کے دیگر مذہبی راہ نماؤں نے اپنے اپنے مزعومہ خیالات اور تصورات و تجربات کے تحت اصل الہامی ہدایت کو مسخ کر کے پیش کی جس میں عورت کو ''گناہ کی پوٹلی''، ''شیطانی وجود'' اور نجانے کن کن خطابات سے نوازا گیا...... اسلام، جو ان دونوں مذاہب کی صحیح ترین تعلیمات کا داعی ہے، اس کی الہامی کتاب قرآن حکیم میں کوئی ایسا شائبہ دور دور تک بھی نہیں ملتا جس سے عورت کی تحقیر و تذلیل کا پہلو نکلتا ہو۔

SULEMANI.COM.PK

اسلام نے عورت کو ماں کا درجہ دے کر اس کے پاؤں تلے جنت کو قرار دیا۔ بہن اور بیٹی کی پرورش ونگہداشت اور تعلیم کو ماں باپ پر فرض قرار دیا اور بیوی کو گھر کی ملکہ قرار دے کر بچوں کی پرورش ونگہداشت اور اخلاقی تربیت کا نگہبان بنایا۔ اگرچہ گھریلو اور خاندانی نظام کی بہتری کے لئے مرد کو قوام قرار دیا گیا تاہم اسے کسی ایسے مطلق العنان حکمران کا درجہ نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی بیوی کے مشورے اور رائے سے یکسر آزاد ہو۔

دور حاضر نے عورت کو مطعون اور مظلوم ثابت کرنے کے لئے جس ''مثالی معاشرے'' کو اپنے سامنے رکھا تھا بلاشبہ انسانی تاریخ کا وہ تاریک ترین دور تھا جب سولہویں، سترہویں صدی عیسوی میں یورپ میں عیسائی راہبوں اور سرمایہ داروں کے گٹھ جوڑ نے عورت کا استحصال اور تذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس پر مزید ستم ان مخصوص حالات نے ڈھایا جس کے نتیجے میں یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہوا اور دنیا کی دو عظیم جنگوں کی وجہ سے لاکھوں عورتیں اپنے مردوں کی ہلاکت اور مابعد جنگ کے جسمانی، نفسیاتی، سماجی ومعاشی عوامل کی بناء پر ایسے حالات سے دوچار ہوگئیں کہ ان کے لئے کوئی دو وقت کی روٹی کمانے والا نہ رہا۔ ایسے حالات میں کارخانوں کے مالک سرمایہ داروں نے ان کا بدنی، مالی استحصال ہی نہیں کیا بلکہ ان کی عزت وعصمت کے ساتھ کھیلنے سے بھی باز نہ آئے جس کی وجہ سے اباحت پسندی اور جنسی بے راہ روی کا وہ طوفانِ عظیم برپا ہوا جو آج تک جاری ہے!

اس محرومی اور ظلم سے جو ردِعمل پیدا ہوا، آزادیٔ نسواں کی تحریک (Feminist Movement) اس کے بطن سے وجود میں آئی اور اس ظلم وستم کے توڑ کے لئے دوسری لیکن مخالف سمت میں رواں دواں ہوگئی۔ اس طویل جدوجہد کے نتیجے میں اگرچہ عورتوں کی تنخواہ میں کسی حد تک اضافہ ہوگیا اور اسی قسم کی چند دیگر مراعات بھی کام کرنے والی عورتوں کو حاصل ہوگئیں لیکن اس کی بہت بڑی قیمت طبقہ نسواں کو یورپ، امریکہ اور دوسرے ممالک میں دینی پڑی، اس کا صحیح اندازہ لگانا تو شاید ممکن نہ ہو، تاہم ذیل میں

اس کی ہلاکت انگیزیوں کی ایک جھلک ضرور دیکھی جاسکتی ہے۔

الفاظ واستعارے کی زبان کو چھوڑتے ہوئے، ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ کے تمام ممالک میں عورت ایک ایسی ارزاں جنس بن گئی جسے بہت معمولی سی رقم سے خریدا جاسکتا ہے۔صنف نازک کو آزادی، معاشی خوشحالی اور مساوات کے دل خوش کن نعروں کے ذریعے دھوکہ دیا جا رہا ہے تاکہ عام طبقے کی باعزت اور شریف خواتین، ذہن اور قلب کے اطمینان کے ساتھ مردوں کی شہوت رانی کا آسانی کے ساتھ شکار ہوتی رہی ہیں۔

یورپ وامریکہ جیسے ممالک میں عورت کو اشیائے خورد ونوش، سامان تعیش کی خرید و فروخت سے لے کر دنیا کی ہر چیز کو فروغ دینے کے لئے ذریعہ اشتہار بنادیا گیا ہے...... دور کیوں جایئے اپنے ملک کے اخبارات ورسائل کے اشتہارات، ٹی وی، ڈش کے پروگراموں کو دیکھ لیجئے جہاں عورت کے جسم کا کس قدر بے محابا استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس پر مستزاد ظلم، یورپ، امریکہ اور بھارت کی (Pornographic Industry) نے ڈھایا جس نے عورت کی عزت اور احترام کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کہ اسے ایک ایسی طوائف کی حالت تک پہنچا دیا ہے جس کا مقصد وحید صرف اور صرف جنس شہوت کا ایک کھلونا بن کر رہنا ہی ہوگیا ہو—— اور بقول شخصے ''انہیں تہذیب جدید کی نوخیز طوائفیں (Immature Prostitutes) کہا جاسکتا ہے (George Rylescott) بحوالہ نزہت افزا، خورشید احمد ۱۹۸۳) اور ایک دوسرے امریکی دانشور کے بقول ''ایک سستی ترین امریکن لڑکی (Floozy) صرف چند ڈالر کے عوض کسی مرد کے ساتھ شب بسری کے لئے تیار ہوجاتی ہے۔'' (Greenwood, M.D.1963)

اگرچہ مغرب میں عورت کے تقدس اور احترام کے تباہ ہونے پر کسی صاحبِ دل انسان، بالخصوص مسلمان کو سخت پریشانی کا اظہار کرنے کی ضرورت ہے تاہم یہود کے پھیلائے ہوئے اس جالِ ہم رنگ زمیں کی زد میں اب دیگر اقوامِ عالم بشمول اسلامی

ممالک اور بالخصوص پاکستان بھی آ گئے ہیں۔ گذشتہ ساٹھ سالوں میں آنے والی ہر حکومت نے اپنے نافذ کردہ نظام تعلیم، نام نہاد سماجی اصلاحات اور ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، ڈش اور انٹرنیٹ بالخصوص موبائل ٹیلی فون کے ذریعے وہ ہنگامہ برپا کیا ہے جسے اس ملک کے دانشور ''حملہ ہو چکا ہے'' (غلام اکبر خان ۲۰۱۲)، ''شرم و حیا...... مسلمان کا زیور'' (جنرل عبدالقیوم ۲۰۱۲)، انصار عباسی (۲۰۱۲) اور قاضی حسین احمد اور متعدد دیگر اہل علم نے بجا طور ملک وملت کے لئے مہلک ترین ذرائع قرار دیا ہے!

(ضمیمہ داورر)

پاکستان میں مختلف این جی اوز، اقوام متحدہ کے زیر سایہ اس ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں کہ مملکت خداداد پاکستان کی عورت کو بھی ان تمام ''فیوض و برکات'' سے بہرہ مند کر دیں جس کے نتیجے میں یورپ وامریکہ کی عورت تذلیل کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔ اس ملک کی چند اخلاق باختہ عورتیں بھی اسی ایجنڈے کی تکمیل میں مدد ومعاون ثابت ہو رہی ہیں اور اس ملک کی خواتین کو بھی جو بلا شبہ خدیجہ و عائشہ و فاطمہ رضی اللہ عنہن کے ورثے کی امین ہیں انہیں دلفریب نعروں میں الجھا کر وطن عزیز کے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہود و ہنود کی ان کوششوں کو بین الاقوامی اداروں (UNO) اور دیگر بڑی طاقتوں کی سرپرستی حاصل ہے، اور سے جس طریق پر انہیں پذیرائی حاصل ہو رہی ہے، اس کا اندازہ درج بالا سطور میں چند دانشور حضرات کے حوالے سے ہم نے اشارۃً ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ اس کا تصور ایک پریکٹسنگ ماہر نفسیات کے اس بیان سے بھی کیا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے بتایا کہ ''جنسی بے راہ روی کا طوفان اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ان کے پاس روزمرہ آنے والے بے شمار لڑکیوں کے حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یورپ وامریکہ میں جو حالات گذشتہ ۱۰۰ سالوں میں رونما ہوئے تھے، پاکستان میں وہ گذشتہ دس سالوں میں ہی واقع ہو گئے ہیں!''

اس ضمن میں ہم جہاں اس ملک میں رہنے والوں ۹۹ فی صد مسلمانوں (ایک فیصد یا

اس سے بھی کم نام نہاد مسلمانوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں کہ وہ جو چاہیں کریں) سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھر کی خبر لیں اور حالات کو بے قابو ہونے سے بچانے میں اپنے بچوں (لڑکے اور لڑکیوں) کی اسلامی تعلیم و تربیت کا بطورِ خاص اہتمام کریں کیونکہ صرف سکولوں/ کالجوں کی تعلیم ان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کے لئے کافی نہیں (بلکہ حالات بگاڑنے کی ذمہ دار ہے) ماہرین سماجیات کی یہ مستند رائے ہے کہ بچپن میں دی گئی دینی تعلیم (بالخصوص قرآن حکیم کا پڑھانا اور بڑے ہونے پر کسی مستند ترجمے/تفسیر کی مدد سے قرآنی احکامات کا جاننا) کے ذریعے ہی بچوں کو جنسی بے راہ روی کے طوفان سے بچایا جا سکتا ہے۔ تاہم اس جگہ ہم ملک کے دیندار طبقے بالخصوص علما اور پیرانِ عظام سے بھی نہایت دردمندی سے اپیل کریں گے کہ وہ بھی یہود و ہنود کی اس سازش کا شعور و احساس کریں اور اپنے اپنے مسلکی و گروہی نیز خانقاہی خول سے باہر آ کر ملت اسلامیہ کی زندگی کے اس اہم ترین پہلو کی تعلیم و تربیت کے لئے سر جوڑ کر تدارک کی تدابیر سوچیں

حرم کے والیو تم تو مراقبوں میں رہو
بتانِ دیر یہاں چھا گئے تو کیا ہوگا؟
(نعیم صدیقی)

ہمیں اس صاف گوئی پر پیشگی معاف کیا جائے اگر ہم اس امر کی جانب توجہ مبذول کرانے کی جسارت کر رہے ہوں کہ ملت اسلامیہ کی دینی قیادت کرنے والے تمام طبقے (کم و بیش) اسی حالت میں مبتلا ہیں جس طرح سترہویں صدی عیسوی کے عیسائی پوپ، مختلف سرمایہ داروں/صنعت کاروں/ بادشاہوں کے کاسہ لیس تھے اور جن کے ناپاک گٹھ جوڑ کے نتیجے میں یورپ میں وہ جنسی انقلاب رونما ہوا جس نے وہاں کے خاندانی اور سماجی نظام کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا جس کا بہت ہی مختصر الفاظ میں ہم نے درج بالا صفحات میں بیان کیا ہے۔ مذہبی لیڈر بالخصوص ائمہ کرام اور پیرانِ عظام اپنے اپنے حلقہ

SULEMANI.COM.PK

درس وتدریس و مریدان میں، مساجد میں وعظ وتلقین کرنے میں دنیا جہاں کے فروعی، اختلافی مسائل بیان کرنے اور اپنی اپنی گدیوں اور حلقے کے مریدین کو اکٹھا رکھنے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیتے ہیں اور کبھی کبھی ماں کے حقوق بھی بیان کر دیتے ہیں لیکن کیا مجال کہ خاندانی نظام میں عورت (بیوی) کے حقوق، شادی بیاہ میں اسراف کے نقصانات، گھریلو تشدد (جس میں شوہر اور سسرالی رشتے دار بھی شامل ہیں) اور جہیز کی لعنت نیز عورتوں کے حقوق بالخصوص بہنوں اور بیٹیوں کا جائداد میں حصہ وراثت، مہر کی ادائیگی، طلاقوں کی بھرمار جیسے خاندانی اہمیت کے مسائل پر عامۃ المسلمین کی راہ نمائی کریں۔ راقم الحروف کو اس ملک کے ایک بہت متقی اور صاحب علم وفہم (جواب مرحوم ہو چکے ہیں) نے بتایا کہ اس ملک کے بہت بڑے صاحب اقتدار کے ہاں جن کا اب انتقال ہو چکا ہے نکاح کی تقریب میں ''شرعی حق مہر'' پر نکاح پڑھانے سے انہوں نے معذرت کر لی۔......شرعی حق مہر کی یہ اصطلاح کہاں اور کس کے زرخیز ذہن کی اختراع ہے جس نے عورت کے اس حق پر ڈاکہ ڈالنے کی کوششیں جو اس ملک کے بڑے بڑے صاحبان اقتدار اور بزعم خود پڑھے لکھے بلکہ روشن خیال حضرات اکثر کرتے ہیں۔ ❶ شرعی حق مہر، کاروکاری، قرآن کے ساتھ نکاح وغیرہ جیسی ناروا اور خلافِ دین رسوم جو اس ملک میں رائج ہیں کے بارے میں کبھی منبر ومحراب سے ان کے خلاف سننے میں نہیں آتا کہ اس طرح ''حضرت صاحب'' سے صاحبان اقتدار جن کے چندے اور مالی امداد سے ان کا نظامِ زندگی چل رہا ہوتا ہے، کے ختم ہونے کا امکان ہوتا ہے...... بعینہٖ یہی

---

❶ اس ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واقعہ ذہن میں رہے جب آپ نے یہ کوشش کی کہ شادی/ نکاح کے لئے بھاری بھرکم مہر کو ختم کر کے نکاح کے ادارے کو مضبوط کیا جائے۔ اس پر ایک بوڑھی عورت نے خلیفۂ وقت کو ٹوکا کہ جس چیز پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پابندی نہیں لگائی، خلیفہ کو اس کا حق نہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر اپنی تجویز واپس لے لی کہ ''مدینہ کی تو عورتیں بھی عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ دین کا علم رکھتی ہیں۔''

SULEMANI.COM.PK

رویہ یورپ کے عیسائی پادریوں نے گذشتہ دوتین صدیوں قبل روا رکھا تھا کہ چرچ کو نوجوانوں کے جنسی تعلیم کے بارے میں ''خاموشی'' اختیار کرنی چاہئے مبادا چرچ میں آنے والے لوگ اس بارے میں صحیح بات کو پسند نہ کریں —— نتیجہ ظاہر ہے کہ عیسائیت کو یورپ/ امریکہ کی سماجی، سیاسی، معاشرتی، معاشی زندگی پر کوئی کنٹرول حاصل نہ رہا اور وہ صرف ویٹی کن سٹی کی چار دیواری میں محصور ہو کر رہ گیا...... الحاد کو وہاں فتح نصیب ہوئی اور پوپ لوگوں کو صرف 'جنت کی بشارت' دینے کے لئے رہ گئے! —— خدا نہ کرے اگر ہمارے بزرگان دین کا یہی رویہ رہا تو ہمیں بھی وہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑ جائے جس سے یورپ اور دیگر مغربی ممالک میں طلاقوں کی بھرمار، بن بیاہی ماؤں کی بڑھتی ہوئی تعداد، زنا کی کثرت اور ایڈز جیسے مہلک امراض کا شکار ہوا ہے!

جیسا کہ سطور بالا میں بتایا گیا کہ مغرب زدہ خواتین اور ان کی تنظیمیں، غیر ملکی امداد کے ذریعے اس ملک میں پروپیگنڈہ کر رہی ہیں کہ ''عورت کو برقعہ میں قید کر دیا گیا ہے''۔ عورتوں کو بھی مردوں کے برابر معاشی حقوق ملنے چاہئیں اور انہیں بھی ہر معاشی دائرے (مثلاً ٹریفک پولیس کے طور پر یا دکانوں پر بطور سیلز گرلز) کام کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔'' ...... ایسی صورت میں کہ ان سرگرمیوں میں انہیں کامیابی نصیب ہو جاتی ہے تو پھر ''نام نہاد مسلمان قوم'' تو پاکستان میں شاید باقی رہ جائے لیکن امت مسلمہ کا وجود برقرار نہ رہ سکے گا۔ (العیاذ باللہ)

درج بالا سطور ہم نے اس مقصد کے لئے تحریر کی ہیں کہ امت مسلمہ کا پڑھا لکھا طبقہ بالخصوص دیندار اور علمائے دین اس مقصد وحید کی جانب متوجہ ہو سکیں جسے امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ (سورہ آل عمران ۳:۱۱۰)

''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے

SULEMANI.COM.PK

میدان میں لایا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہواور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس دور میں جبکہ امت مسلمہ پر ہر چہار جانب سے اغیار کی یورشیں جاری ہیں، اس مقصد سے بہتر کوئی اور کام نہیں ہوسکتا کہ امت مسلمہ کی ہیئت اجتماعیہ کو یہود و ہنود کے اس فتنے سے بچایا جائے جو جنسی بے راہ روی کی صورت میں ایک بڑے چیلنج کی حیثیت سے ہمیں درپیش ہے۔مزید برآں،ان سطور کے لکھنے کا ایک دوسرا مقصد یہ بھی ہے کہ ہم جس موضوع پر اب قرآن وسنت کی روشنی میں معلومات فراہم کرنا چاہتے ہیں اس کا ایک معنوی ربط اس امر سے ہے کہ موجودہ متمدن ممالک میں عورت کس صورتِ حال سے دوچار ہے۔قرآنی صراطِ مستقیم کو سمجھنے کے لئے اس امر کی ازحد ضرورت ہے کہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں جو شور وغوغا اس وقت تمام دنیا میں برپا ہے اس کی اصل حقیقت کا ادراک کیا جائے کہ اس طریقہ پر حکیم اور حاکم مطلق کا تجویز کردہ نسخہ نہ صرف بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے بلکہ اگر توفیق الٰہی بھی شامل ہو تو اس پر عمل درآمد بھی مشکل نہیں ہوتا۔قرآن کریم نے عورتوں کے حقوق وفرائض کے بارے میں درج ذیل راہ نمائی دی ہے۔

۱.۷-مرد وزن کی مساوات:❶

قرآن کریم نے سورہ البقرہ اور متعدد/ دیگر آیات میں اس امر کی صراحت کی ہے کہ مرد وزن،اللہ تعالیٰ کی نظر میں برابر ہیں۔اللہ کے نزدیک جنس،رنگ ونسل،جغرافیائی حدود،زبان یا دیگر اس قسم کے باطل تصورات کی بناء پر انسانوں میں کوئی تفریق نہیں۔ آخرت میں ہر فردِ انسانی کی کامیابی کا دارومدار ان اعمال صالحہ پر ہے جو وہ دنیا میں سرانجام دیتا ہے۔خاوند اور بیوی اپنے اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔

❶ اس ضمن میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے اسماء آفتاب (ASMA, AFTARB 2002, (ASMA, AFTAB 2012 کے مقالہ جات (2002) اور مطبوعہ کتاب (۲۰۱۲) کا مطالعہ مفید رہے گا۔

SULEMANI.COM.PK

۷.۲-مہر کی ادائیگی:

اس بارے میں گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے، یہ حق ہے عورت کا اپنے ہونے والے شوہر پر جس کی ادائیگی ہر صورت میں ہونی ضروری ہے۔بصورت دیگر شوہر گنہ گار ہوگا۔

۷.۳-ایک سے زائد بیویوں کے درمیان انصاف:

اسلام میں ایک مرد کو چار بیویوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے تاہم ایسی صورت میں ان کے درمیان تمام امور زندگی (نان نفقہ، لباس، گھر، گھریلو سہولیات وغیرہ) میں برابری اور انصاف ضروری ہے۔ایک سے زائد بیوی کی صورت میں ہر ایک کی باری مقرر ہو جس کی سختی سے پابندی ضروری ہے (سورہ النساء۴: ۱۲۸تا۱۲۹)

اس ضمن میں اسوہَ رسول ﷺ ہمارے لئے مینارہَ روشنی ہے کہ آپ سفر پر جاتے ہوئے بھی قرعہ اندازی کے ذریعے کسی بیوی کو اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔

۷.۴-بیویوں کے ساتھ فیاضانہ سلوک:

قرآن کریم نے مسلمان مردوں کو اس امر کی تاکید کی ہے کہ وہ اپنی ازواج کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک روا رکھیں حتیٰ کہ اگر خدانخواستہ کسی کو طلاق دینے کی نوبت بھی آئے تو بھی ان کے ساتھ فیاضی سے پیش آئیں۔طلاق سے پہلے حالات کو ٹھیک کرنے کے لئے دونوں جانب سے ثالث مقرر کر کے صلح صفائی کا حکم بھی دیا گیا ہے۔سورہ النساء (۴: ۳۵) میں فرمایا:

﴿ وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ ﴾

SULEMANI.COM.PK

''اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک حکم مرد کے رشتے داروں میں سے اور ایک عورت کے رشتے داروں میں سے مقرر کرو، وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان کے درمیان موافقت کی صورت نکال دے گا، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے۔''

عورتوں کو عزت و احترام کے ساتھ فارغ کرنے کے حکم کا اطلاق صرف اس امر پر نہیں ہوتا کہ عورت کو طلاق کے وقت کچھ دیا جائے بلکہ اس کی روح یہ تقاضہ کرتی ہے کہ ایسے وقت میں ان کے ساتھ وقار اور احترام کا رویہ روا رکھا جائے اور ان کے ساتھ سلوک میں کسی قسم کی ایذا رسانی / زیادتی کی نیت یا عمل شامل نہیں ہونا چاہئے۔

عورتوں کے حقوق کی بحث کو سمیٹتے ہوئے ہم مختصراً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ

- اسلام کی نظر میں عورت ایک ذمہ دار حیثیت کی حامل ہے جس کے حقوق متعین ہیں۔
- اسلام میں عورتوں کو حقوق کسی اجتماعی جدوجہد کی وجہ سے نہیں ملے بلکہ انہیں یہ حقوق اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں جنہیں کوئی فرد یا ادارہ مستقبل میں سلب کرنے کا قطعاً مجاز نہیں (جبکہ مغرب میں جمہوری روایات کے تحت عورتوں کے حقوق پر کسی وقت کوئی بھی قدغن عائد کی جاسکتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے حضور تمام مرد اور عورتیں برابر ہیں اور ہر ایک کو اس کے انفرادی اعمال کی سزا / جزا ملے گی۔
- ایک مسلمان عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں تجارت کرتی تھیں۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو طبیبہ مقرر کیا تھا جو زخمی / بیمار سپاہیوں کا علاج کرتی تھیں۔
- عورت کو وراثت میں حصہ دیا گیا ہے جسے وہ از خود رکھنے کی مجاز ہے۔
- ایک مسلمان عورت شادی کے لئے اپنے شوہر کے انتخاب میں آزاد ہے۔

SULEMANI.COM.PK

- شوہر کے ساتھ نباہ نہ ہونے کی صورت میں اسے خلع حاصل کرنے کا حق ہے۔
- عورتوں کو مسلمان مردوں پر ایک لحاظ سے فوقیت حاصل ہے مثلاً بطور ماں اس کا احترام، ادب اور تعمیل حکم لازمی ہے۔ بطور بیوی اس کو محبت و احترام دینا ضروری ہے۔ بطور بیٹی اور بہن ان کے ساتھ محبت اور شفقت کا سلوک روا رکھنا ضروری ہے۔
- عورتوں کو مخصوص ایام (حالت حیض/ نفاس) میں روزے، نماز کی معافی ہے۔ مزید دوران حمل یا بچے کی رضاعت کے دوران، اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔
- اسلام میں عورتوں کو مساجد میں جا کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے تاہم ان کی اپنی سہولت اور آرام کے نکتہ نظر سے گھر پر نماز کی ادائیگی اولیٰ ہے۔
- اسلام نے عورتوں کے لئے ساتر لباس کی پابندی ضروری قرار دی ہے تاکہ وہ لوگوں کی غلط نظروں سے محفوظ رہیں اور یوں ان کا وقار اور احترام مجروح نہ ہونے پائے۔ وہ ممالک جہاں حجاب کی پابندی کی جاتی ہے وہاں نسبتاً زنا بالجبر کے حادثات کم ہوتے ہیں۔ ❶
- اسلام اس امر کو حرام قرار دیتا ہے کہ عورت کو اشتہار کا ذریعہ بنایا جائے۔ اور اسے عریانی وفحاشی کے دیگر تمام کاموں کے لئے استعمال کیا جائے۔

۷.۵- مطلقہ خواتین کے لئے معاش کی فراہمی:

سورہ البقرہ (۲: ۲۴۰ تا ۲۴۱) میں قرآن کریم نے ایک خاوند کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ مطلقہ عورت کے نان نفقہ اور لباس کا ذمہ دار ہے۔ تاہم عدت کے بعد وہ اس امر کی مجاز ہے کہ جہاں چاہے شادی کر لے۔

❶ یاد رہے کہ یہ تمام نکات ہماری ایک دانشور بہن سدرالنعیم (برطانیہ) نے قرآنی تعلیمات سے اخذ کر کے ترتیب دیئے ہیں۔

SULEMANI.COM.PK

۷.۶- بچوں کی پرورش:

چونکہ شادی بیاہ کا ایک اہم مقصد بچوں کی پیدائش ہے اس لئے قرآن حکیم نے مسلمانوں کو اس ضمن میں ہدایت فرمائی ہے کہ طلاق کی صورت میں ایک دودھ پیتے بچے کی نگہداشت اس کی ماں کا حق ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قدر رحیم اور شفیق ہیں کہ وہ کسی ماں کو اپنے بچے کی نگہداشت کرنے سے محروم نہیں کرتے۔ (سورہ القصص ۲۸: ۷ نیز ۱۲ تا ۱۳)

دوران حمل، نیز بچے کی رضاعت کے دوران ایک ماں کو جس قدر تکالیف اور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کے لئے مرد/ خاوند کو اس امر کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ بیوی (ماں) کے حقوق کا احترام کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کیا ہے کہ وہ عورت کے حقوق کا احترام کرے کہ اس نے بطور ماں اسے پیٹ میں رکھا اور پیدائش کے بعد اسے دو سال تک دودھ پلایا (سورہ لقمان ۳۱: ۱۴) اس آیت کی مزید تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے سوال کیا کہ اس کی خدمت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین مرتبہ فرمایا کہ اس کی ماں اور چوتھی مرتبہ پوچھنے پر فرمایا کہ اس کا باپ۔

۷.۷- عورت کی عزت و وقار کا احترام کرنا:

اسلام میں پاکباز عورت کی عزت واحترام کا اس قدر خیال ہے کہ اس کے بارے میں متعدد آیات میں صراحت کی گئی ہے (سورہ النساء ۴: ۱۵۶، النور ۲۴: ۱ تا ۱۶ اور سورہ الاحزاب ۳۳: ۵۸)۔ سورہ النساء میں حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بہتان باندھنے کو غلط قرار دیا۔ اس طرح سورہ النور میں ان لوگوں کو ۸۰ کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا جو کسی شریف/ پاکباز عورت پر غلط الزام لگائیں لیکن اس کی شہادت میں چار گواہ نہ لاسکیں۔ نیز ان شوہروں کو بھی سزا کے لائق ٹھہرایا گیا جو اپنے علاوہ، کوئی

SULEMANI.COM.PK

دوسرا گواہ، اپنی بیوی پر الزام کے ثبوت میں نہ لاسکیں۔

یہاں امر کی صراحت بھی مناسب ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بھی منافقین نے الزام تراشی کی تھی جس کی تردید خود قرآن کریم میں سورہ نور (۲۴:۱۱ تا ۱۶) میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور اسے ''افك'' یعنی جھوٹا الزام قرار دیا۔ مزید برآں مسلمانوں کو اس ضمن میں بہت سی ہدایات دی گئیں کہ وہ مستقبل میں معصوم اور پاک باز عورتوں پر الزام لگانے سے باز رہیں۔ اس کے علاوہ اس سورت (النور) میں ان الزام تراشی کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں سزا کی وعید سنائی گئی۔ اسی قسم کے احکامات سورہ الاحزاب (۳۳:۵۸) میں دوبارہ دیئے گئے۔ یاد رہے کہ سورہ نور (۲۴:۲۶) میں اللہ تعالیٰ نے ایک معیار مقرر کردیا۔

﴿ اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ ...... ﴾

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے۔ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے.....''

سید مودودی (۲۰۰۰-د) نے مزید لکھا کہ ''اس آیت میں ایک اصولی بات سمجھائی گئی ہے کہ خبیثوں کا جوڑ خبیثوں ہی سے لگتا ہے اور پاکیزہ لوگ پاکیزہ لوگوں ہی سے طبعی مناسبت رکھتے ہیں، اس ضمن میں مزید تفصیلات سید صاحب کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۸.۷-حقوق وراثت:

کسی معاشرے میں حق وانصاف کو برقرار رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وراثت کے بارے میں مناسب قوانین وضع کیے جائیں۔ قدیم زمانے سے وراثت صرف نر بچوں کو ہی دی جاتی تھی۔ اورلڑکیوں کو اس حق سے مکمل طور پر محروم رکھا جاتا تھا۔ اسلام نے سب سے پہلے اس حق تلفی اور ظلم کا تدارک کیا اور عورتوں کو بھی اسی طرح وراثت میں

حقدار ٹھہرایا جس طرح مردوں کو دی جاتی تھی۔ یاد رہے کہ یہ کام صرف چند سفارشات کی حد تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اس حق کا تعین خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا اور قرآن کریم میں اس ضمن میں تمام ممکنہ صورتوں میں (جو ایک انسان کو پیش آ سکتی ہیں) دونوں اصناف کے لئے حصے کا تعین کیا۔ یہ تمام تر احکامات سورہ النساء (۴:۱۱ تا ۱۲ نیز ۱۷۶) میں دی گئیں۔ مزید برآں، ان آیات ربانی اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے وراثت کے قوانین کو اس دقتِ نظر اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا کہ اس میں کوئی ابہام باقی نہ رہا اور اس مضمون پر بہت سی ضخیم کتب وجود میں آ گئیں۔

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے، اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اس کائنات کا مالک اور حاکم مطلق ہے، نے عورتوں پر خصوصی رحم فرمایا۔ قرآن کریم میں فرعون کی بیوی کی تعریف کی گئی جنہوں نے بچپن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان بچائی (سورہ القصص ۲۸:۸)۔ اسی طرح قرآن میں ملکہ سبا کی خوبیوں کی بھی تحسین کی ہے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تاہم اس کے برعکس قرآن کریم نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کی مذمت کی جنہوں نے اپنے شوہروں کے مشن کے خلاف سرگرمیاں کیں اور وہ اس عذاب کا حصہ بن گئیں جو ان کی قوموں پر نازل کیا گیا تھا۔ ❶

❀❀❀

❶ مزید مطالعے کے لئے دیکھئے ریاض اختر کی کتاب ''النساء فی القرآن'' (۲۰۰۸)

SULEMANI.COM.PK

باب ھشتم:

چند سماجی و جنسی مسائل

سورہ بنی اسرائیل (۳۲:۱۷) میں اللہ تعالیٰ نے زنا کے نزدیک جانے سے بھی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔ اس ضمن میں سید مودودی (۲۰۰۰-ب) رقمطراز ہیں کہ دراصل اس حکم نے اسلام میں خاندانی اور سماجی نظام کی بنیاد فراہم کی ہے۔ اس حکم ربانی کے مضمرات کے طور پر زنا بالجبر اور کسی پر غلط الزامات و اتہامات لگانے کو قابل فوجداری فعل قرار دیا گیا ہے (سورہ النساء۴:۱۵٦، سورہ النور۲۴:۱ تا ۱٦، الاحزاب۳۳:۵۸) اس لئے مرد و عورت کے ستر کے حدود کا تعین کیا گیا اور اس امر کو لازم قرار دیا گیا کہ عورت و مرد کا دائرہ کار علیحدہ ہو اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ مزید مردوں اور عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غض بصر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بلا وجہ ایک دوسرے کو مت دیکھیں۔ نیز بچوں کو بھی تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے بڑوں کے کمروں (خواب گاہ) میں مخصوص اوقات میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کریں (النور۲۴:۳۰ تا ۳۳ نیز ۵۸)۔ مزید برآں اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ کسی دوسرے کے گھروں میں جانے سے قبل اجازت طلب کی جائے (النور۲۴:۲۷)

درج بالا نیز دیگر متعدد ایسے احکامات ہیں جو سورہ النور اور سورہ الاحزاب میں مسلمانوں کی خاندانی، سماجی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی کی تہذیب کے لئے دی گئی ہیں۔ زنا کے وقوع کو سختی سے روکنے کے لئے شادی/نکاح کے لئے شرائط اور طریق کار کو بہت آسان بنایا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث میں اس امر کے لئے ہدایات دی گئی ہیں جن سے فقہائے کرام نے بہت تفصیلی قوانین مرتب کئے ہیں جن پر

SULEMANI.COM.PK

امت مسلمہ ہزاروں سالوں سے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل پیرا ہیں۔ ذیل میں ہم اب چند دیگر سماجی مسائل جو جنسی زندگی کے ساتھ ایک گونہ تعلق رکھتے ہیں، کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

۸.۱-مسئلہ تذکیر و تانیث (Gender/Feminism):

دیگر مسائل کی طرح یہ بھی ایک ایسا موضوع ہے جس پر بہت زیادہ بحث و مباحثہ ماضی اور حال میں جاری ہے جس میں دنیا کے مختلف اہل علم اور دانشور حصہ لیتے رہے ہیں اور جس کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی اشارہ کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام انسانوں (مرد و عورت) کا خالق ہے اس لئے اس کی نظر میں جنس کی بنیاد پر ان دونوں میں کوئی تفریق/تخصیص نہیں۔ قرآن کریم کے اس نقطۂ نظر میں دنیا میں اس مسئلے پر بحث و تمحیص کے زاویے کو حاسدانہ ردعمل کے برعکس بدل کر اس پر ایک انسان کی حیثیت سے غور و فکر کرنے پر زور دیا ہے۔ اس وجہ سے تمام بحث کا نقطہ نظر ایک اخلاقی موضوع بن گیا ہے!......اس کا یہ مطلب ہے کہ اس مسئلے پر بجائے اس کے کہ اس پر تذکیر و تانیث کے ایک متشددانہ اور تنگ نقطہ نظر سے غور کیا جائے، قرآن نے اس امر پر زور دیا ہے کہ انسان اس پر اس سے بڑھ کر ایک وسیع تناظر میں غور کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ مسئلہ جنس کے ساتھ منسلک نہیں ہے بلکہ اللہ کریم، مرد و زن کے اخلاق، کردار اور بھلائیوں کے لحاظ سے اس کا فیصلہ کریں گے (سورہ آل عمران ۳: ۳۵ تا ۳۶، سورہ مریم ۱۹: ۱۹ تا ۲۰، المومنون ۲۳: ۲۶، الیل ۹۲: ۲) مزید برآں، قرآن نے اس امر پر بھی زور دیا ہے کہ مرد و زن کا تعلق ایک ماں باپ (آدم و حوا) سے ہے (آل عمران ۳: ۱۹۵) اس لئے مرد و زن دونوں ایک دوسرے کے برابر ہیں (التوبہ ۹: ۷۱ تا ۷۲) اور یہ کہ دونوں کو ان کے افعال و اعمال کے لحاظ سے اجر دیا جائے گا جس میں ان کی جنس کے بناء پر کوئی فرق نہیں کیا جائے گا (النساء ۴: ۱۲۴)۔ قرآن نے ان لوگوں کی سخت

مذمت کی ہے جولڑکیوں کی پیدائش پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔اس طرح نہ صرف عورتوں کو وراثت میں حصہ دیا گیا ہے بلکہ قرآن کریم میں فرعون کی بیوی کی تعریف بھی کی گئی ہے۔

۸.۲-ضبط ولادت:

زمانۂ قدیم سے ہی انسان اپنے بچوں کو چار مختلف وجوہات کی بناء پر قتل کرتا رہا ہے جس کی قرآن کریم نے بہت سخت الفاظ میں مذمت کی ہے (البقرہ۲:۴۹، الانعام ۶:۱۳۷) ان وجوہات میں فرعون کا بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شامل ہے جس کا مقصد بنی اسرائیل کی نسل کو ختم کرنا تھا۔اسی طرح عرب اپنی لڑکیوں کو اس لئے قتل کر دیتے/ مار دیتے تھے کہ وہ کسی شخص کو اپنا داماد بنانے میں اپنی تحقیر محسوس کرتے تھے یا اس امر کے تحت کہ لڑکیاں جنگ میں ہارنے کے نتیجے میں دشمن کے ہاتھ لگ جائیں گی۔مزید برآں، وہ اپنے بچوں کو رزق کی کمی کے خدشے کی بناء پر بھی قتل کر دیتے تھے۔اس کے علاوہ اپنی اولاد کو بتوں پر نذر ونیاز کے طور پر بھی قتل کر دیا کرتے تھے تا کہ ان سے برکت حاصل کی جاسکے۔موجودہ زمانے میں برتھ کنٹرول پر اس لئے عمل کیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے جنسی انارکی اور زنا کے وقوع کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ایک مسلم دانشور ڈاکٹر کے بقول ''مغربی ممالک میں جنسی بیماریوں بالخصوص ایڈز کی وجہ سے مانع حمل اشیاء (کنڈوم) کا استعمال بڑھ گیا۔نیز ان ممالک میں حرامی بچوں کی پیدائش اور بن بیاہی ماؤں کی شرح میں اضافہ کا سب سے اہم سبب مانع حمل گولیاں اور کنڈوم کا استعمال ہے'' (حسن ہفوات ۲۰۰۰)۔قرآن کریم کے نقطۂ نظر سے یہ کوئی جائز طریقہ نہیں۔اس لئے سورہ بنی اسرائیل (۱۷:۳۱) میں بچوں کے قتل کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

قرآن نے عربوں کی جاہلیت کے زمانے میں لڑکیوں کے قتل کی سخت مذمت کی۔اس کا اندازہ اس اندازِ بیان سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے جس میں غصے کے اظہار کے طور

SULEMANI.COM.PK

پر ان والدین کو بروز قیامت اللہ تعالیٰ مخاطب کرنا بھی مناسب خیال نہیں فرمائے گا بلکہ اس کے برعکس، اپنی رحمت وشفقت کے تحت لڑکیوں کی دلجوئی کے لئے، ان سے پوچھا جائے گا کہ انہیں کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا تھا؟......قرآن کریم کے الفاظ میں اس غصے اور ناراضگی کے اظہار کو بآسانی محسوس کیا جاسکتا ہے۔(التکویر ۸۱: ۸تا۹)

﴿ وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ○ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ○ ﴾

''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟''

۸.۳- زنا:

اسلامی تعلیمات کی رو سے خاندان، کسی معاشرے کی ایک ایسی اکائی ہے جو نکاح/ شادی کے نتیجے میں معرض وجود میں آتا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام نکاح/ شادی کا موید ہے اور یہ کہ نکاح کے نتیجے میں انسانوں کی جنسی تسکین کو ایک معتدل اور فطری جذبہ گردانتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ زوجین کو اس دائرے میں رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ جنسی تسکین حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے (حتیٰ کہ چار عورتوں سے نکاح کرنے کی بھی) تاہم اس کے برعکس نکاح کے ادارے کے باہر کسی غیر عورت سے کسی قسم کے جنسی تعلق کو زنا گردانتا ہے (چاہے وہ بالرضا ہو یا بالجبر) اور اس کی سختی کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ اسلام کی نظر میں یہ ایک حرام فعل ہے جس پر سزا دی جاتی ہے۔ زنا، دراصل نسل انسانی کو قطع کرنے والا عمل ہے جس سے انسانی شرف و وقار پر نہ صرف ضربِ کاری پڑتی ہے بلکہ اس کی وجہ سے خاندانی نظام بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے سورہ بنی اسرائیل (۱۷: ۳۲) میں فرمایا:

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِيْلًا ○ ﴾

''زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، وہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔''

SULEMANI.COM.PK

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں زنا کی اس حد تک سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے کہ اس کے نزدیک تک جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ زنا کے قریب جانے سے مراد ایسے تمام امور ہیں جو اس عمل کی تکمیل کے لئے مدد ومعاون ہو سکتے ہیں جس میں غیر محرم عورت و مرد کا میل جول، عورتوں کو دیکھنا، فحاشی اور عریانی کے دیگر مناظر کا دیکھنا، ناچ گانا، شراب نوشی وغیرہ جیسے امور سرفہرست ہیں۔

اس جگہ اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اگرچہ ادیانِ سابقہ (یہودیت/عیسائیت) میں بھی زنا کے مرتکب افراد کو مختلف سزاؤں کے احکامات موجود تھے لیکن موجودہ زمانے میں ان میں تحریف کر دی گئی ہے اور اب زنا صرف اس صورت میں قابل سزا ہے جبکہ وہ بالجبر ہو۔ رہا اس قسم کا فعل جو فریقین کی باہمی رضامندی سے کیا گیا ہو، وہ موجودہ زمانے کے ''روشن خیال اور مہذب'' لوگوں کی نظر میں کسی مواخذے کے قابل نہیں سمجھا جاتا اور شاید یہی وجہ ہے جس کی بناء پر دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں زنا ایک عام وبا کی حیثیت اختیار کر گیا ہے!

۸.۴-عریانیت:

عریانیت کا اطلاق پوشیدہ جسمانی اعضاء کا برسرعام اظہار اور نمائش ہے جو قدیم ترین زمانے سے پوشیدہ رکھے جاتے تھے۔ قرآن کریم نے سب سے پہلے آدم وحوا کی اس حالت کا ذکر کیا ہے جب انہوں نے شیطان کے ورغلانے میں آکر اس درخت کے پھل کھانے کا ارتکاب کیا تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا تھا۔ اس طریق پر وہ احکامِ ربانی کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے جس کا ذکر سورہ طٰہٰ (۱۲۱:۲۰) کے علاوہ متعدد سورتوں میں آیا ہے۔ تاہم بعد ازاں، انہوں نے اپنے ستر کو درختوں کے پتوں سے ڈھانپ لیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر ڈھانپنا انسانی فطرت ہے جبکہ ان کو اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔

SULEMANI.COM.PK

قرآن حکیم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے پوشیدہ اعضاء کو کپڑوں سے ڈھانپا جائے (سورہ الاعراف ۷:۲۶، ۳۳) حتیٰ کہ سورہ الانعام (۶:۱۵۱) اور الاعراف (۷:۳۱) میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ بری باتوں کے قریب بھی نہ جایا جائے۔ سورہ یوسف (۱۲:۲۳ تا ۳۲) میں قرآن کریم نے مصر کے حکمران طبقے کی خواتین کی جنسی بے راہ روی کی تصریح کرتے ہوئے اس امر کو واضح کیا ہے کہ ان عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ورغلانے/ پھسلانے کے لئے کیا کیا جتن کئے تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی تمام تر کوششوں کے باوجود بچالیا۔

لفظ فحش نگاری (Pornography) کا اطلاق بالعموم ان تمام اعمال/کوششوں پر ہوتا ہے جس کا مقصد لوگوں کے جنسی جذبات کو مشتعل کرنا ہو۔ قرآن نے ایسے تمام لوگوں کو سزا دینے کا حکم دیا ہے جو عوام الناس میں فحاشی پھیلانے کے مرتکب ہوں (سورہ النور ۲۴:۱۹ تا ۲۰) اسی طرح لوگوں میں قصے کہانیاں پھیلا کر انہیں اللہ کے دین سے دور کرنے کا بھی قرآن نے نہایت سختی کے ساتھ مذمت کی ہے (لقمان ۳۱:۵)

۸.۵- جنسی انحرافات (Sexual Perversions):

دو انسانوں (مرد و زن یا علیحدہ علیحدہ دونوں اصناف کے افراد) کے درمیان تمام وہ جنسی اعمال و افعال جنسی انحراف کے زمرے میں آتے ہیں جن کے بغیر کوئی شخص تسکین حاصل نہیں کر پاتا۔ تاہم زوجین کے درمیان مباشرت کے علاوہ تمام دیگر جنسی افعال بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اگر چہ موجودہ زمانے میں جنسی انحراف کی تعریف میں سائنس دانوں کے درمیان اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ تاہم ان تمام تر سائنس اور فنی اصطلاحات کے علی الرغم قرآن نے اس قسم کے تمام انحرافات کے بارے میں بہت ہی جامع حکم سورہ المومنون (۲۳:۵ تا ۷) میں دیا ہے

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

مَلَکَتۡ اَیۡمَانُھُمۡ فَاِنَّھُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ○ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُوۡلٰٓئِکَ ھُمُ الۡعٰدُوۡنَ○ ﴾

''اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر محفوظ رکھنے میں وہ قابل ملامت نہیں البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔''

اسلام اس امر کا مخالف ہے کہ کوئی شخص (عورت یا مرد) کسی دوسرے شخص کی خوبصورتی کو دیکھ کر اس سے محظوظ ہو جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اشارہ کیا گیا۔ اسی طرح کسی گانے والی کی آواز سے لطف اندوز ہونا بھی ممنوع ہے۔ مزید کسی عورت/ مرد سے لوچدار الفاظ/ انداز میں بات چیت کرنا (Chatting) کرنا بھی اس ضمن میں آتا ہے۔

مزید برآں، اسلام میں اس امر کی بھی اجازت نہیں کہ عورتیں اپنے زیورات، کپڑوں کی کسی غیر محرم کے سامنے نمائش کریں الا یہ کہ وہ افراد خانہ (محرم ہوں) (سورہ الاحزاب ۳۳:۳۳)۔ یاد رہے کہ دیگر قدیم مذاہب سماوی میں بھی اس امر کا حکم دیا گیا تھا کہ عورتیں اپنے سر کے بال ڈھانپ کر رکھیں اور اپنے پوشیدہ اعضا نیز چھاتیوں کو بھی ڈھانپ کر رکھیں...... شاید اسی کی تکمیل میں آج تک عیسائیت میں ننیں (Nuns) اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھتی ہیں۔

درج بالا امور کے علاوہ اسلامی لٹریچر میں متعدد دیگر جنسی انحرافات کا بھی تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ان تمام افعال میں جانوروں کے ساتھ جنسی فعل کا ارتکاب (Zoophilia)، عورتوں کا مردوں کا لباس اور مردوں کا عورتوں کے لباس کے مشابہ کپڑے پہننا بھی ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ مسلمان مردوں کے لئے ریشمی کپڑے اور سونے کے زیورات از قسم انگوٹھی کا پہننا بھی حرام ہے۔ اب ہم ذیل میں چند اہم ترین جنسی انحرافات کا کسی قدر تفصیل سے جائزہ لیں گے۔

SULEMANI.COM.PK

۸.۶- ہم جنس پرستی (Homosexuality):

قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں اس قبیح فعل کی سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے (گوشوارہ نمبرا)۔اس فعل کی قباحت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمل قوم لوط کی ممانعت نہایت سختی کے ساتھ کی ہے۔ان آیات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے ہزاروں سال قبل حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ قبیح فعل پایا جاتا تھا۔ یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اس تمام تر مخالفت کے باوجود وہ لوگ نہ صرف اس برے عمل سے باز نہیں آئے بلکہ انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو اپنی قوم/شہر سے نکالنے کی دھمکیاں بھی دیں۔

یادرہے کہ موجودہ زمانے کو یہ ''اعزاز'' بھی حاصل ہے کہ دنیا کی متمدن ترین قومیں نہ صرف اس عمل کو جائز قرار دیتی ہیں بلکہ اسے جنسی تسکین کا ایک نارمل ذریعہ کے طور پر بھی متعارف کرانے کے لئے متعدد غیر سرکاری تنظیمیں بلکہ اقوام متحدہ کا ادارہ بھی اس کی ترویج واشاعت کے لئے سرتوڑ کوششیں کر رہا ہے۔

مردوں میں ہم جنس پرستی کی طرح، عورتوں میں بھی یہ فعل پایا جاتا ہے جسے ایک علیحدہ اصطلاح Lesbianism سے پکارا جاتا ہے۔اس فعل کا اطلاق دو یا زائد عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ جنسی لذت کے حصول کے لئے مختلف افعال کا سرانجام دینا ہے جس میں بوس وکنار کرنا، پستانوں کو چھونا اور چوسنا، پوشیدہ جنسی اعضاء کو ایک دوسرے کے ساتھ مس کرنا، چوسنا وغیرہ شامل ہیں۔

اگرچہ قرآن میں عورتوں کے اس فعل کے لئے کوئی علیحدہ سے اصطلاح یا حوالہ نہیں پایا جاتا تاہم سورہ المومنون (۲۳:۱تا۶) کے وسیع الفاظ ایسے تمام افعال پر حاوی ہیں۔ تاہم حدیث میں اس کے لئے ''سحاق'' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جس کے معنی دو عورتوں کے درمیان جنسی افعال کا بجالانا ہے اور جس پر زنا کا اطلاق ہوتا ہے۔اس

مفہوم کے پیش نظر، مسلمان فقہاء نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کے لئے زانی / زانیہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں جس کے لئے دونوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ (ابن قدامہ ۶۴۰ ہجری)

۸.۷- شراب نوشی:

زمانۂ حال کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ شراب اور دیگر منشیات، ان تمام افراد اور اقوام کے لئے ایک لعنت سے کم نہیں جو انہیں استعمال کرتے ہیں۔ اس قسم کی نشہ آور اشیاء سے متعدد مفاسد، ان مغربی مما لک نیز دیگر مما لک میں بھی عام ہو گئے ہیں جن میں سرفہرست نا جائز حمل کا وقوع، جنسی امراض، ایک دوسرے سے شناسا افراد کے درمیان زنا بالجبر، حادثات، تشدد اور دیگر امراض مثلاً امراض قلب وغیرہ شامل ہیں۔

ظہور اسلام سے قبل شراب نوشی، عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ تاہم اسلام نے اس کی ممانعت کے لئے متعدد اقدامات کئے جس کا ذکر سورہ البقرہ (۲:۲۱۹، سورہ النساء ۴:۴۳، اور سورہ المائدہ ۵:۹۰ تا ۹۱) میں ہے۔ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جب امتناع شراب کا آخری حکم سورہ المائدہ میں آیا تو وہ لوگ جو شراب پی رہے تھے، جس وقت ان کے کانوں میں اس کی حرمت کی آواز پڑی، انہوں نے اسی وقت شراب کو اپنے ہونٹوں سے جدا کر دیا۔ نیز جن کے گھروں میں شراب موجود تھی، انہوں نے اس کے مٹکے توڑ کر شراب گلیوں میں بہا دی جس سے مدینے کی گلیاں کیچڑ سے بھر گئیں۔

۸.۸- عورتوں کی بہبود کے اقدامات:

گذشتہ صفحات میں ہم نے فرعون کا بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دینا نیز اہل عرب کا اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دینے کا ذکر کیا ہے۔ تاہم موجودہ زمانہ میں بھی اس قسم کے جرائم بہت بڑے پیمانے پر ہوتے ہیں۔ فی زمانہ ان جرائم میں سرفہرست وہ بدنی، نفسیاتی اور جنسی تشدد کے مختلف افعال شامل ہیں جو دنیا کے مختلف

SULEMANI.COM.PK

مما لک میں بڑے پیمانے پر وقوع پذیر ہوتے ہیں اور حالیہ دور میں ہندوستان اور چین میں لڑکیوں کی پیدائش کو روکنے کے لئے دوران حمل، اسقاط کرا دینے کا عمل بہت تیزی کے ساتھ روبہ عمل ہے جبکہ اس تمام تر صورت حال کے برعکس، اسلام اس قسم کے کسی تشدد، جبر، ظلم اور زیادتی کا نہ صرف قائل ہی نہیں بلکہ اس نے تو جانوروں کو بھی ایذا دینے کے مختلف طریقوں کی نہایت سختی کے ساتھ مخالفت کی ہے۔قرآن وحدیث میں شادی شدہ افراد کے درمیان باہمی رواداری، محبت اور اشتراک عمل کو نہایت مستحسن عمل قرار دیا گیا ہے۔ایک حدیث میں نبئ رحمت ﷺ نے اس شخص کے لئے بہترین اجر کی خوش خبری دی جس کی بیٹی کو شادی کے بعد طلاق ہو جائے اور وہ اپنے والدین کے پاس واپس آ جائے اس عالم میں کہ اس کا کوئی ذریعۂ معاش نہ ہو اور وہ اس کو اپنے پاس رکھیں (ابن ماجہ) اسلام نے مسلمان معاشرے/ اسلامی حکومت کو اس امر کا پابند ٹھہرایا ہے کہ وہ بیوہ/ یتیم اور اس طرح کے دیگر ضرورت مند لوگوں کی خبر گیری اور پرورش کریں اور ان تمام لوگوں کی مذمت کی ہے جو یہ خدمت سرانجام نہ دیں (سورہ الماعون ۱۰۷:۲ تا ۳)

۸.۹-والدین اور بچوں کے تعلقات:

مغربی مما لک کے موجودہ نظام کے تحت، خاندان میں ماں باپ اور بچوں کے درمیان حقوق وفرائض کا قدیم ترین تصور بری طرح سے متاثر ہوا ہے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے ہاں بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کے درمیان ناجائز جنسی تعلقات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو باقاعدہ شادی شدہ نہیں ہوتے یا جو معاشرے میں آزادانہ جنسی اعمال کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں۔اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ بڑی عمر کو پہنچنے پر اس قسم کے ماں باپ کو ان کے اس طرح کے بچے، حفاظتی مراکز (Old Persons Care Homes) میں چھوڑ دیتے ہیں جہاں وہ اپنی زندگی کے آخری ایام نہایت کسمپرسی کے عالم میں بچوں/ پوتوں/ نواسوں وغیرہ کی شکل دیکھنے

کے لئے ترستے ہوئے مرجاتے ہیں۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ بوڑھے ماں/ باپ کمرے میں اکیلے مرجاتے ہیں اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

میکملن ہیلتھ انسائیکلو پیڈیا (Anon, 1993) کے مطابق امریکہ میں ہر سال دس لاکھ (ایک ملین) نوعمر لڑکیوں کو حمل ٹھہرتا ہے جو اکثر و بیشتر اچانک (Unplanned) ہوتے ہیں۔ اس تمام تر صورت حال کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسی لڑکیوں کو اپنی تعلیم منقطع کرنی پڑتی ہے اور یوں کم تعلیم یافتہ ہونے کی بناء پر انہیں ایسی اچھی نوکری نہیں ملتی جو ان کی ذاتی زندگی اور بچوں کی کفالت کے لئے کافی ہو۔ اگر بفرض محال باپ ان کی خبر گیری کی ذمہ داری لیتا ہے تو پھر اسے بھی اپنی تعلیم کو خیر باد کہنا پڑتا ہے اور یوں اسے بھی بہتر ذریعہ معاش کم تعلیم کی بناء پر نہیں ملتا۔ ایسے بچوں میں تشدد کے واقعات بھی ایک ایسا دل ہلا دینے والا امر ہے جب بچوں کو کسی بڑے بزرگ یا دوست یا دور پار کے رشتے دار کی نگرانی میں رکھا جاتا ہے تو وہ ماں/ باپ کی نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں اور بچپن ہی سے محرومی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ تمام تر مفاسد، اس دور جدید کا شاخسانہ ہیں کیونکہ اس قسم کے واقعات ڈیڑھ دوصدی قبل نہیں پائے جاتے تھے۔ امریکہ میں بچوں پر تشدد کے واقعات کی نشان دہی کے لئے ہم اپنے قارئین کی توجہ دو چھوٹی پاکٹ سائز کتابوں کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں جس میں چند ایسے واقعات کو بیان کیا گیا ہے جس میں بچوں (بالخصوص لڑکیوں) پر ان کے والدین/ واقف کاروں/سیکس انڈسٹری کے کاروباری لوگوں کی جانب سے جنسی تشدد کیا گیا۔ (Suise Shellenberger, 1996; Mary Rose McGeary (Sister) 1991)

قرآن حکیم نے بچوں اور والدین کے حقوق کے بارے میں سورہ الانعام (۱۵۱:۶) نیز سورہ مریم (۳۲:۱۹) اور سورہ العنکبوت ۸:۲۹) اور دیگر متعدد سورتوں میں بچوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے والدین سے ادب، محبت اور نرمی کے ساتھ پیش آئیں۔ سورہ بنی اسرائیل (۲۳:۱۷) میں بالخصوص والدین کے ان حقوق کی وضاحت

SULEMANI.COM.PK

کی گئی ہے جو بچوں کو ادا کرنے چاہئیں۔

﴿ وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ○ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ○ ﴾

''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو، اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار، ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔''

قرآن کی تعلیمات کے تحت بچے، والدین کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم اور قیمتی تحفہ ہیں۔ وہ زوجین کے درمیان، تعلقات کو مستحکم رکھنے کا ذریعہ ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی محبت اور وفاداری کے ساتھ رہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک باپ کی جانب سے بہترین تعلیم و تربیت ایک ایسی چیز ہے جو وہ اپنے بچوں کو دیتا ہے۔'' (الطبری، مشکوٰۃ)

بچوں کو دو سال تک دودھ پلانا بھی ایک ایسا فرض ہے جو والدین بالخصوص والدہ کو ادا کرنا چاہئے۔ بچوں کو دودھ پلانا صرف ان کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ یہ ایک نیکی اور اسلامی روایت/ قدر (Value) ہے۔ اس بارے میں ہم گذشتہ صفحات میں تفصیل کے ساتھ واضح کر چکے ہیں۔ مزید برآں ماں باپ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بچے کی پیدائش پر اس کا اچھا سا نام تجویز کریں اور لڑکے کی پیدائش پر دو بکریاں/ بھیڑیں اور لڑکی کے لئے ایک بکری/ بھیڑ بطور عقیقہ بھی ذبح کر کے خیرات

کریں۔

۸.۱۰ گناہوں پر عام معافی:

درج بالا سطور میں جن موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے، ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے عرب میں ہر قسم کے جنسی افعال سرانجام دیئے جاتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد اگرچہ وہ اس قسم کے تمام برے اعمال سے بہت حد تک باز آ گئے تھے تاہم وہ زمانۂ جاہلیت کے گناہوں کا وبال اپنے سروں پر پاتے تھے۔ نیز اسلام لانے کے بعد بھی کوئی گناہ سرزد ہونے پر، کیا معافی کا کوئی تصور ایسا تھا جس سے وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے مواخذے سے بچ سکتے؟...... اس زمانے کے مروجہ تصورات کے تحت عام خیال یہ تھا کہ گناہوں کی سزا ہر صورت میں مل کر رہتی ہے چاہئے آئندہ زندگی میں کوئی شخص کتنا ہی پرہیزگار بن جائے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ انسان کے لئے سوائے مایوسی کے اور کوئی راستہ نہیں رہتا اور اس طرح غالب امکان تھا کہ ایک انسان سزا ملنے کی حتمی صورت میں وہ اپنے گناہوں پر جری ہو کر مزید برے کاموں میں ملوث ہوتا چلا جائے...... تاہم اسلام جو انسانوں کے لئے پیغامِ رحمت ہے، نے اس کا بہت اطمینان بخش حل تجویز کیا۔ پہلی بات تو یہ کہ اسلام کا قبول کرنا ہی انسان کے گذشتہ تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ تاہم بعد از قبول اسلام، گناہ کی ضرورت میں توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے کہ ایک انسان نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرے۔ قرآن کریم میں سورہ الفرقان (۲۵:۷۰) میں ایک عمومی معافی (General Amnesty) کا اعلان کیا گیا ان تمام لوگوں کے لئے جو گناہوں سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلب گار رہوں۔ سورہ الزمر (۳۹:۵۳) میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ خوش خبری عنایت فرمائی۔

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ ﴾

SULEMANI.COM.PK

''(اے نبی ﷺ!) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور ورحیم ہے۔''

اس جگہ اس امر کی صراحت بھی نہایت ضروری ہے کہ ایک ایسا معاشرہ جہاں عورت اور مرد کے درمیان آزادانہ میل جول نہ ہو، تمام مسلمان عورتیں اور مرد ساتر لباس میں ملبوس ہوں اور جہاں ایک دوسرے کو جنسی بے راہ روی سے بچنے کے لئے نگاہوں پر پابندی ہو (غض بصر) اور جس معاشرے میں نکاح کے ذریعے جنسی تسکین کی فراہمی آسان ہو اور جہاں اس طریق پر زنا کے امکان کو کم سے کم تر کر دیا گیا ہو اور بحیثیت مجموعی جس معاشرے میں شرم وحیا، نیکی، پاکیزگی اور عصمت وعفت کا خیال رکھا جاتا ہو، ایسے معاشرے میں کسی شخص کا جنسی افعال یا انحراف میں مبتلا ہونا بہت حد تک مشکل ہو جاتا ہے اگر ناممکن نہیں۔ تاہم اگر پھر بھی کوئی فرد اس قسم کا رہ جاتا ہے جو اپنی جنسی تسکین کے لئے غیر اسلامی حرکات میں مبتلا ہوتا ہے تو وہاں بہت سے افرادِ معاشرہ اور ادارے اس کی اصلاح کرنے کے لئے ہر دم کوشاں رہتے ہیں۔ تاہم اس تمام تر کے باوجود اگر کوئی شخص پھر بھی گناہ کے کام میں سرِعام مبتلا ہوتا ہے تو پھر قانون کی تادیبی کاروائی ایسے شخص کو سزا دینے کے لئے تیار رہتی ہے جس میں کسی قسم کی کوئی رعایت یا استثنا کسی شخص یا ادارے کو حاصل نہیں ہوتا۔

❀❀❀

باب نہم:

مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت

بچوں کی جنسی تعلیم وتربیت:

جیسا کہ ہم نے اس کتاب کے آغاز میں واضح کیا کہ تمام مسلمان معاشروں میں جنسی تعلیم کا موضوع ایسا ہے جس پر گفتگو کو بہت حد تک معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اس موضوع پر بچوں اور بڑوں کے درمیان گفتگو نہ کرنے کی اہم ترین وجہ وہ ثقافتی روایات ہیں جو ہمیں ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ملی ہیں نہ کہ ان کا تعلق اسلامی تعلیمات سے ہے کیونکہ جیسا کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں درج قرآنی آیات سے واضح کیا ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس موضوع پر بہت تفصیل کے ساتھ راہ نمائی دی ہے اور کوئی پہلو جس کا تعلق انفرادی یا اجتماعی زندگی سے ہے، تشنہ نہیں چھوڑا۔ چونکہ ان تمام موضوعات کا تعلق ایک مسلمان مرد یا عورت کی جنسی زندگی جیسے اہم معاملے سے ہے اس لئے یہ تمام موضوعات، دراصل اسلام کی جنسی تعلیمات کے دائرے میں آتے ہیں جو ایک مسلمان کو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بتدریج بآسانی سمجھ آ سکتے ہیں جب وہ جنسی طور پر بلوغت کی حدوں کو چھونے لگتا ہے اور ان تعلیمات کا فہم قرآن کریم کے ترجمہ یا تفسیر کے پڑھنے کی وجہ سے اسے حاصل ہو جاتا ہے۔

بچوں کو جنسی تعلیم دینے کا آغاز، عہد طفولیت سے ہی کرنا چاہئے تا کہ وہ تندرست حالت میں جوان ہوں اور بالغ ہونے پر شادی کی صورت میں صالح زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں۔ آج سے قریباً ایک صدی قبل یہ طریق کار تھا کہ بچوں کو ناظرہ قرآن

کی تعلیم گھر یا قریبی مسجد پر ہی دی جاتی تھی۔اس طرح بچوں کو عمر کے ساتھ ساتھ ان موضوعات سے کسی حد تک واقفیت ہو جاتی تھی کہ قرآن پاک کو پڑھنے سے پہلے انہیں وضو کرنا چاہئے۔اسی طرح پیشاب وغیرہ کرنے کے بعد صفائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طریق پر بچوں کی صحت وصفائی کے ساتھ پاکی/طہارت حاصل کرنے کی تربیت بھی ہو جاتی تھی۔

اس ضمن میں سکول اساتذہ کا صباحی خطاب اور مسجد کے امام حضرات کا خطبۂ جمعہ بھی بہت حد تک ممد ومعاون ثابت ہوتا تھا جب وہ اس قسم کے مسائل کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے۔تاہم بہت سے مسلم ممالک میں اب ناظرہ قرآن پڑھنے کا طریقہ بہت حد تک متروک ہو گیا ہے۔لوگ یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ بچپن میں طوطے کی طرح بغیر سمجھے قرآن کا پڑھنا کسی صورت میں مفید نہیں۔تاہم اس امر کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے کہ صدیوں پرانا ناظرہ قرآن بھی فائدے سے خالی نہیں اگرچہ پڑھنے والے کو ابتدا میں قرآن کا مطلب ومعنی سمجھ میں نہ بھی آتا ہو۔تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ بلوغت کے ساتھ ساتھ، بچے کی زندگی میں لازماً ایک ایسا وقت آجاتا ہے جب وہ قرآن کو کسی ترجمے یا تفسیر کی مدد سے پڑھنے کی جانب راغب ہو جاتا ہے لیکن اگر اسے قرآن پڑھنا ہی نہیں آتا تو پھر قرآن کو ترجمے/تفسیر کی مدد سے پڑھنے میں اس کے سامنے سب سے بڑا حجاب عربی کی آیات بن جاتی ہیں اور بڑی عمر میں پہنچ کر ناظرہ پڑھنے میں کسی استاد کے سامنے بیٹھنے میں انہیں شرم مانع ہوتی ہے۔اس لئے بچپن میں قرآن پڑھنے سے ایک بچے کو اس کے معنی سمجھنے کے لئے ایک ایسی وسیع بنیاد فراہم ہو جاتی ہے جو بڑا ہو کر قرآن سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔

اس ضمن میں موجودہ زمانے کے والدین کے لئے یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ بچپن میں جس طرح وہ اپنے بچوں کو مانٹیسوری/پری پ سکول میں انگریزی تعلیم حاصل کراتے ہیں، اسی طرح مسلمان اہل علم اور ماہرین عربی نے ''بغدادی قاعدہ/نورانی قاعدہ'' کے

SULEMANI.COM.PK

نام سے اس طریق پر ابتدائی اسباق ترتیب دیئے ہیں کہ ۴/ ۵ سال عمر کا بچہ بھی حروف اور اعراب کی پہچان کر کے بہت آسانی کے ساتھ عربی الفاظ سے مانوس ہو جاتا ہے جو بالعموم آیات قرآنی سے ہی ماخوذ ہوتے ہیں۔ اس طریق پر ناظرہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کا کام بہت آسانی کے ساتھ سرانجام دیا جا سکتا ہے جس کے بارے میں عام لوگوں کو معلومات نہ ہونے کی بناء پر بھی اکثر دقت محسوس ہوتی ہے۔

مسلمان معاشروں میں جب ایک بچہ سیکنڈری سکول میں پہنچتا ہے تو یہ ضروری ہے کہ انہیں ترجمے کے ذریعے سے کسی حد تک قرآنی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے سکولوں میں اس غرض کے لئے قابل اساتذہ کی تقرری بہت ضروری ہے جنہوں نے جنسی موضوعات کے سائنسی/ فنی پہلوؤں پر اپنی ٹریننگ کے دوران تعلیم حاصل کی ہو جس طرح انگریزی ریاضی اور سائنس کے دیگر مضامین میں ماہرین مضامین (Subject Specialist) ہوتے ہیں۔ ایسے اساتذہ کے لئے یہ امر ممکن ہوگا کہ وہ ان موضوعات کے بارے میں طلباء کو بآسانی وہ امور ذہن نشین کرا دیں جو ان کی عمر، جسمانی و ذہنی بلوغت کے مطابق ہوں۔

گھروں میں بچوں کو لڑکے اور لڑکی کے درمیان فرق کی وضاحت بالعموم خود ہی ہو جاتی ہے۔ اور ۸ سال کی عمر تک وہ از خود اس ضمن میں شرم وحیا کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ تاہم اس قسم کی معلومات لڑکیوں کو ان کی والدہ اور لڑکوں کو والد کی جانب سے دی جانی چاہئے۔ (Shahid Athar, 1995) آج سے قریباً ۵۰ سال قبل سکولوں میں نویں، دسویں کلاسز میں ایک اختیاری مضمون ''ہائی جین فزیالوجی'' پڑھایا جاتا تھا جس سے طلباء کو حفظانِ صحت کے اصولوں کے علاوہ جسمانی ساخت نیز جسم کے مختلف اعضاء، ان کے افعال (از قسم نظام انہضام، نظام تولید و تناسل وغیرہ) کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہو جاتی تھیں۔ اس عمر میں لڑکے اور لڑکیوں کو بلوغت اور اس کی وجہ سے ان کی جسمانی ساخت نیز ذہنی، جذباتی، نفسیاتی تبدیلیوں کے بارے میں آگاہ کرنا بہت

ضروری ہے۔ سکولوں میں مرد اساتذہ اورلڑکیوں کو خواتین اساتذہ کو چاہئے کہ انہیں بالترتیب احتلام اور حیض کے بارے میں آ گاہ کریں نیز ان امور سے متعلقہ اسلامی تعلیمات از قسم وضو، غسل اور شرم و حیا کے بارے میں آ گاہ کرنا ضروری ہے۔ تاہم گھروں میں پڑھی لکھی مائیں گھریلو تربیت کے دوران اپنی بیٹیوں کو ان امور کی تعلیم دے سکتی ہیں۔

مغربی ممالک میں بچوں کی جنسی تعلیم کے لئے متعدد کتب لکھی گئی ہیں جن کی مدد سے مسلم ممالک کے بچوں کے لئے ان کی جسمانی و ذہنی نشو ونما کے لحاظ سے اس قسم کا تعلیمی مواد تیار کیا جا سکتا ہے تاہم اس امر کی احتیاط بہت ضروری ہے کہ یہ کام اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے سرانجام دیا جائے تا کہ ان معلومات کی روشنی میں بچوں کے اخلاق و کردار پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ ان موضوعات پر تمام تر تعلیم، اسلامی تعلیمات اور اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے دینی چاہئے مثلاً احتلام اور حیض کے ضمن میں پاکیزگی اور طہارت کے حصول کے لئے وضو، غسل کی اہمیت، طریقہ اور اس ضمن میں دیگر معلومات دینے سے انہیں ان امور پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ بچے پیدائشی طور پر صحیح اور غلط کی تمیز لے کر پیدا نہیں ہوتے بلکہ انفرادی اور سماجی اخلاقیات کے بارے میں انہیں تعلیم و تربیت دی جانی چاہئے۔ انہیں اس امر کی ہدایت اور راہ نمائی کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ برائی اور بھلائی میں تمیز کر سکیں اور یہ والدین کی ذمہ داری ہے(D. Oyen, 1996)

جیسا کہ سطورِ بالا میں بتایا گیا کہ بچوں کو اخلاقی تربیت میں والدین اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ اوائل عمر سے بچے اپنے والدین کی نقل کرتے ہیں۔ بچوں کو ایک رول ماڈل (Role Model) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ماں باپ دونوں کے تعلقات خوشگوار اور صحت مند طرز عمل پر مبنی ہوں تو بچے بھی اس قسم کے صحت مند اور خوشگوار روایات کو اپنا لیتے ہیں۔ اس کے برعکس، اگر گھریلو طور پر وہ دونوں لڑائی جھگڑوں اور

SULEMANI.COM.PK

تنازعات میں ملوث ہوں تو پھر ایسے ماں باپ کے بچے بھی جھگڑالو اور لڑنے بھڑنے والے بن جاتے ہیں۔

اگر چہ اس امر کی صراحت کر دی گئی ہے کہ بچوں کو تعلیم و تربیت، ان کی جسمانی، دماغی اور ذہنی نشوونما کے مطابق دی جانی چاہیئے اور تعلیمی نصاب کی بھی اس کے مطابق ترتیب و تشکیل کرنی چاہیئے تاہم لڑکے اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ کلاسز میں تعلیم و تربیت کا عمل جاری رہنا چاہیئے۔ گذشتہ ابواب میں ہم نے یہ واضح کیا ہے کہ مغربی مما لک میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ سکولوں کے قیام پر زور دیا جا رہا ہے اور ایسے سکول اب وہاں مقبولیت پکڑتے جا رہے ہیں۔ جس سے مسلم مما لک کے ماہرین تعلیم کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں!

۹.۱- جنسی تعلیم کے مراحل:

تعلیمی نفسیات کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ بچوں کو تعلیم ان کی جسمانی نشوونما (عمر) اور ذہنی بلوغت (عقل) کے مطابق دی جائے۔ اس اصول کا اطلاق جنسی تعلیم پر بھی ہوتا ہے۔ اس کے پیش نظر اہل علم نے ترقی یافتہ مما لک میں جنسی تعلیم کے لئے بچوں کی عمر اور ذہنی نشوونما کے مطابق درج ذیل چار مختلف مراحل تجویز کیے ہیں (Shibaeva, 1979, Paster 2000, Bushnell & Lucas 2001) ان مراحل کا مطالعہ کرتے وقت ہم کوشش کریں گے کہ قرآنی نقطہ نظر سے جو راہ نمائی ملتی ہے اس کی بھی وضاحت کرتے چلے جائیں۔

۹.۱.۱- پیدائش سے تین سال کی عمر:

بچہ جب کسی حد تک شعور پکڑتا ہے تو ان کو نہلانے یا کپڑے بدلنے کے وقت جب ان کے جسمانی اعضاء (بالخصوص جنسی اعضاء) پر ہاتھ لگتا ہے تو انہیں کسی حد تک لذت کا احساس ہوتا ہے۔ اس پر کسی قسم کی پریشانی کا اظہار ضروری نہیں کیونکہ انہیں گدگدی

محسوس ہوتی ہے۔ تاہم جب بچے سکول جانے کے قابل ہو جائیں تو انہیں جسمانی صفائی کرنے اور بول چال کے لئے راہ نمائی کرنی چاہئے۔

۹.۱.۲- تین سے پانچ سال کی عمر:

تین سال کی عمر تک پہنچنے پر ایک بچہ، لڑکے اور لڑکی میں (جنس کی بنیاد پر) تمیز کر سکتا ہیں بالعموم وہ اس قسم کے سوالات کرتے ہیں کہ ''میں کہاں سے آیا تھا؟'' ...... والدین کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اس قسم کے سوالات سے پریشان نہ ہوں اور نہ ہی انہیں ٹالنے کے لئے کوئی غلط جواب دیں کہ ہم تمہیں ایک باغ سے لائے تھے یا تمہیں مارکیٹ (بازار) سے خرید کر لائے تھے۔ اس کے برعکس، اس مرحلے پر انہیں اتنا بتا دینا ہی کافی ہوتا ہے کہ تم میرے پیٹ میں تھے اور ایک ہسپتال میں پیدا ہوئے تھے...... ایسی صورت میں کہ بچے کو کوئی غلط جواب دیا جائے تو پھر ان کا ماں باپ پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اور وہ اپنے ہم عمر دوستوں سے کچھ معلومات حاصل کر لیتے ہیں جو انہی کی طرح صحیح معلومات نہیں رکھتے اور یوں وہ ایک ذہنی خلفشار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۹.۱.۳- پانچ سے سات سال کی عمر:

اس عمر کو پہنچنے تک انہیں اپنی جنس کے بارے میں معلومات حاصل ہو جاتی ہیں اور اگر وہ ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں تو پھر انہیں بچوں پر جنسی تشدد کے بارے میں بھی معلومات ہو جاتی ہیں۔ اس عمر میں انہیں اپنے جسم کے بارے میں بھی زیادہ معلومات حاصل کرنے کا اشتیاق ہوتا ہے تاہم انہیں کسی سے معلومات حاصل کرنے میں شرم و حیا مانع رہتی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ والدین ایسے مواقع پر ان امور کے بارے میں خود بڑھ کر معلومات فراہم کریں جب کبھی ایسے موضوعات پر بات کرنے کا اتفاق ہو جو اکثر و بیشتر گھر میں اخبار/ ریڈیو/ ٹیلی ویژن پر پروگرام دیکھتے ہوئے آ جایا کرتا ہے۔

SULEMANI.COM.PK

۹.۱.۴-سات سے بارہ سال کی عمر:

یہ لڑکپن کی عمر کہلاتی ہے جو درحقیقت بہت حساس اور نازک مرحلہ ہوتا ہے کیونکہ وہ بلوغت کی سرحدوں کے بہت قریب ہوتے ہیں۔اس عمر میں لڑکوں اور لڑکیوں کو ان تمام جسمانی،نفسیاتی، جذباتی اور فزیالوجیکل تبدیلیوں سے آگاہ کردینا چاہئے جو بلوغت کی عمر میں انہیں درپیش آنے والے ہیں۔لڑکیوں کو حیض کے آغاز کے بارے میں معلومات دینی چاہئیں۔اس کے علاوہ جو اثرات ان کے جسمانی نظام پر پڑ سکتے ہیں، ان کے بارے میں معلومات فراہم کرنی چاہئیں نیز حفظانِ صحت،خوراک کے بارے میں بھی آگاہ کرنا چاہئے۔اسی طرح لڑکوں کو احتلام کے بارے میں اس عمر میں معلومات دینے کی ضرورت ہے۔ نیز ان دونوں کو ان امور کے ساتھ ساتھ ان مسائل کے بارے میں آگاہ کرنا چاہئے جن سے وہ طہارت حاصل کرسکیں مثلاً ان طبعی تبدیلیوں کے بعد غسل، وضو کے طریقوں کی وضاحت کرنی چاہئے۔اس کے علاوہ،لڑکوں کو بھی نہایت احتیاط کے ساتھ آگاہ کرنا چاہئے مبادا وہ مشت زنی (انفرادی یا کسی دوست کے ساتھ مل کر) میں مبتلا ہو جائیں۔اسی طرح انہیں ہم جنس پرستی کے خطرات سے بھی آگاہ کردینا چاہئے کیونکہ اس عمر میں وہ جذباتی طور پر ان بدعادات میں مبتلا ہو سکتے ہیں جس کے مابعد بہت سے نفسیاتی،جسمانی برے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

۹.۲-مغربی ممالک میں مسلمان نوجوانوں کے مسائل:❶

مسلم ممالک میں نوجوان نسل کی اخلاقی حالت بہت زیادہ حوصلہ افزا نہیں۔بدقسمتی سے انہیں خاندانی نظام اور ان حقوق وفرائض کی تعلیم نہیں دی جاتی جو ایک انسان کو

---

❶ تفصیلات کے لئے دیکھئے Khan, M.A, Sex Education: Addressing The Contemporary Issues and Chanllenges in Muslim Countries (2012) (Under Publication) Islamic Academy, Cambridge, U.K.

SULEMANI.COM.PK

کامیاب زندگی گذارنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ہم نے منبر ومحراب کی ناکافی کوششوں کا ذکر گذشتہ ابواب میں کر دیا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ والدین اور بچے کو جنسی زندگی کے بارے میں بہت زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوتیں۔ حکمران طبقے اور تعلیمی امور کے ذمہ داران کو بچوں کو اس بارے میں مثبت تعلیم دینے کا احساس تک نہیں جس کی وجہ سے نوجوان نسل اپنی زندگی کے اس اہم ترین پہلو سے نہ صرف آگاہ نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے جسم اور جان کو غلط طریقوں (مشت زنی، ہم جنس پرستی وغیرہ) کے ذریعے نقصان پہنچانے کا سبب بھی بنتے ہیں۔ انہیں شادی کے بعد کی زندگی میں ان بنیادی امور کا بھی علم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ایک انسان اپنی زندگی میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی زوجین میں اختلافات سر اٹھانے لگتے ہیں جس کی وجہ سے بتدریج ان کی زندگی تلخ ہونے لگتی ہے بالخصوص ان گھرانوں میں جہاں ماں باپ اور شادی شدہ بچے اکٹھے رہتے ہیں یعنی (Joint Family System) ایسے حالات میں وہاں دو متحارب فریق بن جاتے ہیں جس میں بیوی ایک جانب ہوتی ہے جبکہ دیگر افراد خانہ (والدین، بھائی بہن) دوسرا فریق بن جاتا ہے اور ان حالات میں خاوند چکی کے دو پاٹوں میں پستا چلا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں بالعموم والدہ (ساس) کا کردار، نئی نویلی دلہن کے سخت ترین مخالفوں میں ہو جاتا ہے جبکہ دلہن جسے دنیاوی حالات کی سنگینی کا علم بھی نہیں ہوتا ❶ اور جن میں سے بیشتر کا تعلق غریب اور متوسط گھرانوں سے ہوتا ہے اور جو اپنے ساتھ جہیز کا وہ سامان بھی نہیں لائی تھیں جس کی سسرال

❶ اس ضمن میں ایک حالیہ کالم عائشہ رباب (۲۰۱۲)............ بہت اہم ہے نیز دیگر بے شمار ناول اور افسانے جو مسلم گھرانوں میں ماں/ساس کے کردار کی نشان دہی کرتے ہیں حالات کا ایک ایسا گھناؤنا منظر پیش کرتے ہیں جو کسی بھی مسلمان تو کیا معقول عورت کے بھی شایانِ شان نہیں ہوتا جس پر خواتین کو توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے جس کا اکثر و بیشتر شکار نئی نویلی دلہن ہی ہوتی ہے جبکہ سسرال کا کوئی فرد شاید ہی اس کا نشانہ بنا ہو! ایک نوجوان عورت پر ایک بڑی عمر کی عورت کی جانب سے ظلم روا رکھنے کی اس سے بری مثال نہیں مل سکتی!

SULEMANI.COM.PK

والوں کو توقع ہوتی ہے یعنی کار، کوٹھی اور زیورات، وہ اس ''جنگ'' میں بری طرح سے متاثر ہوتی ہیں۔ انہیں مستقلاً اس امر کا احساس دلایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں جو پسماندہ اور غریب تھا اور سسرالی خاندان کے شایانِ شان نہ تھا۔

معاشرے میں روز افزوں بڑھتے ہوئے تشدد، مار پیٹ، مٹی کے تیل سے چولہے سے جل جانے کے واقعات جو جلد یا بدیر طلاق پر منتج ہوتے ہیں، مسلم معاشرے میں پائے جانے والے اس معاشرتی ناسور کے غماز ہیں اور مسلم ممالک نیز مغربی ممالک میں بھی متعدد مسلمان گھرانے اس گھناؤنے غیر اسلامی واقعات کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

درج بالا واقعات، مسلم معاشرے کی ایک بہت ہی ادنیٰ سی تصویر ہے۔ جبکہ وہ مسلم نوجوان جو مغربی ممالک میں رہائش پذیر ہیں۔ وہ ان ممالک کی تہذیب وتمدن سے متاثر ہیں بلکہ اس میں ڈوبے ہوئے ہیں (Amatual Islam 1998)۔ وہ جب سکولوں سے کالج اور یونیورسٹی میں جاتے ہیں تو اپنے آپ کو والدین اور دیگر خاندانی نگرانی سے آزاد پاتے ہیں۔ ان میں باغیانہ سوچ اور رویہ پیدا ہوجاتا ہے اور بعض اوقات ان میں سے اکثر والدین کی نصیحت کو نظر انداز کرتے ہوئے گھروں سے باہر نکل جاتے ہیں۔ ایک مسلمان دانشور خاتون کے بقول ''وہ متضاد اعمال وافعال کا ارتکاب کرتے ہیں مثلاً وہ نماز نہیں پڑھتے تاہم لڑکیوں کے ساتھ معاشقہ (Dating) لڑاتے ہیں۔ وہ مخلوط پارٹیوں میں شراب نوشی کرتے ہیں'' (Huma Ahmad 1992)۔ یہ صورت حال، مغربی ممالک میں رہنے والے بیشتر خاندانوں میں دیکھی جاسکتی ہے اگرچہ مسلم ممالک کے امرا اور نو دولتیے بچے بھی اسی قسم کی عادات اور اشغال میں ملوث ہوتے ہیں جیسے کہ مغربی ممالک کے مسلمان بچے!

مغربی ممالک نیز مسلم ممالک میں رہنے والی مسلمان نوجوان نسل کے حالات کا ایک طائرانہ جائزہ، جو درج بالا سطور میں لیا گیا ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کی اکثریت دینی تعلیم سے یکسر لاعلم ہوتی ہے۔ اگرچہ بالعموم ان کا ایک اندھا اعتقاد، مذہب

SULEMANI.COM.PK

پر ہوتا ہے چونکہ وہ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتے ہیں تاہم وہ اپنے دین کی اصل اور بنیادی تعلیمات سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے کسی مستند ذریعے سے کوئی راہ نمائی حاصل نہیں کی ہوتی۔

اس کے علاوہ ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ انہیں اسلامی خاندانی نظام، عزت نفس (Self Esteem)' خود آگاہی (Self Awareness) اور ان انسانی ذمہ داریوں نیز دینی اقدار کے بارے میں بھی کوئی مناسب علم نہیں ہوتا اگرچہ مغربی سکول/ کالجوں میں جنسی تعلیم انہیں دی جاتی ہے لیکن ایسی تعلیم لادینی نظریات کے تحت دی جاتی ہے جس سے وہ آزادانہ جنسی تعلقات کے قائل ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس امر کی جانب اشارہ کیا جا چکا ہے کہ اسلام میں جنسی تعلیم کا تصور صرف جنسی معلومات کا زبانی حد تک معلوم ہونے سے نہیں بلکہ اس میں جنسیت کے ساتھ ساتھ وہ تمام ہدایات اور راہ نمائی بھی شامل ہوتی ہے جس کا تعلق انسانی اقدار، اور بطور مسلمان کے اس کردار سے بھی ہوتا ہے جس کا تعلق ان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی بالیدگی ونشو ونما سے بھی ہوتا ہے۔ پس اس لحاظ سے جنسیت اپنے دامن میں صحت مند جسمانی اور جذباتی وابستگی کا تعلق بھی رکھتی ہے اور یوں ایک بچے کو اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ

- اسے واضح اسلامی اقدار کا علم ہو۔
- اسے جنسیت کے بارے میں صحیح اور مستند معلومات حاصل ہوں اور
- اس میں ایک مضبوط قوتِ ارادی اور عزتِ نفس کا احساس ہو نیز
- وہ بروقت صحیح قوتِ فیصلہ اور اس کے اظہار (زبانی اور عملی) کی صلاحیت سے بھی بہرہ مند ہو!

مغربی ممالک نیز مسلم ممالک میں رہنے والے بچوں/ نوجوانوں کو درج بالا امور جن کا تعلق جنسی تعلیم وتربیت سے ہے، بخوبی اور مکمل طور پر آگاہ ہونا چاہئے! اس جگہ اس امر کی صراحت بھی بہت ضروری ہے کہ اسلام، کسی مسلمان بلکہ انسان کو آزادانہ جنسی تعلق

SULEMANI.COM.PK

(Free Sex) قائم کرنے والی جنسی تعلیم کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لحاظ سے اس امر کی ضرورت ہے کہ بچوں کو گھروں میں اسلام کی صحیح تعلیمات اور اس کی روح سے آشنا کرایا جائے۔ مزید برآں گھر میں شرم وحیا کا ماحول فراہم کرنے کے لئے ایسے ساتر لباس کے استعمال پر زور دیا جائے جس سے پوشیدہ اعضائے جسمانی نمایاں نہ ہوں تاکہ چلنے پھرنے کے دوران کسی لڑکے یا لڑکی کے جنسی جذبات مشتعل نہ ہونے پائیں!

اس ضمن میں ایک اور اہم ترین مسئلہ کا تعلق اس امر سے ہے کہ موجودہ زمانے میں انسانوں کی مصروفیات (شاید اپنے خودساختہ حالات کی وجہ سے) اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ مسلم گھرانوں میں بچوں کو وہ محبت، توجہ ماں باپ کی جانب سے نہیں مل پاتی جس کی انہیں بچپن اور لڑکپن میں ضرورت ہوتی ہے۔ بالخصوص اس امر کا زیادہ تر شکار وہ لڑکیاں ہوتی ہیں۔ جو اکثر گھروں میں رہتی ہیں جبکہ لڑکوں کو باہر اپنے دوست احباب کے ساتھ وقت گذارنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ''والدین سے دوری اور محبت کی کمی، انہیں کسی دوسری جگہ (فرد) سے جوڑنے یا محبت حاصل کرنے کی راہ ہموار کرتی ہے'' (Shahid Athar, 1992)(Barbra Dafoe White Head 1994)۔

موجودہ دور میں معاشی تنگی کی وجہ سے ماں اور باپ دونوں کام کاج کے لئے گھر سے باہر جاتے ہیں۔ اس طرح لڑکیاں، بالخصوص اپنی والدہ کی کمی کی وجہ سے بہت تنہائی محسوس کرتی ہیں۔ اس طرح وہ اس عدم موجودگی کو اکثر ٹیلی ویژن دیکھنے، موسیقی سننے، کالجوں میں سال آخر کی تقریبات (Senior Proms) ہفتہ وار تعطیلات میں پکنک پارٹیوں، سینما بینی یا انٹرنیٹ اور موبائل فون پر گفتگو (Chat) کرنے سے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان تمام امور میں ہم جولیوں (Peers) کی جانب سے مسلسل دعوت اور اکساہٹ بھی ایک بہت اہم وجہ ہے جو بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔ چونکہ معاشرے میں ہر شخص یہ کام کرتا ہے اس لئے مسلمان لڑکے/لڑکیاں بھی اس میں شمولیت سے بآسانی انکار نہیں کرسکتے۔ تاہم اس قسم کی سرگرمیوں میں شرکت کا نتیجہ بالکل واضح ہے۔ مسلمان نوجوان

بچے، معاشرے میں پائی جانے والے اس دہرے معیارِ زندگی کی وجہ سے سخت پریشانی بلکہ ذہنی دباؤ اور فکری ژولیدگی کا شکار ہو جاتے ہیں جو انہیں مغربی ممالک میں رہنے کی وجہ سے پیش آتا ہے جہاں اسلام کی تعلیمات سے معاشرہ بالکل لاعلم ہوتا ہے (Karyen Pryer Salah-ud-Din, 1998) بلکہ اب تو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی صورت حال اس سے بہت زیادہ مختلف نہیں کہ مغربی تہذیب اور تعلیم کے اثرات یہاں بھی وہی گل کھلا رہے ہیں جو مغربی ممالک میں پائے جاتے ہیں۔

ایسے حالات میں مسلمان والدین کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ ابتدا سے ہی اپنے بچوں کی مناسب تعلیم و تربیت کا خیال کریں۔ اس ضمن میں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ بہت سے والدین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے بچے بڑے ہو کر خود بخود ایک اچھے مسلمان بن جائیں گے۔ وہ اس حقیقت کا ادراک نہیں کرتے کہ بچپن/لڑکپن کی عمر ایسی ہوتی ہے جب بچے سب سے زیادہ اثر قبول کرتے ہیں۔ یہ عمر کا وہ بہترین دور ہوتا ہے جب بچوں کو تربیت کی سخت ضرورت ہوتی ہے جو صرف زبانی تلقین تک محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ بڑوں کو خود بڑھ کر ان کے سامنے بہترین نمونہ کی زندگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے ۔

آدمی نہیں سنتا، آدمی کی باتوں کو
پیکرِ عمل بن کر، غیب کی صدا بن جا!

والدین کو اس امر پر سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے کس قدر وقت دے رہے ہیں؟ دن کے چوبیس گھنٹوں میں اگر وہ ۲/۳ گھنٹے اپنے بچوں/ خاندان کے لئے مکمل طور پر نہیں نکال سکتے تو پھر انہیں اس امر کا شکوہ نہیں ہونا چاہئے کہ ان کے بچے بگاڑ کا شکار ہو رہے ہیں۔ انہیں اس امر پر بہت سنجیدگی کے ساتھ سوچنا چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی خوشی کے لئے کس قدر وسائل ان کے لئے بہترین لباس، جوتے، کھلونے اور دیگر اس قسم کی اشیاء فراہم کرنے میں خرچ کرتے ہیں لیکن کیا انہوں

SULEMANI.COM.PK

نے کبھی اس امر پر بھی غور کیا کہ انہوں نے اپنے بچوں کی ذہنی تعلیم و تربیت کے لئے کچھ رقم انہیں اعلیٰ اخلاقی اقدار اور اسلامی تعلیمات فراہم کرنے والے لٹریچر کی خرید پر بھی خرچ کی؟ یاد رہے کہ اس عمر میں بچوں کو سیرت، اخلاق، تعلیم اور تاریخ سے متعلقہ ہلکا پھلکا لٹریچر جو ان کی ذہنی استعداد اور علمی و ذاتی ذوق کے مطابق ہو، فراہم کرنے سے بچوں کو اپنے ماضی اور مشاہیر کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے انہیں ایک ایسا رول ماڈل مل جاتا ہے جس کی پیروی کرنے سے نہ صرف انہیں ذہنی سکون اور فرحت نصیب ہوتی ہے بلکہ یوں وہ خود بخود اس آئیڈیل کے مطابق اپنی زندگی کا ڈھانچہ بنانے کے لئے کوشاں ہو جاتے ہیں۔ آج کل مارکیٹ میں بے شمار ایسی کیسٹ موجود ہیں جس میں مشاہیر اسلام کی زندگی کو فلموں کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ بچے کارٹون نیٹ ورک (Cartoon Network - CN) پر ٹام اینڈ جیری اور ہندوستان کے بنے ہوئے کارٹون دیکھیں اس قسم کی کیسٹ ان کے کردار کی تعمیر میں بہت مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔

موضوعِ سخن کے اس پہلو کے حوالے سے ہم اپنے قارئین کی توجہ ایک انگریزی مقالہ کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں جو اگرچہ ایک عیسائی دانشور خاتون نے بائبل کی تعلیمات کے حوالے سے لکھا ہے تاہم تعمیر اخلاق کی نسبت سے بہت سے امور ایسے ہیں جو اسلام کی تعلیمات میں بھی پائے جاتے ہیں بالخصوص الہامی مذہب کے حوالے ہم اس کی جگہ اسلامی راہ نمائی کو اپنا مرکز نگاہ بنا سکتے ہیں اور مسلمان والدین اور اساتذہ اس سے اسلامی تعلیم و تربیت کے اصول اخذ کر سکتے ہیں۔

(Two Directions of Sex Education by Willaim A. Marra 1998)

(یہ مقالہ انٹرنیٹ سے ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے۔)

اس جگہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول بھی نقل کرنا چاہتے ہیں جس میں وہ بچوں کو اعلیٰ اشعار یاد کرانے کی اہمیت پر زور دیا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک اس سے بچوں کو ذہنی بالیدگی حاصل ہوتی ہے جو انہیں مستقبل میں کامیابی سے ہمکنار کرنے میں ممد و معاون

ثابت ہوتی ہے۔اس ضمن میں ہم چاہتے ہیں کہ والدین کی توجہ اس جانب بھی مبذول کرائیں کہ آج سے نصف صدی قبل سکولوں میں تعلیمی دن کا آغاز اقبال ؒ کے ترانے ''لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری'' یا کسی دوسری حمد یہ نظم سے ہوتا تھا۔اسی طرح اس قسم کے اشعار بچوں کو نہ صرف زبانی یاد ہو جایا کرتے تھے بلکہ اس سے انہیں اس قسم کے دیگر اشعار/نظمیں یاد کرانے کا شوق بھی ہو جایا کرتا تھا۔اور بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ان اشعار کے معنی اور مفہوم سے بھی آگاہ ہو کر اس پیغام پر عامل ہو جایا کرتے تھے جو ان نظموں/ اشعار میں دیا جاتا تھا۔

اگر چہ بظاہر، ہمارا یہ ''پند نامہ'' کسی حد تک طویل ہو گیا ہے اور شاید کسی کے لئے بارِ خاطر بھی ہو، تاہم چونکہ یہ موضوع ہمارے مستقبل یعنی بچوں کی فلاح و بہبود سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے ہم والدین کی توجہ اس امر کی جانب بھی مبذول کرانا اپنا خوش گوار فرض سمجھتے ہیں کہ وہ خود اپنے لئے اخبارات، رسائل اور عمدہ قسم کے لٹریچر پر مبنی چھوٹی سی ذاتی لائبریری گھر میں قائم کریں۔جب بچے اپنے ماں باپ کو اخبار/ رسائل اور کتب کا مطالعہ کرتے دیکھیں گے تو انہیں بھی اس امر کا شوق ہو جاتا ہے جو بڑے ہونے پر ان کی تعلیم و تربیت میں ایک نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ایسے بچے اپنے سکول/ کالج حتیٰ کہ عملی زندگی کے مختلف امتحانات (از قسم پبلک سروس کمشن، آرمی سلیکشن بورڈز وغیرہ) میں بھی نہایت عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں اپنے ہم جولیوں، اساتذہ اور دیگر لوگوں کی نظروں میں ایک امتیازی مقام حاصل ہو جاتا ہے۔اس طرح نہ صرف انہیں دنیوی معاملات میں بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں بلکہ وہ عزتِ نفس اور اپنی ذات پر اعتماد کی دولت سے بھی بہرہ مند ہو جاتے ہیں۔اس ضمن میں ہم ایسے والدین کے لئے جو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے بارے میں سنجیدہ ہوں اور چاہتے ہوں کہ ان کے بچے دین و دنیا میں کامیابیوں سے ہمکنار رہوں (اور کون اپنے بچوں کے لئے ایسا نہیں چاہتا) ان کے لیے عمر، جسمانی و ذہنی نشو و نما خیال کرتے ہوئے رسائل و

SULEMANI.COM.PK

کتب کی ایک فہرست درج کرر ہے ہیں جس سے انہیں بچوں کے لئے کتب ورسائل کی فراہمی میں مدد مل سکتی ہے۔

درج بالا گفتگو سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ والدین کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اور اخلاق و کردار کی بلندی کے لئے زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہئے۔موجودہ زمانے میں دنیا بھر میں تعلیمی ماہرین بالخصوص مغربی ممالک میں اساتذہ اور سکول بچوں کی تعلیمی گراوٹ اور اخلاقی برائیوں کی تمام تر ذمہ داری والدین پر ڈالتے ہیں (اگرچہ اس کے ذمہ دار تعلیمی ادارے اور والدین دونوں ہی ہوتے ہیں) تاہم ایسے حالات میں مسلمان والدین پر ایک دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اخلاق و کردار کی اس طریق پر تربیت کریں جس سے وہ ایک اعلیٰ قسم کے مسلمان بن سکیں۔

اس ضمن میں بچوں کی جنسی تعلیم کا پہلو بھی اس قدر اہم ہے کہ اسے کسی صورت بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔اس طرح ہم اپنے بچوں کو جنسی بے راہ روی کے طوفان سے بچا کر نہ صرف ان کی ذاتی زندگی کو بہتر بنا سکیں گے بلکہ ان کے ذریعے دوسرے لوگوں تک بھی یہ پیغام پہنچا سکیں گے کہ موجودہ زمانے میں تمام تر اخلاقی برائیوں کے باوجود مسلمان نوجوان لڑکے/لڑکیاں ایسی بھی ہیں جن کا دامن ان تمام اخلاقی مفاسد سے بہرحال پاک ہے......اس ضمن میں ان کے لئے ایک حدیث نبوی ﷺ میں بھی ایک بہت واضح پیغام ہے کہ ایسے والدین جنہیں اللہ تعالیٰ نے اولاد کی دولت سے نوازا ہوتو انہیں چاہئے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھیں، انہیں اچھی تعلیم اور اخلاق سے آراستہ کریں اور بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر ان کی شادی کر دیں۔تاہم اگر باپ ان کی بروقت شادی نہیں کرتا اور وہ (لڑکا/لڑکی) کسی گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ان کے گناہ کا ذمہ دار ان کے باپ کو گردانا جائے گا!

❁❁❁

باب دھم:

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جنسی تعلیم کے نصاب کی تیاری

مغربی جنسی تعلیم کی بنیادی خرابی:

قبل ازیں کہ مسلمان بچوں کے لئے جنسی تعلیم کے نصاب کی تیاری کے بارے میں قرآنی اصول وضوابط کے موضوع پر گفتگو کریں، یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس ضمن میں ایک دردمند مسلمان ڈاکٹر سید اشرف علی (مرحوم) جو کہ کیمبرج (انگلستان) میں اسلامک اکیڈیمی کے ڈائریکٹر جنرل تھے اور جن کی سرکردگی میں برطانوی مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہی کا ایک بہت عمدہ سلسلہ جاری ہے، کے مضمون سے ایک اقتباس نقل کریں۔ موصوف نے اپنے ایک مضمون (Ashraf, 1998a) میں لکھا کہ ''انگلستان کا تعلیمی اصلاحات کا قانون مجریہ ۱۹۸۸اس بات کو لازم قرار دیتا ہے کہ تعلیم کا مقصد بچوں کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی نشو ونما و بالیدگی ہونا چاہئے۔ مزید برآں، سرکلر نمبر ۸/۱۱ محکمہ تعلیم و سائنس میں نوجوان نسل کی زندگی میں ''شادی بیاہ کی اہمیت و ضرورت'' پر زور دیا گیا ہے۔ تاہم جب میں نے ایک سکول کے استاد سے یہ پوچھا کہ آیا وہ بچوں کو جنسی تعلیم شادی شدہ زندگی کے پس منظر میں دیتے ہیں؟'' تو ان کا کہنا تھا کہ ''ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کیونکہ ہماری کلاس میں ایک بڑی تعداد ایسے بچوں کی ہے جن کا تعلق ایسے ''زوجین'' سے ہے جو شادی کے بغیر اکٹھے رہنے کے نتیجے میں پیدا ہوئے

ہیں۔''اس استاد نے مزید وضاحت کی کہ ''اگر ہم شادی شدہ زندگی کی ضرورت واہمیت پر اپنی کلاسز میں زور دیں تو یہ امر ایسے بچوں اوران کے والدین کے لئے باعث رسوائی ہوگا۔''......اس امر سے پروفیسر اشرف علی نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ برطانوی لوگوں کی زندگی میں مذہب (عیسائیت) کا اثر بہت حد تک کم ہوگیا ہے جس کے نتیجے میں شادی/ نکاح کا ادارہ بری طرح سے نظر انداز ہوا ہے!

اس قسم کے خیالات کا اظہار ایک اور برطانوی خاتون ماہر تعلیم نے کیا کہ ''حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانوی بچوں کی ایک معتد بہ تعداد اپنی عمر میں شادی سے قبل جلد ہی جنسی افعال (مباشرت) میں نہ چاہتے ہوئے بھی، اس لئے ملوث ہو جاتے ہیں کہ معاشرے میں اس کا عام چلن ہے اور وہ اس دباؤ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ (وگرنہ لوگ ان پر پھبتی کس سکتے ہیں) یا اس وجہ سے وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ انہیں اس کے برعکس عمل کرنے کے بارے میں کوئی تعلیم یا وجوہات نہیں بتائی جاتیں''......اس وجہ سے اس خاتون کا یہ خیال ہے کہ ''میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اب اس امر کی ضرورت ہے اور وہ بھی کسی حد تک فوری طور پر، کہ ہم اپنے بچوں کو جنسی اخلاقیات کی تعلیم سے بہرہ ور کریں۔ اس کے لئے ہمیں ضرورت ہوگی کہ ہم اس قسم کے اخلاقی اصولوں کی ترویج کریں اور انہیں انسانی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند کریں تاہم اس کام میں اس امر کی احتیاط بہت ضروری ہے کہ اس کام میں نوجوان نسل پر جنسی افعال میں شمولیت کے ''فوری طور پر بوجھ'' کا مداوا بھی شامل ہو''!

(Ulanowsky, Carole 1998)

اسلامی جنسی تعلیم کے بنیادی اصول:

گذشتہ ابواب میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، انہیں پروفیسر اشرف (Ashraf; 1998 b) کے الفاظ میں یوں سمیٹا جا سکتا ہے کہ ''اسلام کسی ایسے تعلیمی

SULEMANI.COM.PK

پروگرام کی اجازت نہیں دیتا جس میں اس طرح کی مادر پدر آزاد جنسی تسکین کی حوصلہ افزائی کی گئی ہو جو مغربی دنیا میں رائج ہے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ خاندانی نظام میں اور سماجی طور پر معاشرے میں بچوں کے ذہنوں میں اسلامی تصورِ حیا کی آبیاری کی جائے جہاں تک کہ معاشرے میں جنسی معاملات میں مختلف افراد کے ملوث ہونے کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو اس ساتر لباس کے استعمال کا پابند کیا جائے جس سے جسمانی اعضاء کی نمائش نہ ہو سکے تاکہ افراد معاشرہ میں کسی قسم کا جنسی اشتعال پیدا نہ ہو۔ مزید برآں، انہیں اس امر کا بھی پابند کیا جائے کہ عورتیں اور مرد غض بصر پر عمل کریں یعنی ایک دوسرے کو تاکنے جھانکنے سے پرہیز کریں۔ اس غرض کے لئے مردوزن کا آزادانہ اختلاط بھی روکنا بہت ضروری ہے۔ یہ کام اخلاقی طور پر پابندیوں کا متقاضی ہے۔ مزید اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ معاشرے میں پردے کی وجہ سے حیا کے تصور کو پروان چڑھا کر ایک روحانی فضا قائم کی جائے۔ تاہم یہ تمام کام ایک فرد کو ذاتی طور پر سرانجام دینا ہوگا کیونکہ ایک انسان کے ذاتی خیالات و رجحانات کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوسکتا ہے کہ وہی ذات ایسے تمام معاملات کو بہترین طور پر جانچنے والی ہے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ طفولیت سے لے کر بلوغت بلکہ بڑے ہونے تک والدین کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ اس قسم کے تمام اقدامات کریں کہ بچوں میں جنس مخالف کے بارے میں احترام اور عزت نفس کا احساس پیدا ہو۔ اور یہ کہ بچے اپنے جنسی جذبات پر قابو پانے کی عادت ڈالیں۔''

اس قسم کے خیالات ایک دوسرے مسلم دانشور (جن کا تعلق بھی اسلامک اکیڈیمی کیمبرج سے ہے اور جو آج کل اس ادارے کے ڈائریکٹر جنرل بھی ہیں) Abdul Mabud, (1998) نے بھی کیا ہے کہ ''اسلام میں جنسی تعلیم کا تعلق اس بین الاقوامی تصور سے ہے جو وہ انسان کی فطرت اور ان کے خالق کے ساتھ تعلق کی بناء پر رکھتا ہے۔ اسلام، انسان کے بارے میں ایک مربوط ہمہ گیر نقطہ نظر کا حامل ہے...... ایک ایسی

SULEMANI.COM.PK

مربوط ہستی کے لحاظ سے جس میں طبعی (بدنی/ جسمانی) اور روحانی عناصر باہم ایک دوسرے کے ساتھ توازن اور مطابقت رکھتے ہیں تا کہ وہ اس زمین میں اللہ کے نمائندے (خلیفہ) کی حیثیت سے بھر پور طریق پر زندگی بسر کر سکیں۔ اسلام، انسانوں کی فطرت خواہشات وضروریات کی نہ تو نفی کرتا ہے اور نہ ہی انہیں دبانا چاہتا ہے تاہم اس کے ساتھ ساتھ، وہ انسان کو مادر پدر آزادی بھی دینے کے سخت خلاف ہے۔ اسلام اس امر کی تاکید کرتا ہے کہ انسان اپنی تمام تر فطری خواہشات اور ضروریات کو اس انداز میں منضبط کرے اور انہیں اس طریق پر سرانجام دے کہ اس کی وجہ سے اس کی اخلاقی اور روحانی قوتوں کو تقویت ملے تا کہ وہ اپنے سفلی (بے محابا جنسی) جذبات کو قابو میں رکھ سکے۔''

درج بالا مقاصد کے حصول کے لئے والدین جو مسلم ممالک میں رہتے ہیں، ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ درج ذیل نکات کا بچوں کی پرورش میں خیال رکھیں تاہم مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمان والدین کو بھی ان امور پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے:

مغربی ممالک میں مسلمان بچوں کی تربیت کے چند اصول:

- بچوں کو ان کی عمر کے پہلے پندرہ سالوں میں اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ ان تعلیمات میں بنیادی عقائد (توحید، رسالت، قیامت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور جہاد) نیز خاندانی نظام اور اخلاقی امور سے آگاہ کرنا چاہئے۔
- بچوں میں اسلام کا عطا کردہ تصورِ شرم وحیا پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں مرد و زن کے آزادانہ اختلاط سے بچایا جائے کہ یہ اسلامی معاشرتی تعلیمات کا اہم ترین پہلو ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ

SULEMANI.COM.PK

ان تمام پابندیوں اور حدود کا سختی کے ساتھ اہتمام کیا جائے جس سے شرم وحیا کا تصور ختم ہوتا ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیمات کا اصل الاصول ہے کہ اس طرح انفرادی اخلاقی بندھن کے ٹوٹنے کا امکان ہوتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ بچوں کو شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء (از قسم سگریٹ نوشی وغیرہ) کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔ مخلوط پارٹیوں یا ایسی جگھوں پر جہاں لڑکے/لڑکیاں ایک دوسرے کے ساتھ بوس وکنار کر سکتے ہوں کو ہر صورت میں روکا جائے۔

- درج بالا امور کی سختی سے پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں صنفوں کے لئے علیحدہ علیحدہ مجالس/تقریبات کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلقات کو فروغ دے سکیں۔ اس ضمن میں پکنک پارٹی، کھیل وتفریح کے پروگرام علیحدہ علیحدہ منعقد کئے جانے چاہئیں۔
- شرم وحیا کے قیام میں لباس ایک اہم کردار ادا کرتا ہے اس لئے دونوں صنفوں کا لباس اس قسم کا ساتر ہونا چاہئے کہ ان کے پہننے سے سے جسمانی اعضاء نمایاں نہ ہوں۔ چست اور بہت زیادہ تنگ لباس، اسلامی تہذیب وتمدن سے میل نہیں کھاتے اس لئے ان کے استعمال سے گریز ضروری ہے۔
- درج بالا امور کے ساتھ اس امر کا بھی خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ بچوں کے بارے میں ہمیشہ اس خیال پر کاربند رہنا مناسب نہیں کہ وہ ''بے سمجھ'' ہوتے ہیں۔ اس عمر میں بچے بہت زیادہ آئیڈیل پسند ہوتے ہیں اور اپنے خیالات کے مطابق ماحول/ معاشرے کو تبدیل کرنے کا داعیہ بھی رکھتے ہیں۔ مزید نوجوانوں کے بارے میں یہ امر بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ وہ منافقت اور دوغلے پن سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ وہ ایسے افراد کے سخت خلاف ہوتے

SULEMANI.COM.PK

ہیں جن کے قول وفعل میں تضاد پایا جاتا ہے۔ اگر والدین خود شراب پیتے ہوں یا کوئی نشہ کرتے ہوں (سگریٹ نوشی/ پان کھانا وغیرہ) یا کسی اسی قسم کے خلاف اسلام فعل میں مبتلا ہوں تو وہ کس طرح اپنے بچوں سے یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ ان کی زبانی تلقین سے اس قسم کے کاموں سے پرہیز کرنے لگیں گے۔ فطرتاً اس قسم کا دوغلا پن ان کی نفرت اور بےزاری کو بڑھانے کا سبب بنتا ہے۔

- خاندان کے تمام بچوں کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ مسلمان معاشروں میں لڑکوں کولڑکیوں پر ترجیح دی جاتی ہیں بڑے بڑے دین دار گھرانوں میں بھی اس قسم کی تفریق پائی جاتی ہے۔ دونوں اصناف کے بچوں کی پرورش، خوراک، لباس، تعلیم کے بارے میں والدین ترجیحی سلوک کرتے ہیں۔ اس طرح کے افعال بچوں بالخصوص لڑکیوں میں ایک منفی ردعمل/ احساس کمتری پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ جس کے بہت دوررس اثرات ہوتے ہیں۔

اگر چہ مسلم ممالک میں دینی تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ سے والدین اور نوجوان بہت سے دیگر مسائل سے بھی دوچار ہیں تاہم درج بالا مسائل اہم ترین تھے جن کا جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اب یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان تعلیمی مقاصد پر بھی ایک نظر ڈالیں جو بچوں کی جنسی تعلیم کے ضمن میں ہمیں قرآن حکیم سے ملتے ہیں۔

۱۰۱۔جنسی تعلیم کا ایک عمومی جائزہ:

ذیل کے صفحات میں ہم مسلمان بچوں کی جنسی تعلیم کا نصاب وضع کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حالیہ دور میں متعدد اہل علم اور اسلامی تنظیموں نے اس مقصد کے لئے کوششیں کی ہیں جس کے تحت انہوں نے مغربی ممالک میں مسلمان بچوں کے لئے جنسی تعلیم کا خاکہ/ نصاب وضع کیا ہے۔

(D, Oyem, FM, 1996; Iqra Trust 1993; Sarwar, G, 1996; Micheal J. Reiss & Abdul Mabud 1998)

اس امر کی توقع کی جاتی ہے کہ جنسی تعلیم کا نظام اس دوغلے پن اور منافقانہ طرز عمل کا خاتمہ کرنے کا باعث بنے گا جو مختلف مسلم ممالک میں رائج ہے اور انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلو کے بارے میں مثبت رویوں اور طرز عمل کو فروغ دینے میں مدو معاون ثابت ہوگا (Muhammad Tufail; 1999) اس ضمن میں ایک مسلمان ماہر ڈاکٹر (Hassan Hathout, 2000) رقمطراز ہیں کہ ''بچوں کو جنسی امور کے حقائق کا علم، والدین اور سکولوں کے اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔ انہیں یہ تعلیم اس طریق کار کے مطابق دینی چاہیئے جوان کی عمر اور جسمانی و ذہنی بلوغت کے مطابق ہو۔ اس تعلیم کو لازمی طور پر اسلامی تعلیمات اور اخلاقیات کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے دی جانی چاہیئے تا کہ نوجوان نسل نہ صرف ان حقائق سے آگاہ ہو جائیں جو جسمانی نظام میں عمر کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہے ہیں بلکہ انہیں انسانی زندگی میں ان ہدایات کا بھی علم ہونا چاہیئے جو اسلام نے جنسی زندگی کو احکاماتِ الٰہی کے تحت استوار کرنے کے لئے دی ہیں۔ توقع ہے کہ اگر ایک دفعہ نوجوان نسل کے ذہنوں میں اسلامی تعلیمات کی بنیاد راسخ ہو جاتی ہے تو پھر انہیں جنسی تعلیم کے ہر پہلو سے آگاہ کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیئے بلکہ یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ انہیں صحیح اور مستند معلومات فراہم کی جائیں اور پھر نوجوان نسل پر اعتماد کیا جائے کہ وہ اس پر کس انداز میں عمل پیرا ہوتے ہیں تاہم والدین اور اساتذہ کو اس بارے میں چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیئے۔''

درج بالا عمومی گذارشات کو جان لینے کے بعد اب ضروری محسوس ہوتا ہے کہ جنسی تعلیم کے لئے ایک تفصیلی لائحہ عمل/ نصاب ماہرین تعلیم کے ذریعے وضع کیا جائے جو بچوں کی نفسیات، عمر، ذہنی وجسمانی بلوغت کے مطابق ہو۔ اس ضمن میں چند موضوعات برائے غور وخوض پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ ماہرین تعلیم بالخصوص نصاب تعلیم وضع کرنے

SULEMANI.COM.PK

والے ماہرین (Pedogogy Experts) و دیگر اہل علم نیز اسلامی امور کے ماہرین اور مذہبی راہ نما جس میں تمام مکاتیب فکر کے اہل علم کی شمولیت ضروری ہے، غور وفکر کریں تا کہ سب کی متفقہ آراء کے نتیجے میں مناسب نصاب وضع کیا جا سکے۔

۱۰.۲-جنسی تعلیم کے مجوزہ نصاب تعلیم کا خاکہ:

بچوں کے لئے جنسی تعلیم کا نصاب وضع کرنے میں متعدد موضوعات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے جس میں اہم ترین عمر کے ساتھ ساتھ جسمانی (جنسی) نشو ونما اور بلوغت، جسمانی اعضا اور مختلف جسمانی نظاموں کی نشو ونما کا علم (Anatomy)، ان اعضائے جسمانی کے افعال کی تشریح و توضیح (Physiology) بالخصوص نظام تولید و تناسل (Reproduction) کی تفصیلات نیز ماں کے رحم میں بچے کی نشو ونما کی مختلف حالتیں اور بچے کی پیدائش کا عمل واضح انداز میں بتانے کی ضرورت واہمیت کا خیال کرنا۔ اس ضمن میں نوجوان نسل کو مختلف جنسی امراض بالخصوص ایڈز کے بارے میں معلومات دینا ضروری ہیں۔ مزید برآں، نوجوان نسل (لڑکوں/لڑکیوں) میں عصمت وعفت کا تصور اور اس سے متعلقہ اخلاقی، سماجی اور مذہبی تعلیمات جو اسلام نے دی ہیں، انہیں بالتفصیل بیان کرنا ضروری ہے تاہم دونوں صنفوں کے لئے یہ تمام تر تعلیم و تربیت مرد اساتذہ/ ڈاکٹر یا خواتین اساتذہ/ ڈاکٹر کے ذریعے دی جانی چاہئے۔ اب ہم ذیل میں چند موضوعات پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے۔

۱۰.۲.۱-انسان کی جنسی نشو ونما:

اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کسی بھی جنسی تعلیم کا نصاب وضع کرتے وقت انہیں ان جسمانی، ذہنی، جذباتی اور نفسیاتی تبدیلیوں سے آگاہ کیا جائے جو بلوغت کے نتیجے میں ان میں واقع ہوتی ہیں۔

۱۰.۲.۲-تولیدی اعضاء کی تشریح اورافعال کا علم:

لڑکے اورلڑکیوں کو۱۲ تا ۱۶ سال کی عمر تک درج ذیل امور پر علیحدہ علیحدہ کلاسز میں تفصیلاً گفتگو کسی ماہر کی نگرانی میں کرانی ضروری ہے۔

الف-لڑکے:

لڑکوں میں جنسی وتولیدی اعضاء کی ساخت اوران کے مختلف افعال، بلوغت کے نتیجے میں جنسی خواہش کا پیدا ہونا، اور احتلام جیسے موضوعات پر معلومات فراہم کرنا ضروری ہے۔اس ضمن میں ان تمام اسلامی تعلیمات کو بھی تفصیلاً بیان کرنا ضروری ہے جو طہارت/ پاکیزگی کے حصول کے لئے (ازقسم وضو،غسل وغیرہ) ضروری ہیں اورجس کے بغیر کوئی مسلمان نماز اوردیگر عبادات میں شریک نہیں ہوسکتا۔اس ضمن میں شادی کے بعد مباشرت وغیرہ کے بارے میں اسلامی تعلیمات وراہ نمائی فراہم کرنا ضروری ہے۔

ب)لڑکیاں:

لڑکیوں کو بھی ان کے جسمانی اعضاء کی نشو ونما اور بلوغت کی وجہ سے پیدا ہونے والی جسمانی، ذہنی،نفسیاتی اور جذباتی تبدیلیوں اور کیفیات سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔اس ضمن میں لڑکیوں کو پہلی مرتبہ حیض/ ایام کے بارے میں معلومات دینی ضروری ہیں تاکہ وہ اس کے بارے میں تمام عملی مشکلات اورمسائل سے آگاہ ہوں تاکہ کسی وقت بھی (سکول یا دورانِ سفر) اگر یہ حالت درپیش ہوتو وہ اس کا مناسب بندوبست کرسکیں۔اس ضمن میں اگرچہ سکولوں میں سینٹیری پیڈ وغیرہ موجود ہوتے ہیں تاہم ان کے مناسب استعمال کے بارے میں راہ نمائی فراہم کرنی ضروری ہے۔لڑکوں کی طرح،انہیں بھی اس صورت حال سے فارغ ہونے پر طہارت کے حصول کی تدابیر (غسل) کے بارے میں معلومات دی جانی چاہئے تاکہ وہ جسمانی صحت وصفائی کے ساتھ ساتھ دینی فرائض

SULEMANI.COM.PK

(نماز) کی پابندی بھی کر سکیں نیز شادی کے بعد اس سے متعلقہ مسائل کا ذکر بھی ضروری ہے۔

۱۰.۲.۳- بارآوری، قیام حمل اور رحم میں بچے کی نشوونما:

گوشوارہ نمبر ا میں ان مختلف قرآنی آیات کا حوالہ دیا گیا ہے جن کا تعلق انسانی زندگی کے اس اہم ترین پہلوؤں یعنی بارآوری (Fertilization) ، قیام حمل (Pregnancy) اور رحم مادر میں بچے کی نشوونما کی مختلف حالتوں (Developmental Stages) سے ہے۔ان آیات کا ترجمہ/تشریح کسی تفسیر کی مدد سے مطالعہ کرنا، مسلمان بچوں (لڑکوں/لڑکیوں) کو جنسی تعلیم کے ضمن میں فراہم کرانا بہت ضروری ہے۔اس کے بعد اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ نوجوان بچوں کو ان امور کے بارے میں معلومات کسی مستند ڈاکٹر سے دلوائی جائیں۔اس ضمن میں حال ہی میں دو مسلمان خواتین ڈاکٹرز نے کتب تصنیف کی ہیں جس میں ان تمام موضوعات پر ضروری معلومات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دی گئی ہیں (ام کلثوم ۲۰۰۰، ثمینہ روحی وسیم ۲۰۰۰) اس ضمن میں ڈاکٹر محمد آفتاب خان نے اپنی اردو کتاب (۱۹۹۰) میں بھی قرآنی تعلیم کی روشنی میں ان امور پر بحث کی ہے جس کا انگریزی ترجمہ حال ہی میں (۲۰۱۰) میں ڈاکٹر آمنہ آفتاب (گائنوکولوجسٹ) نے کیا ہے۔

۱۰.۲.۴-جنسی امراض:

مغرب میں عورتوں اور مردوں کو جنسی اختلاط کے نتیجے میں متعدد بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔جنسی تعلیم کے نصاب میں ان بیماریوں کا تعارف، وجوہات اور علاج واحتیاط کا ذکر بھی ضروری ہے بلکہ ان بیماریوں سے بچنے کے لئے قرآنی تعلیمات جاننے کے لئے سورہ نور، الاحزاب میں جو احکام ربانی بیان ہوئے ہیں، ان سے بھی تفصیلاً آگاہ کرنا ضروری ہے...... یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ مسلم ممالک میں اس قسم کی

بیماریوں کا وقوع، دنیا کے دیگر ترقی یافتہ ممالک کی نسبت بدرجہا کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ قرآنی تعلیمات ہیں جس کے تحت آبادی کا غالب حصہ ان فواحش (زنا وغیرہ) میں مبتلا ہونے سے بچا رہتا ہے۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا بیان کرنا بھی بہت ضروری ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ شخص جو مجھے ان چیزوں کی ضمانت دے جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی جنسی اعضاء) اور جو اس کے جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (ترمذی)

۱۰.۲.۵- اسلام کی سماجی، معاشرتی اور اخلاقی تعلیمات:

اسلام نے انسان کی معاشرتی، خاندانی زندگی کے لئے شمار اخلاقی تعلیمات دی ہیں جو سورہ نور، الاحزاب کے حوالے سے نوجوان لڑکوں/لڑکیوں کو بتانا بہت ضروری ہے۔ اس ضمن میں پردہ، ستر کے حدود وضاحت کے ساتھ نصاب میں درج کرنے چاہئیں۔ مزید برآں، سیرت طیبہ ﷺ اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی سوانح میں درج واقعات سے بھی نوجوان نسل کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

۱۰.۲.۶- شرم وحیا اور عصمت وعفت کا تصور:

نکاح/ شادی کے ذریعے خاندانی نظام کی تشکیل کے ضمن میں نوجوان نسل کو زوجین کے حقوق وفرائض سے آگاہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ اس ضمن میں یک زوجگی اور تعدد ازواج کے بارے میں جو راہنمائی دی گئی ہے، اسے بھی نوجوان لڑکوں/لڑکیوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے کہ اس ضمن میں بہت سی غلط فہمیاں اپنوں اور اغیار نے پھیلائی ہیں جس سے کسی حد تک کوئی فرد متاثر ہوسکتا ہے۔ عصمت وعفت اور شرم وحیا کے بارے میں اسلامی تعلیمات میں، انہیں نمایاں طور پر بیان کرنا از حد ضروری ہے۔

اس ضمن میں شادی کے بعد زوجین کو دونوں خاندانوں کے درمیان محبت اور تعاون کے فروغ کے لئے خصوصی ہدایات دینے کی ضرورت ہے کہ دونوں افراد اپنے اپنے

SULEMANI.COM.PK

خاندانوں کے بزرگوں اور چھوٹوں سے شفقت اور احترام کے ساتھ رہنا سیکھیں۔ نیز ہمسایوں اور دیگر بندگانِ خدا کے ساتھ بھی محبت و خیر خواہی کا سبق دینا ضروری ہے۔

۱۰.۲.۷ - چند دیگر موضوعات:

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ اس کتاب کا مقصد ان تمام موضوعات کا احاطہ کرنا نہیں جن کا تعلق انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے ہے اور جنہیں نصابِ جنسی تعلیم میں شامل کرنا ضروری ہے تاہم اس امر کی از حد ضرورت ہے کہ نوجوان نسل کو جنسی زندگی کے دیگر اہم پہلوؤں از قسم فیملی پلاننگ (برتھ کنٹرول) بالخصوص ان مفاسد کی تفصیل بتائی جائے جو اس تحریک کو قومی سطح پر عام کرنے کے لئے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک، اقوام متحدہ اور دیگر بہت سی غیر سرکاری تنظیمیں کر رہی ہیں جن کا لازمی نتیجہ زنا کی شرح میں زیادتی اور طلاق کی وجہ سے خاندانی نظام کی تباہی کی صورت میں مغربی ممالک دیکھ چکے ہیں اور اب وہ اس کو مسلم ممالک میں بھی عام کرنے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔

مزید برآں، جنسی تعلیم کے نصاب میں مختلف جنسی انحرافات، اسقاطِ حمل، طلاق، خلع اور عورت و مرد کی مساوات (Feminism)، وراثت اور شادی سے قبل و مابعد مشورے (Pre/Post Marital Counselling) جیسے اہم ترین موضوعات پر بھی معلومات دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل ان موضوعات سے آگاہ ہو کر ان تمام احکامات و ہدایات خداوندی پر عمل کر سکیں جو اسلام نے انسانوں کی راہ نمائی کے لئے دی ہیں۔

❀❀❀

SULEMANI.COM.PK

ضمیمہ الف:

مغربی ممالک میں جنسی امراض بالخصوص ایڈز کی بڑھتی ہوئی شرح

امریکہ کی اقتصادی حالت کے بارے میں آج یہ امر بچے بچے کی زبان پر ہے کہ وہ فی الوقت دنیا کے مقروض ترین ممالک میں سرفہرست ہے۔ اس یطرح امریکہ نے اپنی فوجی اور سائنسی برتری کے بل پر جنگوں کا جو لامتناہی سلسلہ دنیا کے مختلف خطوں میں جاری کیا ہوا ہے، اس سے وہ کب روس کی طرح شکست سے دوچار ہوگا؟......اس طرح کے چند دیگر اہم ترین عوامل سے قطع نظر امریکن قوم کی جو اخلاقی حالت آج ہے اور امریکن نوجوان نسل جنسی انحطاط کی جس ڈگر پر بگٹٹ چلی جا رہی ہے، اس کی تباہی گویا ایک نوشتہ دیوار ہے!

زیر نظر مضمون میں ہم تہذیب مغرب کے اس اخلاقی پہلو کی اہم ترین کمزوری کا جائزہ لیں گے جس کو اپنانے کے بعد دنیا کی کوئی قوم بہت دیر تک زندہ نہیں رہی...... ہماری مراد اس جنسی انحطاط اور اس کے نتیجے میں ہونے والے مضمرات سے ہے جس میں اقوام مغرب بالعموم اور امریکن عوام کی ایک بڑی اکثریت بالخصوص فی زمانہ دوچار ہے۔ جنسی آزادی کے اس غیر فطری رویے کی بناء پر امریکہ ایک گہری دلدل کے کنارے کھڑا نظر آ رہا ہے۔ موجودہ دور میں مغرب کا انسان اپنے بے محابا جنسی جذبے کی تسکین کے تمام غیر فطری طریقوں کی وجہ سے اپنی تمام تر خرابیوں، مصیبتوں اور مسائل کا خود ذمہ دار ہے۔ اس کی وجہ سے نوعمر لڑکیوں (TEENS) میں ناجائز حمل کی بڑھتی

ہوئی شرح، طلاقوں کی بھرمار اور خاندانی نظام یک تباہی کسی بھی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ تاہم مغرب کی نوجوان نسل میں جنسی امراض کا بڑھتا ہوا رجحان اور ایڈز کے پھیلنے کی سب سے بڑی وجہ ان کا جنسی بے راہ روی اور جنسی آزادی (Free Sex) کے ایسے طریقوں پر عمل پیرا ہونا ہے جس سے اگرچہ انسان قدیم ترین زمانے میں بھی آگاہ تھا لیکن موجودہ زمانے میں اسی کی قہرمانیوں میں حیرت انگیز اضافہ ہوا ہے۔

موجودہ زمانے میں فحاشی اور جنسی بے راہ روی کے طوفان نے نہ صرف مغربی دنیا کو اپنی لپیٹ میں جکڑ رکھا ہے بلکہ اس کے اثرات بہت تیزی کے ساتھ اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کو بھی اپنی گرفت میں لے رہے ہیں ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ اور موبائل فون نیز دیگر مخربِ اخلاق میڈیا کے ذریعے ہماری نوجوان نسل جس انداز میں اس کا اثر قبول کر رہی ہے، اس کے پیش نظر شاید یہ کہنا غلط نہ ہو کہ ہم بھی یورپ و امریکہ کے نقش قدم پر نہایت تیزی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں۔ ایسے میں ایک سوال ہر دردمند مسلمان کے دل سے اٹھتا ہے کہ کیا ہم بھی اسی انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہیں؟

ذیل کے صفحات میں ہم ایڈز (AIDS) نامی بیماری نیز چند دیگر جنسی امراض (Venereal Diseases) کے بارے میں نہایت مستند اعداد و شمار کی روشنی میں ان نقصانات سے، اپنی نوجوان نسل کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں جس میں امریکہ اور یورپ کے لوگ بالخصوص نوجوان نسل مبتلا ہے۔ نیز پاکستان کے پڑھے لکھے طبقے بالخصوص دینی، سیاسی اور انسانی بھلائی کے بارے میں سوچنے سمجھنے والے تمام لوگوں کو بھی آگاہ کرنا چاہتے...... ہمارا روئے سخن بالخصوص مذہبی راہ نماؤں اور پیرانِ عظام سے ہے کہ وہ امت محمدیہ ﷺ کو بالعموم اور نوجوان نسل کو بالخصوص انسانی زندگی میں جنسی جذبے/جبلت کی اہمیت اور اس کے جائز استفادے اور خاندانی و معاشرتی نظام کی بحالی کے لیے اپنی تمام تر کوششیں وقف فرمائیں کیونکہ ماضی قریب میں اس موضوع سے جس قدر اغماض اور بے اعتنائی برتی گئی ہے، وہ مجرمانہ تساہل کے زمرے میں آتی ہے اور جس

SULEMANI.COM.PK

کے بارے میں بروز قیامت سوال ہوسکتا ہے

حرم کے والیو تم تو مراقبوں میں رہو — بتانِ دیر یہاں چھا گئے تو کیا ہوگا؟

(نعیم صدیقی)

ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوان نسل کو منطقی اور مدلل انداز میں اس موضوع سے متعلقہ دینی احکامات اور ان کی حکمتوں سے آگاہ کیا جائے تا کہ وہ اپنے انفرادی اور سماجی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امر پر خود غور وفکر کرسکیں کہ جنسیت کا وہ تصور جسے مغرب کے لوگ ''محض دو افراد کے درمیان وقتی لذت کوشی اور فطری جذبے کی تسکین'' کا نام دیتے ہیں، حقیقت میں اس کے نقصانات کس قدر ضرر رساں اور خوفناک ہیں —— جنسی ہیجان اور انارکی کی وجہ سے مسلم معاشروں میں سخت خلفشار برپا ہے جو ہر آنے والے لمحے بڑھتا ہی جارہا ہے۔ اس کے تدارک اور انسداد کے لئے راہ نمائی تو موجود ہے مگر ہمارے معاشرے میں اس موضوع کو ''شجر ممنوعہ'' بنا دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی عدم موجودگی یا کم دستیابی یا دینی راہ نماؤں کا اس موضوع پر نوجوانوں سمیت معاشرے کے تمام طبقات کی مناسب راہ نمائی نہ کرنے کے نتیجے میں نوجوان طبقہ مجبوراً یہ معلومات ٹی وی، ڈش اور انٹرنیٹ سے حاصل کرنے پر مجبور ہے اور چونکہ ان ذرائع سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں، ان میں لذتیت کا پہلو بہت نمایاں ہوتا ہے، اس کی وجہ سے نوجوان اس ایک پہلو پر عمل کرتے ہیں اور یوں معاشرے میں بہت سے اخلاقی اور معاشرتی مسائل پیدا ہورہے ہیں۔

مرض ایڈز پر ایک طائرانہ نظر:

ایڈز ایک ایسی مہلک بیماری ہے جس کا نہ صرف یہ کہ ابھی تک کوئی شافی علاج دریافت نہیں ہوسکا اور کوئی ایسا طریقہ بھی دریافت نہیں ہوا جس کے ذریعے اس کے خلاف، انسانی جسم میں قوتِ مدافعت (IMMUNITY) پیدا کی جاسکے۔ یہ ایک وائرس

کے ذریعے جنسی افعال کی ہمہ اقسام (طبعی و غیر طبعی) اور طریقوں کے ذریعے پھیلتی ہے۔ یہ بیماری اسی طریق پر نہ صرف دوسرے انسانوں کو لاحق ہو جاتی ہے بلکہ اس کی وجہ سے اس مرض میں مبتلا شخص دیگر ہر قسم کی بیماریوں کے حملے کے خلاف موثر دفاعی نظام کی صلاحیت سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور آئے دن مختلف بیماریوں کا ہمہ وقت شکار رہتا ہے اور یوں بالآخر سسک سسک کر مر جاتا ہے!

یہ مرض ایک ایسے وائرس کی بناء پر پھیلتا ہے جو صرف الیکٹرانک خوردبین کے ذریعے ہی دیکھا جا سکتا ہے جسے ایڈز کا وائرس (Human Immunity Virus-HIV) کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایڈز کا مرض 1980ء میں پہلی مرتبہ امریکہ میں دریافت ہوا۔ اس بیماری کے نہایت سنجیدہ ممکنہ خطرات کا علم لوگوں کو اکتوبر 1986ء میں امریکن سرجن جنرل (C.EVERT KOOPS) کی رپورٹ سے ہوا۔ انسانوں میں یہ وائرس مرد و عورت کے جنسی اعضاء کی رطوبتوں اور خون کی وجہ سے منتقل ہوتا ہے جو مرد و زن کے درمیان زنا یا عمل قوم لوط (SODOMY) یا کسی مریض کو انتقالِ خون کے ذریعے متاثرہ فرد کا خون لگنے یا نشہ کرنے والے افراد کا ایک دوسرے کو ٹیکہ لگانے والی سرنج/سوئی یا نائی کے بلیڈ، استرے، قینچی کے ذریعے سے پھیلتا ہے اگر وہ اوزار کسی ایڈز زدہ فرد کے استعمال میں رہے ہوں اور ان پر مریض کا خون لگ گیا ہو۔

ماں کے رحم میں بچوں کو اس مرض کی چھوت صرف 10 فیصد تک لگتی ہے لیکن کسی عورت کے اس مرض میں مبتلا ہونے کی صورت میں ولادت کے دوران تولیدی اعضاء کی رطوبتوں (خون وغیرہ) کے ذریعے 30 فی صد تک بچے اس مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

میڈیکل سائنس کی تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ ایڈز کے پھیلنے میں کیڑے مکوڑوں/مکھیوں/مچھروں کے کاٹنے سے یہ مرض نہیں پھیلتا۔ اسی طرح کھانے پینے کی اشیاء، ٹائلیٹ کے کموڈ، تیراکی کے تالاب یا مشترکہ استعمال کی اشیاء از قسم برتن یا کپڑوں سے

SULEMANI.COM.PK

اس وائرس کی چھوت نہیں لگتی تاہم بچوں کا ماں کی چھاتی سے براہ راست دودھ پینے کی وجہ سے اگر بٹنی (NIPPLES) پر زخم ہوں یا وہ کٹے پھٹے ہوں اوران سے خون بھی رستا ہو تو ایسی حالت میں دودھ پینے سے بچوں کو اس کی چھوت منتقل ہو سکتی ہے۔

مغربی ممالک میں ایڈز پھیلنے کے محرکات

الف) جلد بالغ ہونا(Early Maturity):

عالمی سطح پر کی گئی تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ صنعتی ممالک کے بچوں میں بلوغت کی عمر میں کمی واقع ہوئی ہے یعنی وہ جلد بالغ ہو جاتے ہیں۔ بلوغت کی عمر کا تعلق نوجوانوں (لڑکے اورلڑکیوں) میں بچوں کی پیدائش کی صلاحیت (Fertility) سے ہوتا ہے۔ لڑکیوں میں بلوغت کی اوسط عمر 12.2 سے 12.8 سال اورلڑکوں میں 13.5 سے 14 سال ہے جبکہ بیسویں صدی کے آغاز پرلڑکیوں میں یہ عمر 15 سے 16 سال اورلڑکوں میں 15 سے 17 سال تھی۔(خاکہ نمبر 1)

نوجوان نسل کے جلد بالغ ہونے کی وجہ، ان ممالک کے عوام کے غذائی معیار کا بہتر ہونا ہے بالخصوص ان کی غذا میں لحمیات (Proteins) اور روغنی اجزاء (Fats) کا زیادہ استعمال ہے۔

(ب) شادی کی عمر میں تاخیر (Late Marriages):

نوجوان نسل کے جلد بالغ ہونے کے برعکس، ان کی پہلی مرتبہ شادی کی اوسط عمر میں تاخیر ہوئی ہے۔ امریکہ میں 1920ء میں شادی کی اوسط عمر 22.7 سال تھی جبکہ 1997ء میں اس کا اندازہ 25.7 سال لگایا گیا ہے۔

SULEMANI.COM.PK

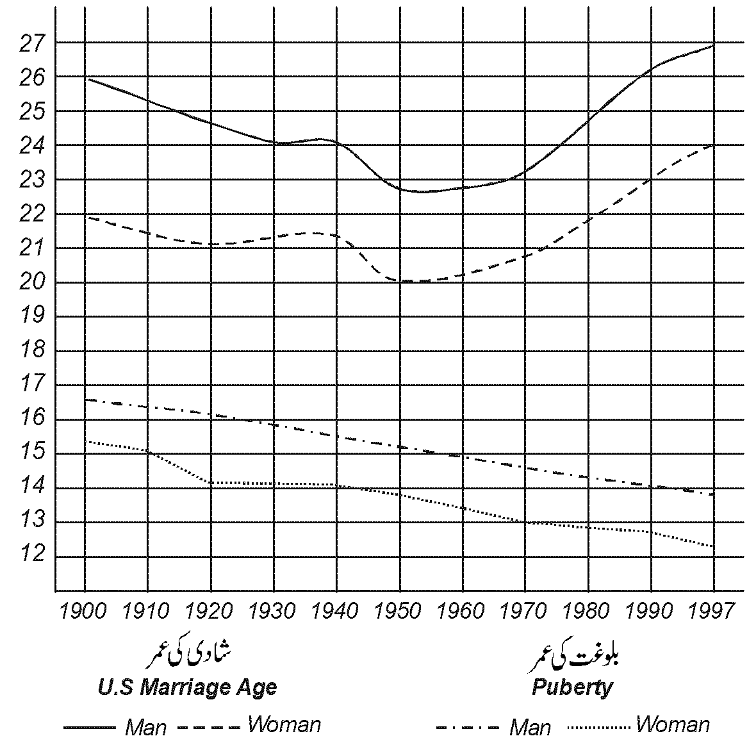

خاکہ نمبر 1: امریکہ میں نوجوان نسل میں بلوغت اور پہلی مرتبہ شادی کی عمر کا جائزہ

درج بالا ہر دو امور کا منطقی نتیجہ شادی سے قبل ناجائز جنسی تعلقات (زنا و دیگر ہمہ اقسام جنسی افعال) کی شکل میں نمودار ہوا۔ گوشوارہ نمبر 1 میں امریکہ اور یورپ کے تین ممالک کے نوعمر بچوں (TEENS) میں پہلی مرتبہ زنا کے عمر کی وضاحت کی گئی ہے

ممالک/اقوام	بچوں میں پہلی مرتبہ زنا کی عمر (سال)
امریکہ	15.8
نیدرلینڈ	17.7
جرمنی	16.2
فرانس	16.8

SULEMANI.COM.PK

اس گوشوارے سے پتہ چلتا ہے کہ امریکی نوعمر نسل کے افراد، یورپی ممالک کی نسبت 1 تا 2 سال جلد جنسی افعال (زنا) میں ملوث ہوجاتے ہیں۔ پہلی مرتبہ جنسی اختلاط دراصل نتیجہ ہے اس ''تلقین'' کا جس کی وجہ سے ان ممالک میں ''جنسی اختلاط کو دو نوجوان افراد کے درمیان وقتی لذت کوشی (Time Passing) اور فطری جذبات کی تسکین'' کا نام دے کر جائز قرار دیا گیا ہے جس پر معاشرے کے بعض امور کے نگران اور مذہبی لیڈروں (پوپ/ پادری/ ربی) کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے ''نوجوانوں کی معصوم خواہشات کی تکمیل'' کے نام پر گوارا کرتے ہیں!

مغربی ممالک میں زنا کی بڑھتی ہوئی شرح اوراس کے نتیجے میں ایڈز و دیگر جنسی امراض کے تدارک کے لئے ایک ''بہت آسان اور سستا نسخہ'' تجویز کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ سکول، کالجوں نیز پبلک مقامات پر مانع حمل کنڈوم اور گولیوں کی فراہمی اس قدر عام کر دی جائے کہ ''بوقت ضرورت'' ان کے حصول کے لئے کسی کو کسی قسم کا کوئی تردد یا بھاگ دوڑ کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ اب نوعمر نسل کے افراد یہ اشیاء اپنے پرس/ جیب میں رکھتے ہیں۔

مغربی دانشوروں کے اس ''اچھوتے نسخے'' کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ نوجوانوں میں کنڈوم اور گولیوں کا استعمال ان تمام ممالک میں یکساں طور پر مقبول ہو رہا ہے۔ (اور یہی نسخہ مغربی دانشور، اسلامی ممالک کے نوجوانوں کے لیے بھی تجویز کرنے اور اسے عام کرنے کے لیے سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں...... ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ بھی زنا کے عام ہونے کی شکل میں ظاہر ہوگا!)۔ نیدر لینڈ میں 85 فی صد ڈچ نوجوان (Adolescents) پہلی مرتبہ زنا کے وقت مانع حمل اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ جرمنی میں 56 فی صد جنسی طور پر بالغ لڑکے پہلی مرتبہ زنا کرنے کے وقت کنڈوم استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ امریکہ میں 25 فی صد نوجوان لڑکے بعمر 14 تا 22 سال، دونوں طریقے (کنڈوم نیز جنس مخالف کے لیے گولیاں) استعمال کرتے ہیں...... اور شاید یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں ایڈز میں مبتلا افراد

SULEMANI.COM.PK

کی شرح سب سے زیادہ ہے (تفصیل آئندہ صفحات میں آ رہی ہے)

جنسی اعمال میں بہت زیادہ اور جلدی ملوث ہونے کا ایک بدیہی نتیجہ زیادہ بچوں کی پیدائش یا اسقاط حمل (Abortion) کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ گوشوارہ نمبر 2 میں مختلف یورپی ممالک اور امریکہ میں ہر دو امور کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

گواشرہ نمبر 2: مختلف ممالک میں بچوں کی شرح پیدائش اور اسقاط حمل کا جائزہ

تعداد فی 1000 عورتیں بعمر 15 تا 19 سال		
ممالک/اقوام	شرح پیدائش	شرح اسقاط حمل
امریکہ	54.4	17
نیدرلینڈ	6.9	5.2
جرمنی	13.0	-
فرانس	9.1	7.9

درج بالا گوشارے سے پتہ چلتا ہے کہ

☆ امریکہ میں بچوں کی پیدائش اور اسقاط حمل کی شرح نمایاں طور پر یورپ کے تین ممالک کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ جرمنی کی نسبت یہ شرح 4 گنا ہے۔ اسقاط حمل کی شرح بھی دیگر ممالک کی نسبت دوگنی ہے۔

☆ نیدرلینڈ میں اس عمر کی لڑکیوں میں شرح پیدائش دنیا میں سب سے کم ہے درآنحالیکہ وہ ملک دنیا بھر میں اپنی جنسی قوت کے اظہار (LIBIDO) میں بدنامی کی حد تک مشہور ہے!

مغربی صنعتی ممالک میں ایڈز کا جائزہ:

امریکہ، دنیا کے تمام ممالک میں ایک ایسی حیثیت کا حامل ہے جس کی سیادت کا سکہ تمام ممالک (خواہی یا نخواہی) ماننے پر مجبور ہیں۔ تاہم اس ملک کی اخلاقی حالت کا

اندازہ درج بالا گوشوارے نیز جنسی امراض بالخصوص ایڈز میں مبتلا افراد کی زیادتی سے بھی لگایا جاسکتا ہے (گوشوارہ نمبر 3)

گوشوارہ نمبر 3: مختلف ممالک کی عام آبادی میں ایڈز کی شرح کا تقابلی جائزہ

ممالک/اقوام	ایڈز کی شرح (فی 10 لاکھ (ملین) آبادی
امریکہ	2.53
نیدرلینڈ	0.28
جرمنی	0.20
فرانس	0.75

چند مزید اعداد و شمار:

امریکہ میں دسمبر 2000ء کے آخر تک 774,467 ایڈز کے کیس رجسٹر ہوئے۔ ان میں سے:

☆...... 82 فیصد گورے (امریکن)، 38 فی صد سیاہ فام، 18 فی صد ہسپانوی نسل کے لوگ جبکہ ایک فی صد سے کم ایشین پیسفک جزائر اور ایک فی صد سے کم امریکن انڈین اور الاسکا کے باشندے تھے...... اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایشین پیسفک جزائر اور امریکن انڈین میں مادر پدر جنسی اختلاط نہ ہونے کے برابر ہے اور یوں ان اقوام کے لوگ ایڈز میں مبتلا ہونے سے بچے رہتے ہیں نیز یہ امران لوگوں کے خاندانی نظام کے استحکام کی جانب بھی اشارہ کرتا ہے!

درج بالا 82 فی صد مرد جو ایڈز کا شکار ہوئے، ان میں ایڈز پھیلانے والے عوامل (Factors) کا تجزیہ کچھ یوں ہے۔

☆ 46 فی صد مرد لواطت (ہم جنس پرستی (Gayism) کی وجہ سے ایڈز میں مبتلا ہوئے۔

☆ 25 فی صد مرد ایسے تھے جو نشہ آور اشیاء کے ایک دوسرے کی سرنج استعمال کرنے سے اس مرض کا شکار ہوئے ......یعنی

☆ 71 فی صد افراد ایسے تھے جو ہر دو غلط افعال کی بناء پر ایڈز میں مبتلا ہوئے اس سے امریکی عوام کی اخلاقی، ذہنی، تعلیمی اور صحت عامہ کے اصولوں سے عدم آگہی کا اندازہ لگانا اور اس رجحان کے جاری رہنے سے امریکن قوم کے مستقبل قریب میں تباہ و برباد ہونے کے بارے میں قیاس کیا جا سکتا ہے!

☆ گیارہ فی صد مریض، صنف نازک (عورتوں) کے ساتھ زنا کرنے کی وجہ سے اس مرض میں مبتلا ہوئے جبکہ

☆ ایک فی صد ایسے بھی تھے جو کسی متاثرہ فرد کا خون لگنے کی وجہ سے بیمار ہوئے۔

خاکہ نمبر 2 میں 2009ء میں امریکہ میں ایڈز کی چھوت لگنے کے طریقوں کے لحاظ سے نئے مریضوں کی شرح کا جائزہ لیا گیا ہے

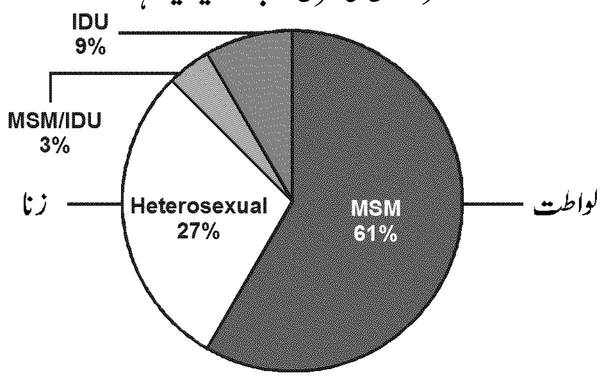

چند تازہ ترین حقائق:

امریکہ کی ایک مشہور ریاست وسکانسن (Wisconsin) میں ایڈز کے بارے میں ایک سروے جو 1983 سے لے کر جولائی 2012 تک کے ایڈز و دیگر امراض کے تازہ ترین اعداد و شمار پر مبنی ہے، ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ (گوشوارہ نمبر 4)

گوشوارہ نمبر 4: ریاست وسکانسن میں ایڈز کے مریضوں کے کوائف بلحاظ امراض کی قسم، جنس، اقوام/نسل اور عمر

		تعداد	فی صد	
کل مریض	=	8889	100	
الف) امراض کی تقسیم:				
i) ایڈز	=	5874	66	
ii) دیگر امراض علاوہ ایڈز	=	1578	34	
ب) بلحاظ جنس:				
i) مرد	=	7311	82	
ii) عورتیں	=	1578	18	
ج) بلحاظ اقوام/نسل				
i) امریکن	=	4597	52	87
ii) افریقن امریکی	=	3150	35	
iii) ہسپانوی	=	907	10	
iv) ایشین پیسفک جزائر	=	89	1	
v) امریکن انڈین/ ریڈ انڈین	=	67	1	
vi) نامعلوم	=	2	x	
د) بلحاظ عمر (سال)				
i) 20 سے 24	=	1063	12	
ii) 25 سے 29	=	1647	19	51
iii) 30 سے 34	=	1795	20	
iv) 35 سے 39	=	1523	17	
v) 40 سے 44	=	1033	12	

SULEMANI.COM.PK

ان اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ:

☆ ایڈز میں مبتلا ہونے والوں میں مردوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

☆ امریکن گورے اور افریقن امریکن (مخلوط نسل) کے افراد سب سے زیادہ اس مرض کا شکار ہوتے ہیں (52+35=87 فی صد)۔ یہ نتیجہ ہے جنسی افعال میں اس بے محابا طور پر ملوث ہونے کا جبکہ دیگر اقوام کے لوگ جنسی افعال سے پرہیز کرنے کی بناء پر اس مرض سے محفوظ رہتے ہیں۔

☆ بلحاظ عمر 20 سے 24 سال اور 30 سے 34 سال کی عمر کے لوگ جو ایڈز میں مبتلا ہوئے، ان کی شرح 51 فی صد ہے جو اس امر کی غماز ہے کہ یہ لوگ اوائل عمر میں جنسی افعال میں ملوث ہونے کی وجہ سے ایڈز میں مبتلا ہوئے۔

☆ امریکہ کی ایک دوسری ریاست کنیکٹیکٹ (Connecticut) میں 1981ء میں ایڈز سے متاثر 19473 لوگ متاثر ہوئے۔ جس میں سے 8899 (46 فیصد) مر گئے۔ جبکہ 10,574 مریض زندہ رہے۔ بلحاظ جنس، قوم/نسل، عمر اور چھوت لگنے کے طریقوں کے ان افراد کی تقسیم خاکہ نمبر 3 میں واضح کی گئی ہے۔

یورپ کے دیگر ممالک میں ایڈز:

امریکہ میں ایڈز کے بارے میں معلومات کا مطالعہ کرنے کے بعد اب یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم مغربی دنیا کے چند دیگر ممالک میں ایڈز کے وقوع کا بھی مطالعہ کریں۔

(الف) برطانیہ:

گوشوارہ نمبر 5 میں برطانیہ میں ایڈز کی چھوت لگنے کے طریقوں کے لحاظ سے مریضوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

خاکہ نمبر 3: امریکی ریاست کنیکٹیکٹ (Connecticut) میں

ایڈز سے متاثرہ افراد کا جائزہ

(بلحاظ جنس، نسل/اقوام، عمر، چھوت لگنے کے طریقوں کے)

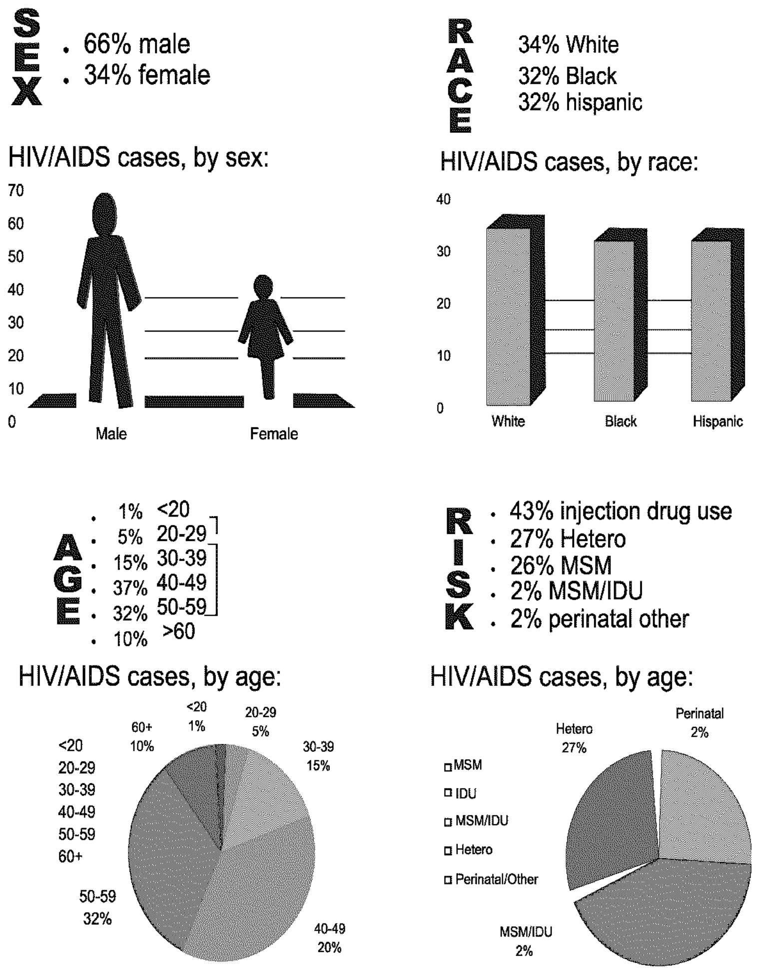

SULEMANI.COM.PK

گوشوارہ نمبر 5: برطانیہ میں ایڈز کی چھوت لگنے کے طریقوں کے
لحاظ سے مریضوں کی تعداد کا جائزہ

چھوٹ لگنے کے طریقے	مرد	عورتیں	کل	شرح فیصد
	مریضوں کی تعداد			
عمل قوم لوط	11824	-	11824	66
زنا	1842	1748	3590	20
نشہ آور اشیاء کے انجکشن کے ذریعے	799	322	1121	6
انتقالِ خون کے ذریعے	736	100	836	5
مخلوط طریقے	382	233	615	3
کل	15583	2403	17986	100
کل کا فیصد	87	13	100	

درج بالا اعداد وشمار سے ذیل کے ہوشربا حقائق کا علم ہوتا ہے کہ

☆ برطانیہ میں ایڈز کا مرض لاحق ہونے کی سب سے بڑی وجہ عمل قوم لوط ہے جس میں 66 فی صد مرد مبتلا ہوتے ہیں جس سے اس قوم میں غیر فطری ذرائع سے جنسی تسکین حاصل کرنے کے رجحان کی غمازی ہوتی ہے —— چونکہ یہ عمل بالخصوص سکول/ کالج کے نوعمر بچوں (Adolescents) میں عام ہوتا ہے جس کی وجہ سے 20 تا 34 سال کی عمر کو پہنچنے پر ان میں اس مرض کی شرح 4 تا 25 فی صد ہے۔

ایڈز کی روک تھام:

مغربی مما لک میں ایڈز کی حالت زار کا مطالعہ کرنے کے بعد جس میں لاکھوں انسان نہ صرف اموات کا شکار ہو رہے ہیں بلکہ اس کی وجہ سے ان کی زندگی بھی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے، اب یہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس راہ نمائی کا بھی مجملاً مطالعہ کریں جو

اسلام نے انسان کو ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لیے دی ہے جس میں اس قسم کے امراض کا وجود بھی نہیں پایا جاتا۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب کبھی بھی ایسا ہوا کہ کسی قوم میں گناہوں کی بھرمار ہو جائے اور اس قوم کے لوگ ان گناہوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم میں ایسی بیماری پیدا کر دیتا ہے جو ان کے آباء واجداد میں نہ تھیں۔'' (ابن ماجہ)

چونکہ فی الوقت ایڈز کا کوئی شافی علاج دریافت نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا کی جاسکتی ہے اس لئے موجودہ زمانے میں مغربی ممالک کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ فوری طور پر اپنے باشندوں بالخصوص نوجوان نسل (لڑکے اور لڑکیوں) کے ذہن میں اخلاقی تعلیم اور تربیت کے ذریعے اس امر کو پختہ کریں کہ نوجوانی میں جنسی جذبات کا ہونا اگرچہ فطری امر ہے تاہم یہ ضروری نہیں کہ اس فطری جبلت کی تسکین کے لئے شادی سے قبل وہ کسی قسم کے بھی جنسی فعل بالخصوص لواطت میں مبتلا ہوں۔ مغربی دانشوروں کی یہ رائے کسی صورت بھی اطمینان بخش نتائج نہیں دے سکتی اور نہ ہی وہ اپنے باشندوں کو ان مہلک بیماریوں سے نجات دلا سکتے ہیں کہ ''وہ جنسی آوارگی، زنا، عمل قوم لوط، شراب نوشی اور اس قسم کے دیگر اعمال میں ملوث بھی رہیں لیکن چند احتیاطی تدابیر از قسم کنڈوم یا مانع حمل گولیوں کا استعمال کریں تو وہ ان امراض کے برے نتائج سے محفوظ رہ سکتے ہیں''...... ان تمام ممالک نے گذشتہ ایک صدی میں مانع حمل طریقوں (کنڈوم اور مانع حمل گولیوں) کے علاوہ بلین ڈالرز تعلیمی نظام کے ذریعے جنسی انارکی سے بچنے کے لیے خرچ کیے ہیں لیکن ان تمام تر اخراجات اور کوششوں کا جو نتیجہ نکلا، اس کا بھرم گذشتہ صفحات میں مندرج اعداد وشمار اور حقائق نے کھول دیا۔ چونکہ یہ تمام تر معلومات خود امریکی اور یورپین ذرائع سے اخذ کی گئی ہیں، اس لیے ان کے بارے میں کسی قسم کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

SULEMANI.COM.PK

یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے کہ حکمت و دانائی کا تقاضہ یہ ہے کہ انسانی جنسی بے راہ روی کے اس مسئلے کا حل صحیح الہامی ہدایات، نفسیات اور سائنسی معلومات کی روشنی میں کیا جائے تا کہ اسے ایسی صحیح بنیادوں پر استوار کیا جا سکے کہ وہ مقصد جس کی خاطر خالق کائنات نے اس جبلت کو انسان میں ودیعت فرمایا ہے بہ احسن پورا ہو سکے۔

یہ وہ نازک مقام ہے جہاں ایک الہامی دین کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو انسانوں (عورت اور مرد) کی زندگی کو ایک ضابطے کا پابند بنائے تا کہ وہ معاشرے اور انسانی تہذیب کی ترقی کا ذریعہ بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام الہامی مذاہب نے انسانی زندگی میں شادی کے ادارے کے قیام کے ذریعے عورت اور مرد کے جنسی تعلقات کو ایک قانونی شکل دی ہے تا کہ اس طرح خاندانی نظام کی بنیاد پڑے اور نسل انسانی کو فروغ حاصل ہو اور اس بناء پر تمام مذاہبِ سماوی نے شادی کے علاوہ لذتِ شہوانی کے حصول کے تمام غیر فطری طریقوں کو حرام قرار دیا ہے۔

یہاں کچھ لوگ سوال کر سکتے ہیں کہ مذہب کو انسانی زندگی کے جنسی معاملات کے ساتھ نتھی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بظاہر یہ ایک بہت مدلل اعتراض نظر آتا ہے لیکن بنظر غائر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مذہب اور جنسی معاملات کو نتھی کرنا نہیں کیونکہ اگر نفسیات، انسانی زندگی کے رویوں اور معاملات کی سائنس کا نام ہے تو دین (مذہب) بلاشبہ اس دنیا میں انسانی رویوں اور اعمال کی تہذیب کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ انسانی زندگی کی تمام تر بے راہ روی اور غلط اعمال کو ٹھیک سمت پر ڈالنے کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ ان جبلی اور فطری داعیات کو الہامی تعلیمات کے تحت کر دیا جائے کیونکہ انسانیت کے تمام تر دکھوں کا مداوا اور مستقل علاج دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہے۔

چارہ ایں است کہ از عشق کشادے طلبیم
پیش او سجدہ گذاریم و مرادے طلبیم!
(اقبالؒ)

SULEMANI.COM.PK

ضمیمہ ب:

امریکہ میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح اوراس کے مضمرات

انسانی تاریخ میں جنسی جبلت ایک بہت طاقتور داعیہ ہے جس کا تعلق انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی معاملات کے دونوں پہلوؤں پر محیط ہے۔اس کے ذریعے نہ صرف دنیا میں نوع انسانی کوفروغ حاصل ہوتا ہے بلکہ انسان کی معاشرتی زندگی میں بھی اس کی اہمیت کم نہیں۔نکاح اور شادی کے ذریعے ایک خاندان وجود میں آتا ہے جس کا دائرہ بڑھتے بڑھتے قبائل اور اقوام کی صورت میں انسانی تہذیب وتمدن کی صورت میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔شادی اور نکاح کی صورت میں زوجین کے درمیان ہم آہنگی اور ذہنی، جسمانی نیز نفسیاتی مطابقت کی وجہ سے دونوں زوجین کے درمیان محبت ومودت کا قیام بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے اور جس کے بگاڑ کی صورت میں طلاق اور خاندانی زندگی کی تباہی و بربادی وقوع پذیر ہوتی ہے۔زیرنظر مضمون میں مغربی ممالک بالخصوص امریکہ میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ، امریکن قوم کے افراد اوران کی اجتماعی معاشرتی زندگی پراس کے گھمبیر مضمرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

گذشتہ ایک صدی میں امریکہ اور دیگر یورپی ممالک میں شادی/ بیاہ کے تصور میں ایک بہت بڑی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔اپنے مخصوص معاشی، معاشرتی، تعلیمی عوامل کی بناء پران اقوام میں شادی کے ایسے بہت سے طریقے رائج ہو گئے ہیں جن میں سیریل یک زوجگی (Serial Monogamy) یا بیویوں کی شراکت (Wife Swapping)، اجتماعی شادی (Group Marriage) اور ہم جنس پرستی (Homosexuality / Gayism) جیسے مختلف طریقے رائج ہیں۔(تفصیلات کے لئے دیکھئے کتاب ''جنس اور

SULEMANI.COM.PK

جنسیت: اسلامی تناظر میں (2010) شائع کردہ نشریات، اردو بازار لاہور) یاد رہے کہ شادی کے ان تمام نام نہاد طریقوں کا مقصد انفرادی طور پر صرف جنسی لذت کا حصول رہ گیا ہے۔ اور یہ اس بنیادی تصور کے بالکل برعکس ہے جس کے تحت زوجین کے درمیان محبت و وفاداری کا ایک مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے حقوق وفرائض کا تعین ہوتا ہے جس کے نبھانے کو وہ دونوں مکلّف ہوتے ہیں۔ بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی پابند ہوتی ہے اور اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ گھریلو امور کی نگران ہو گی، اپنے بچوں کی پرورش و نگہداشت کا فریضہ سرانجام دے گی اور دونوں فریقین ایک دوسرے سے جائیداد کے حصول کے بھی حقدار ہوتے ہیں نیز خاوند اس امر کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی/ بچوں کی رہائش، خوراک اور دیگر ضروریات کا کفیل ہو۔

امریکہ اور مغربی ممالک میں شادی بحیثیت ایک ادارے کے بہت کمزور ہو گئی ہے۔ ایک امریکی رپورٹ کے مطابق ''قومی سطح پر شادی کی شرح میں گذشتہ چار دہائیوں کے مقابلے میں 43 فی صد کمی واقع ہوئی ہے۔ سائنس دانوں نے لوگوں کے اس رجحان کو مورد الزام ٹھہرایا ہے جس کے تحت وہ درج بالا طریقوں سے شادی کر رہے ہیں۔ کیونکہ امریکن قوم، جنسی رویوں اور اعمال کے بارے میں بہت تنوع پسند واقع ہوئی ہے۔ امریکہ میں 25 سے 40 سال کی عمر کی آبادی کے نصف لوگ ایسے ہیں جنہوں نے صنف مخالف کے کسی دوسرے فرد کے ساتھ، کسی نہ کسی وقت شادی کے بغیر اکٹھے زندگی بسر کی ہوتی ہے!

مغربی ممالک میں موجودہ نسل کے افراد ایک کامیاب شادی کی زندگی گذارنے کے بارے میں ناامید ہیں۔ بہت سے نوجوانوں (لڑکوں اور لڑکیوں) کی نظر میں یہ ایک ناقابل حصول مقصد ہے۔ اس کے برعکس بہت سے نوجوان لڑکے/ لڑکیاں بغیر شادی کے اکٹھے رہنے اور اس طرح بچوں کے والدین بننے کا کھلم کھلا اظہار کرتے ہیں۔ شادی/ بیاہ کے رجحان میں کمی کی ایک بڑی وجہ عورتوں کا معاشی طور پر خود کفیل ہونا

SULEMANI.COM.PK

بھی ہے۔ چونکہ آج کل کی عورتیں زیادہ پڑھی لکھی ہیں اور گھر سے باہر نکل کر بہتر ملازمت کر سکتی ہیں (یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ اس طریق پر بڑی بڑی کمپنیوں میں کام کرنے پر کمپنی کے ڈائریکٹر/ مالکان کس طرح ان کی عزت وعصمت سے کھیلتے ہیں جس کا انہیں خیال تک نہیں ہوتا) بہ نسبت ماضی کے، اس لیے وہ شادی کے ذریعے اپنی معاشی حالت کو بہتر بنانے کی ضرورت مند نہیں ہوتیں۔

طلاق یعنی شادی کے بندھن کو توڑنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ زوجین کو ان مشکلات سے نجات مل سکے جس میں وہ شادی کے غلط رسم ورواج کی وجہ سے پھنس گئے ہوں۔ اگرچہ شادی کا مطلب ایک دائمی وفاداری کا عہد ہوتا ہے تاہم تاریخ انسانیت میں شادی کے ساتھ طلاق بھی ایک جز ولاینفک کی حیثیت سے موجود رہی ہے۔ یورپ میں صنعتی انقلاب اور شہری آبادی کے بڑھتے ہوئے رجحان (Urbanization) بھی دو ایسے اہم عوامل ہیں جن کی وجہ سے وہاں طلاق کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔

شادی بیاہ کی ناکامی کی وجہ سے معاشرتی سطح پر بے شمار منفی اثرات کا ظہور ہو رہا ہے۔ ایسے بچے جن کی پرورش جب صرف ایک فرد (بالعموم والدہ) کے کندھوں پر آن پڑتی ہے تو وہ غربت وعسرت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ایسے بچے شراب اور دیگر منشیات کے عادی ہو جاتے ہیں۔ سکول میں فیل ہو کر تعلیم کو خیر باد کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ تشدد اور مار پیٹ کا نشانہ بنتے ہیں۔ بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر مطلقہ عورتوں کے بچوں پر بھی طلاق کے گہرے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ خود بھی شادی کے بغیر والدین بن جاتے ہیں اور زیادہ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

امریکہ میں خاندانی نظام بہت حد تک تنزلی کا شکار ہے بالخصوص بیسویں صدی کے آخری حصے یعنی 1960 سے 1970 کے دوران خاندانی نظام میں تبدیلیاں بہت تیزی کے ساتھ واقع ہوئیں جبکہ نئی نسل (Baby Boom) نے بلوغت کی سرحدوں میں قدم رکھا۔ 1915ء میں بیشتر امریکن اپنی زندگی کے درج ذیل چار ادوار سے لطف اندوز ہوتے

SULEMANI.COM.PK

تھے۔

اولاً......زیردست بچوں کی طرح اپنے فطری اور جائز والدین کے ساتھ

ثانیاً......میاں بیوی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہ کر

ثالثاً......والدین کے طور پر اپنے جائز بچوں کے ساتھ ایک خاندان/فیملی میں

رابعاً......دادا/دادی اور نانا/نانی کے طور پر

اس زمانے میں امریکی کل آبادی (100 ملین) کا 50 فی صد سے زائد حصہ دیہاتوں میں رہتے تھے۔ یہ لوگ ایک خاندان کی شکل میں زندگی بسر کرتے تھے۔ نوجوان نسل کے لوگ اپنے والدین/رشتے داروں سے علیحدہ رہنے کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ ایک مشترکہ خاندان (Joint Family) کے تحت رہتے تھے۔اسی طرح بیوہ/مطلقہ والدین بھی اپنے پوتوں/نواسوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو پسند کرتے تھے۔اس زمانے میں طلاق کی شرح بہت حد تک کم تھی جبکہ شادی کی شرح کم از کم 10 فی 100 لڑکیوں کی تھی جن کی عمر 14 سال ہوتی تھی یعنی وہ جلد ہی شادی کے بندھن میں بندھ جاتی تھیں!

موجودہ دور میں اس صورت حال کے برعکس نوجوان نسل کے جلد بالغ ہونے (متوازن خوراک کی باافراط فراہمی کے ذریعے) تاہم شادی کی عمر میں غیر ضروری تاخیر کی وجہ سے نوجوان نسل کے لوگ علیحدہ گھروں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔شادی کے بعد جلد ہی بہت سے امریکن نوجوان نسل کے افراد (لڑکے/لڑکیاں) میں طلاق ہو جاتی ہے۔1970 کے درمیانی عرصے میں اس کی شرح ہر دو شادیوں میں سے ایک طلاق پر منتج ہوتی تھی یعنی 50 فی صد۔عمر میں طوالت کی وجہ سے اب طلاق کی صورت میں بہت سی عورتیں عمر رسیدہ حالت میں تنہائی کی طویل زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ایک ماہر معاشرتی علوم کی پیش گوئی بہت حد تک پوری ہوتی نظر آ رہی ہے کہ آئندہ دس سالوں میں امریکہ میں شادی شدہ جوڑے اقلیت کی تعداد میں رہ جائیں گے (Chery

(Wetzstein 1999) ۔1987 میں ہر 100 عورتیں بعمر 15 سال میں سے صرف 5.6 عورتوں کی شادی ہوتی تھی جو 1950ء کے مقابل میں 40 فی صد کم تھی جبکہ طلاق کی شرح میں 1920ء اور 1930ء کے مقابلے میں 3 گنا اضافہ ہوا اور 1950 تا 1965 میں یہ اضافہ دوگنا تھا۔ پس آج امریکن آبادی میں شادی/ بیاہ کی عمر میں تاریخ کے گذشتہ دور کی نسبت بہت زیادہ تاخیر ہوئی ہے اور شادی کی صورت میں طلاق کی شرح میں بہت زیادہ اضافہ دوسری جنگ عظیم کے پہلے اور بعد کے دور سے ہوا ہے۔ (James R. Wetzel, 1996)

امریکہ میں شادی کی عمر میں تاخیر کے مضمرات:

ذیل میں شادی کی عمر میں تاخیر کے مضمرات کا مختصر طور پر ذکر کیا جا رہا ہے۔

☆ ......ملک کی کل آبادی کی شرح میں کمی واقع ہوئی ہے۔

☆ ......1990ء اور بعد میں شادی کے بندھن ٹوٹنے (طلاق) کی شرح میں اضافے کا تعلق بھی شادی کی عمر میں تاخیر کی وجہ سے ہوتا ہے کہ بڑی عمر میں لڑکے اور لڑکیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ نباہ کرنے کی صلاحیت بہت تک کم ہو جاتی ہے کیوں کہ ان کی عادات پختہ ہو جاتی ہیں اور کسی قسم کے اختلاف کی صورت میں نتیجہ طلاق کی صورت میں نکلتا ہے!

☆ ......شادی کی عمر میں زیادتی کی وجہ سے شادی سے قبل نوجوان لڑکیوں کے لیے اس امر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں کہ کسی لڑکے (بوائے فرینڈ) کے ساتھ جنسی تعلقات کے نتیجے میں ناجائز حمل کی وجہ سے بچوں کی پیدائش ہو جاتی ہے کیوں کہ نوجوانوں کا اس عمر میں جذبات پر قابو پانا بہت حد تک ممکن نہیں ہوتا جبکہ معاشرتی اور قانونی طور پر آزادانہ میل جول/ اختلاط پر کسی قسم کی کوئی روک ٹوک بھی نہ ہو۔ 1980ء کے دوران نئے خاندانوں (Families) کی تشکیل کی

SULEMANI.COM.PK

ایک اہم ترین وجہ ناجائز بچوں کی پیدائش بھی تھی۔ 1987ء میں 933,000 ناجائز بچوں کی پیدائش ایسی لڑکیوں کو ہوئی جن کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ جس میں ایسی عورتیں بھی شامل تھیں جن کی اوائل عمر میں طلاق یا بیوگی کی وجہ سے دوبارہ شادی نہیں ہوئی تھی اور یہ تعداد کل بچوں کی پیدائش کا 24.5 فی صد تھی یعنی ایک چوتھائی کے قریب۔

امریکہ میں طلاق کی وجہ سے خاندانی نظام کی تباہی کے چند اہم ترین عوامل:

ذیل میں ایک امریکی ماہر عمرانیات (James R. Wetzel, 1996) کے ان خیالات کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں جو انہوں نے امریکی معاشرے میں طلاق کی وجہ سے خاندانی نظام کی تباہی کے عوامل کے بارے میں کہے ہیں۔

☆...... 1915 سے 1975 تک (60 سال کے عرصے میں) امریکہ میں طلاق کی شرح میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

☆...... 1958 میں امریکہ میں 14 ملین (140 لاکھ) مرد و زن طلاق یافتہ تھے۔ یہ تعداد 1950ء کے مقابلے میں 2.4 ملین (24 لاکھ) زیادہ تھی!

☆...... موجودہ دور میں امریکی آبادی کا 9 فی صد جن کی عمر 25 سال اور اس سے زائد تھی، طلاق یافتہ تھی۔ 1950ء کے مقابلے میں یہ تعداد 2.6 فی صد زائد تھی۔

☆...... طلاق کے موجودہ رجحان کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ 1970ء میں ہونے والی شادیوں کی نصف سے زائد تعداد طلاق پر منتج ہو گی جو 1950 کے مقابلے میں دوگنی ہے!

☆...... چونکہ بیشتر مطلقہ عورتوں کے بچے بھی ہوتے ہیں اور ناجائز بچوں کی پیدائش کی شرح میں اضافے کی وجہ سے امریکن قوم کے بچوں کی کل تعداد کا قریباً ایک چوتھائی یعنی 15.3 ملین بچے جن کی عمر 18 سال سے کم تھی وہ 1980ء میں صرف

اپنی ماں کے ساتھ اکیلے رہنے پر مجبور تھے۔ یہ تعداد 1960ء کے مقابلے میں 9 فیصد یعنی 5.8 ملین زائد اور 1970ء کے مقابلے میں 12 فی صد یعنی 8.2 ملین زائد تھی۔

☆ ...... قریباً ہر دس میں سے 9 بچے اپنی ماں کے ساتھ تنہا رہنے پر مجبور ہیں جن کی آمدنی بھی بہت کم ہوتی ہے۔

☆ ...... زوجین میں سے کسی ایک کی موت بھی ایک دوسری اہم ترین وجہ ہے خاندانی نظام کے بکھر جانے کی۔

☆ ...... پہلی نسلوں کے برعکس، موجودہ زمانے کی بہت سی مائیں غیر شادی شدہ ہوتی ہیں جب ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ان ناجائز بچوں کی پیدائش کی شرح سالانہ 1940ء میں 7.1 فی ہزار غیر شادی شدہ عورتیں بعمر 15 سا 44 سال سے بڑھ کر 19.3 فی ہزار غیر شادی شدہ عورتیں 1955 میں، 26.4 فی ہزار 1970 میں اور 36.1 فی ہزار عورتیں 1987ء میں ہوگئی۔ 1960 میں 35 فیصد سے کس قدر زائد ناجائز بچوں کی پیدائش ایسی عورتوں کو ہوئی جو غیر شادی شدہ تھیں جبکہ 1987ء میں یہ شرح 25 فی صد تھی!

☆ ...... ناجائز بچوں کی پیدائش نیز ان کی پرورش کی وجہ سے ایک خاندان/فیملی کا وجود عمل میں آتا ہے نیز اس کے ساتھ ساتھ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کی وجہ سے امریکن بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسے گھروں میں رہنے پر مجبور ہوتی ہے جسے چلانے کی ذمہ داری صرف ایک عورت یعنی ماں کے کندھوں پر ہوتی ہے۔ آج کل ایک چوتھائی خاندان جو ناجائز بچوں پر مشتمل ہیں وہ ایک عورت کے تحت قائم ہیں جن کی تعداد ہر 10 میں سے 9 ہے یعنی 90 فی صد —— یہ تعداد 1970ء کے مقابلے میں دوگنی ہے جبکہ 1940 کے اواخر کے مقابلے میں تین گنا زائد ہے!

SULEMANI.COM.PK

☆ ......ایک عورت (ماں) کے تحت پلنے والے ناجائز بچوں کی وجہ سے ایک اور معاشرتی مسئلہ بھی سر اٹھاتا ہے بمقابلہ ایسے بچوں کے جو دونوں فطری والدین کے تحت زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایسے بچے زیادہ غربت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مثلاً 1988ء میں غربت کی شرح ایسے خاندانوں میں 44.7 فی صد تھی جن کی پرورش ایک ماں کی ذمہ داری تھی یعنی بچوں کی بیشتر تعداد غربت وعسرت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے جن کی تعداد 20 فیصد تھی یا ہر 5 میں سے ایک بچہ بمقابلہ 10.7 فی صد افراد جو 18 سال یا زائد عمر کے تھے۔

درج بالا اعداد وشمار یہ بتانے کے لیے کافی ہیں کہ طلاق کی وجہ سے امریکن معاشرہ اور خاندان ایک ایسے گھمبیر اور بظاہر نا قابل حل مسئلے کا شکار ہیں جس کی وجہ سے وہ تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ امریکہ اور دیگر اقوامِ مغرب میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح نے عیسائیت اور یہودیت کی تعلیمات نیز تہذیب مغرب کے بارے میں ایک بہت ہی سنجیدہ سوال پیدا کر دیا ہے کہ آیا مغرب میں رہنے والے کروڑوں انسانوں کا یہی مستقبل ہے کہ وہ تباہی کے اس دوراہے پر کھڑے ہوں نے پر مجبور ہیں؟ —— ہم اخلاص نیت سے یہ سمجھتے ہیں کہ کروڑوں انسانوں کو اپنے بنائے ہوئے اندھے اور بہرے قانون کے تحت زندگی بسر کرنے کے لیے بے یار و مددگار چھوڑ نا مناسب نہیں —— اسلام ان تمام سماجی اور خاندانی نظاموں کو تباہ وبرباد کرنے والے مغرب کو آج کے دور میں درپیش ان مسائل کا ایک بہت ہی معتدل حل تجویز کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے تحت اللہ تعالیٰ نے شادی/ نکاح کی اہمیت وضرورت پر خصوصی زور دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی زوجین کے درمیان تعلق منقطع ہونے کی صورت بھی جائز قرار دی ہے اگر وہ دونوں پیار محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ نباہ نہیں کر سکتے تاہم طلاق کے بعد مرد اور عورت دونوں کو اس امر کی اجازت بھی دی ہے (بلکہ ترجیحاً تاکید کی ہے) کہ وہ جہاں چاہیں، اپنی مرضی سے نکاح ثانی کر لیں۔ یہ اجازت عیسائیت کی اس موجودہ تعلیم کے بالکل برعکس ہے کہ

دوبارہ شادی/نکاح کرنے سے فریقین زنا میں ملوث ہو جاتے ہیں۔

(Luke 16:18-Mark 10:11-12) —— انسانی فطرت اس بات سے ابراہٹ محسوس کرتی ہے کہ پادریوں کی بنائی ہوئی اس تعلیم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کیا جائے جن کی تعلیمات پیار محبت اور صلح و آشتی کے پیغام کے سوا کچھ نہیں جو وہ تمام انسانوں کے درمیان پیدا کرنا چاہتے تھے!

اسلامی طریقہ طلاق:

اس مقالے کے صفحات اس امر کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ طلاق کے وہ تمام احکامات اور ان کی تفصیلات پر یہاں گفتگو کی جائے جو اسلام نے دیئے ہیں تاہم اس امر کی نشان دہی کی جا سکتی ہے کہ اسلامی تعلیمات میں دونوں صنفوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کا اس دقتِ نظر کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے کہ ان میں کسی بھی صنف کے ساتھ زیادتی یا حمایت کا کوئی شائبہ تک بھی نہیں۔

اسلام میں شادی کا مقصد میاں بیوی کے درمیان محبت و مودت کے ذریعے بچوں کی پیدائش ہے تا کہ نہ صرف ایک مضبوط خاندان کی بنیاد پڑے بلکہ اس طریق پر مسلمانوں کی ایک نئی نسل وجود میں آتی ہے جو اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کے مقصد اسلامی کو آگے بڑھاتی ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر شادی کے ادارے کو ختم کرنا، زوجین کے درمیان تفریق کا ہو جانا، دراصل اس بنیادی مقصد کی نفی ہے جن سے شادی اور خاندانی نظام کی تکمیل ہوتی ہے—— شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمام جائز امور میں، طلاق ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے بری ہے''(ابوداؤد)

یہاں اس امر کی نشان دہی بھی ضروری ہے کہ مسلم معاشرے میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کے متعدد عوامل ہیں جن میں اہم ترین دینی تعلیمات سے لاعلمی بالخصوص جنسی

تعلیم سے آ گاہ نہ ہونا، مالی مشکلات، سسرال میں تعلقات بالخصوص شادی کے بعد ساس/سسر اور دیگر اہل خانہ کا نئی نویلی دلہن اور اس کے خاوند پر نارواقسم کے مسائل وغیرہ کا ہونا ہے۔ اگرچہ میاں بیوی دونوں ہی مسلمان ہوتے ہیں لیکن ان میں کوئی زیادہ دین پر عمل کرتا ہے جبکہ دوسرا کسی قدر کم۔ موجودہ زمانے میں معاشرے کے چلن کے مطابق زندگی گذارنے کے معاملے میں زوجین کے درمیان اختلاف ہوسکتا ہے جو دین کی تعلیمات سے مکمل آگہی نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ اس طرح ساس/سسر کا رویہ ہے کہ وہ ایک نوبیاہتا دلہن سے بہت زیادہ توقعات باندھ لیتے ہیں۔ جہیز اور مالی معاملات ہیں جو اکثر و بیشتر گھریلو تلخیوں کا سبب بنتے ہیں۔ میاں بیوی اکثر و بیشتر اپنی نجی اور انفرادی زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق وفرائض سے بھی آگاہ نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ان کی ذاتی زندگی میں بھی اختلاف رائے پیدا ہوسکتا ہے۔ اس طرح کے تمام حالات و واقعات میں ضروری ہے کہ مسلم معاشرے میں اہل علم لڑکوں/ لڑکیوں نیز ان کے والدین کو ان حقوق وفرائض سے کما حقہ آگاہ کرنے کی کوشش کریں جو بالآخر ایک کامیاب زندگی کے لئے ضروری ہیں۔ ساس/سسر کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے کی بیوی، جسے وہ بہت چاہت اور محبت کے ساتھ بیاہ کر لائے تھے، اس کے ساتھ اپنی لڑکیوں اور بیٹیوں جیسا سلوک کریں۔ نوبیاہتا جوڑے کا یہ حق ہے کہ انہیں آغاز میں بالکل آزادانہ طور پر بروقت گذارنے کا موقعہ دیا جائے تاکہ وہ ان ابتدائی ایام میں ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلقات کے ذریعے زیادہ سے زیادہ محبت اور باہمی فضا کو قائم کرسکیں۔ کیونکہ ان ایام میں ایک دوسرے کے ساتھ جو محبت و یگانگت پیدا ہو جاتی ہے، وہ مستقبل میں کامیاب زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے!

صحیح دینی تعلیمات کے نہ ہونے کی بناء پر طلاق کے بارے میں ہمارے معاشرے میں بہت مغالطے پائے جاتے ہیں۔ اسلام کی رو سے شادی/ نکاح ایک عورت اور مرد کے درمیان اکٹھے رہنے کا معاہدہ ہے جس کے تحت دونوں پر حقوق وفرائض کی ذمہ

داریاں پڑ جاتی ہیں۔ایک مسلمان مرد طلاق دے سکتا ہے بشرطیکہ اس کے پاس اس سخت ترین اقدام کرنے کے لئے معقول وجوہات ہوں۔ اسلام، معمولی سی تلخیوں اور شکررنجیوں کی بنیاد پر بے محابا طلاق دینے کا روادار نہیں۔

اسلام میں طلاق دینے کے بہت سے طریقے ہیں۔لیکن مسلمانوں کی اکثریت اس کے بارے میں معلومات نہیں رکھتی اور غصے یا اشتعال میں آ کر ایک دم تین طلاق دے بیٹھتے ہیں۔تاہم اگر اس طریقے پر عمل کیا جائے جو صحیح طریقہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو اکثر و بیشتر لوگوں کو بعد میں اس معاملے پر پچھتانا نہیں پڑتا۔ مذہبی لیڈروں اور آئمہ کرام کا یہ فرض ہے کہ وہ ان امور کے بارے میں عوام کی راہ نمائی کریں۔تاہم مزید تفصیلات کے لئے مصنف کی کتاب ''جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں (2010) کا مطالعہ مفید رہے گا جس میں اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے!

❀❀❀

ضمیمہ ج:

جنسی بے راہ روی: ایک چیلنج [1]

موجودہ زمانے میں فحاشی اور جنسی بے راہ روی کے جس طوفان نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اب وہ ہمارے دروازے پر ہی دستک نہیں دے رہا بلکہ ہمارے گھروں کے اندر بھی داخل ہو چکا ہے۔ ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ اور دیگر مخرب اخلاق پرنٹ میڈیا کے ذریعے ہماری نوجوان نسل جس انداز میں اُس کا اثر قبول کر رہی ہے، اس کے پیش نظر یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ ہم بھی یورپ اور امریکا کے نقش قدم پر نہایت تیزی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں، جس پر وہ عیسائی مذہبی رہنماؤں کی غلط تعلیمات و نظریات کے نتیجے میں آج سے ایک ڈیڑھ صدی قبل رواں دواں ہوئے تھے۔ امریکا اور یورپ اس جنسی بے راہ روی کی وجہ سے بن بیاہی ماؤں، طلاقوں کی بھرمار، خاندانی نظام کی تباہی اور جنسی امراض بالخصوص ایڈز کی وجہ سے تباہی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ کیا مسلمان ممالک بھی انھی نتائج سے دوچار ہونا چاہتے ہیں؟ یہ اور اس قسم کے چند سوالات ہیں جنھوں نے اس ملک کے سوچنے سمجھنے والے طبقے کو پریشان کیا ہوا ہے۔ اس کا علاج ایک طرف امریکا، یورپ اور اقوامِ متحدہ کی جانب سے مختلف غیر سرکاری تنظیموں کے ایک جال ہم رنگ زمیں کے ذریعے مسلمان ممالک کو اسی رنگ میں رنگنے کے لیے تگ و دو کرنے سے ہو رہا ہے۔ تاہم اس کا دوسرا یقینی اور قابل اعتماد حل وہ ہے جو ہمیں قرآن اور اسلامی تعلیمات کے ذریعے دیا گیا تھا، جسے نظر انداز کرنے اور بھلانے سے ہم آج اس دوراہے پر کھڑے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی

[1] بشکریہ ماہنامہ ''عالمی ترجمان القرآن'' دسمبر 2013ء

SULEMANI.COM.PK

گئی ہے۔

موجودہ زمانے میں جنس اور جنسیت کے بارے میں ایک متوازن اور متعدل نقطۂ نظر پیش کرنے کی ضرورت طویل عرصے سے محسوس کی جارہی تھی۔ خاص طور پر ہماری وہ نسل جو آج کل کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم ہے، جہاں مخلوط تعلیم کی بنا پر وہ ہر وقت آپس میں ایک دوسرے سے رابطے میں رہتے ہیں۔ وہ ایک کلاس روم میں پڑھتے ہیں، ایک جگہ لائبریری، لیبارٹری میں کام کرتے ہیں اور تعلیمی اداروں سے باہر ہوٹل، پارکوں اور دیگر تفریحی مقامات پر بھی انھیں میل جول کے مواقع حاصل ہیں۔ انھیں بار بار یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ وہ یہ جانیں کہ اسلام کا اس حوالے سے کیا نقطۂ نظر ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعلقات رکھنے میں انھیں اسلام کے کن قوانین اور حدود و قیود کا خیال رکھنا چاہیے۔

آج سے چالیس پچاس سال قبل تو شاید یہ معلومات صرف ان مسلمانوں کے لیے ضروری تھیں جو تعلیم کے حصول، کاروبار یا بسلسلہ ملازمت امریکا اور یورپ کے ممالک میں قیام پذیر ہوتے تھے۔ تاہم گذشتہ دو تین عشروں میں تو یہ سوال ایک حقیقت کے طور پر سامنے آ گیا ہے کہ اس سے صرفِ نظر کرنا کسی ہوش مند فرد کے لیے کسی صورت بھی مناسب نہیں۔ اگر کسی کے دل میں موجودہ نوجوان نسل کے بارے میں ''معصوم، ہونے کا خیال ہے تو یہ خود فریبی ہے اور حقائق سے کورچشمی کی دلیل!

پاکستان میں نوجوان نسل جس تیزی کے ساتھ بگاڑ کا شکار ہورہی ہے، اس کا اندازہ اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں سے باآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ گذشتہ دنوں راولپنڈی کے ایک سکول کی تین طالبات اور تین طلبہ کے سکول سے غائب ہو جانے اور پھر دو تین دن کے بعد پشاور کے ایک ہوٹل سے برآمد ہونے کا واقعہ جس خطرناک رجحان کی نشان دہی کر رہا ہے وہ ہماری آنکھول دینے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔ یہ صورتِ حال تو یوں سامنے آئی کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دو تین دن تک گھروں سے

SULEMANI.COM.PK

غائب رہے، وگرنہ صبح جا کر شام تک یونی ورسٹی، کالج اور ہوٹلوں میں وقت گزار کر شام کو واپس آنے والے بچوں کا تو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا!

اس ضمن میں جنرل (ر) عبدالقیوم لکھتے ہیں کہ: ''مغرب کا نعرہ، آزادی، وہ آزادی ہے جس کو ساری مہذب دنیا مادر پدر آزادی کہتی ہے۔ اس آزادی کا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کی جواں سال بیٹیاں اور بیٹے بے شک بغیر شادی کے اپنے جوڑے چن لیں، حتیٰ کہ ناجائز بچے بھی پیدا کر لیں تو ماں باپ کو یہ حق نہیں کہ وہ ان سے کوئی سوال بھی کر سکیں۔ بدقسمتی سے اب پاکستانی معاشرے میں بھی بے حیائی عام ہوتی جا رہی ہے۔ کیبل پر انتہائی واہیات پروگرام دیکھ کر اب ٹیلی ویژن پر شرم و حیا سے عاری اشتہار بھی مہذب لگنے لگے ہیں۔ موبائل ٹیلی فون، انٹرنیٹ اور کیبل نیٹ ورک کے غلط استعمال سے ہماری نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے۔'' (نوائے وقت، ۱۱ مئی ۲۰۱۲ء)

اس پس منظر میں ہمیں اس سوال پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا اسلام نے انسانی زندگی کے اس اہم ترین شعبے (جنسیت) کے بارے میں کوئی رہنمائی دی ہے یا دیگر مذاہب کی طرح اس بارے میں انسان کو مادر پدر آزاد چھوڑ دیا گیا ہے؟

جنسیت: ایک طائرانہ تاریخی جائزہ:

تاریخ انسانی کے طویل دور میں جنسیت کے حوالے سے انسان دو انتہاؤں کے درمیان ہچکولے کھاتا نظر آتا ہے۔ ایک انتہا یہ ہے کہ انسان پر اس حوالے سے کوئی قانونی، اخلاقی، معاشرتی یا مذہبی پابندی عائد نہیں۔ وہ جب، جہاں اور جس کے ساتھ چاہے اس جبلت کی تسکین کر سکتا ہے، اور مرد پر بالخصوص اس کے نتائج کے بارے میں کسی قسم کی کوئی پابندی بھی عائد نہیں ہوتی۔ اسے مغرب کے موجودہ زمانے کی اصطلاح میں مادر پدر آزاد جنسی آزادی (Free Sex) کہتے ہیں۔ تاہم، یہ کوئی انوکھا اور جدید تصور نہیں۔ قرآن کریم نے مصر کے ہزاروں سالہ پرانے جاہلی معاشرے میں انفرادی

اوراجتماعی سطح پر(Group Sex) کی تصویر کشی سورۂ یوسف (۱۲:۲۳-۳۰) میں کردی ہے۔انسانی زندگی میں جنسی رویے کی دوسری انتہا جس کا ذکر بھی قرآن کریم نے سورۂ حدید (۵۷:۲۷) میں کر دیا ہے، وہ راہبانہ تصور ہے جس کا تعلق اس فطری جبلت کوختم کرنے کے لیے دنیوی علائق کو تیاگ دینے اور لنگوٹ کس کر جنگلوں، پہاڑوں میں زندگی بسر کرنے سے ہے۔عیسائیت میں اس تصور کوفروغ دینے کا بانی سینٹ پال تھا، جس کے بعد متعدد کلیسائی رہنماؤں نے نہ صرف اس کی تلقین کی بلکہ اس پرعمل پیرا بھی ہوئے۔تاریخ انسانی ان راہبوں کے گھناؤنے اور انسانیت کش حالات سے بھری ہوئی ہے جس کے تحت شادی (نکاح) کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان تعلقات کوبھی بنظر تحسین نہیں دیکھا گیا۔

اٹھارھویں صدی عیسوی یورپ کی عورتوں کے لئے بالخصوص اور تمام دنیا کی عورتوں کے لیے بالعموم ایک ایسی 'بدقسمت صدی' ثابت ہوئی جس کے مسائل اور آلام ومصائب سے انسانیت آج تک بلبلا رہی ہے اور نہ معلوم کتنے عرصے تک اسے اس کے برے اثرات کا سامنا کرنا پڑے۔۱۷۶۰ء کی دہائی سے شروع ہونے والے صنعتی انقلاب کی وجہ سے دیہاتوں سے شہروں کی جانب آبادی کے بہاؤ (Urbanization) کے نتیجے میں یورپ کے بڑے بڑے شہر تو آباد ہو گئے لیکن اس کی وجہ سے یورپین خاندانی اور معاشرتی ڈھانچا زیروزبر ہو کر رہ گیا۔ بعدازاں جنگ عظیم اوّل اور دوم کی وجہ سے مردوعورت کے تناسب میں ایک ایسا تفاوت پیدا ہو گیا جس کے نتیجے میں جنسی وصنفی انارکی کا ایک طوفان بے محابہ اٹھ کھڑا ہوا۔عورتوں کو اپنے خاندان کے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے نہایت قلیل معاوضے پرطویل دورانیے کے لیے کام کرنا پڑا۔سرمایہ دار نے ان کی محنت کا ہی استحصال نہیں کیا بلکہ ان کی عزت وعصمت کا بھی سودا کرلیا۔

صنعتی انقلاب کے تلخ پھل جو کام کی زیادتی، کم تنخواہ، عزتِ نفس کے مجروح ہونے اور عصمت وعفت کے لٹ جانے کی شکل میں ظاہر ہوئے، ان کی وجہ سے یورپین عورت

SULEMANI.COM.PK

اس امر پر مجبور ہوگئی کہ وہ شادی کے بندھن سے چھٹکارا حاصل کرے۔ کیونکہ وہ یک وتنہا بیمار یا معذور خاوند اور بچوں کے خاندانی نظام کو چلانے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ علاوہ ازیں، صنعتی ترقی نے لوگوں کو جہاں سہولیات اور آسائشات مہیا کیں، وہیں ان کی زندگیوں میں تلخیاں بھی بھر دیں۔ اب گھر میں ان تمام سہولیات کی فراہمی کے لیے عورت کو بھی اتنا ہی کام کرنا پڑا جتنا قبل ازیں مرد کیا کرتا تھا اور یہیں سے خاندانی نظام میں توڑ پھوڑ شروع ہوئی۔

عورت گھر سے باہر نکلی تو دنیا کے تقاضے مختلف پائے۔ اب اس کے سامنے دو راستے تھے: ایک تو یہ کہ گھر واپس لوٹ جائے، مگر اس صورت میں سہولیات اور آسائشات سے محرومی نظر آتی تھی۔ دوسری راہ اس سے بالکل متضاد تھی کہ وہ مرد کے ساتھ مسابقانہ اصول کے تحت اپنی نسوانیت کو خیر باد کہتے ہوئے شرم وحیا کو بھی بالائے طاق رکھے اور 'ہل من مزید' کی آس میں مرد کی ہوس کا شکار ہوتی رہے۔ یہ راہ اسے جنسی بے راہ روی کے اس میدان تک لے گئی جہاں عورت اب ماں، بہن، بیوی یا بیٹی نہیں رہی تھی بلکہ جنسی کشش اور دعوت کا نمونہ بن گئی۔ انھی حالات میں اس کے اندر پیدا ہونے والی سوچ نے ایک ردعمل کو جنم دیا جو بتدریج بڑھتا ہوا احتجاجی مظاہروں، جلسے جلوسوں اور تشہیری مہم کے ذریعے اس قدر طاقت ور ہوگیا کہ نتیجتاً عورتوں کو مردوں کے برابر معاوضے کا حق مل گیا۔

بات یہیں تک رک جاتی تو گوارا تھا۔ عورت گھر سے باہر نکلی، کام اور معاوضے کا حق تسلیم کیا گیا، ہر سطح پر برابری ملنے لگی تو بالآخر معاملہ نسوانی تحریکوں (فیمینزم) کے ایک چونکا دینے والے مرحلے میں داخل ہوگیا۔ عورتوں نے شادی کے ادارے ہی کو چیلنج کر دیا۔ ان کے خیال میں شادی اور خاندان کا ادارہ عورت کو محکوم بنانے کی 'مردانہ سازش' تھی۔ اس 'سازش' کے خلاف 'جنگ' یوں جیتی جاسکتی تھی کہ عورت بیوی اور ماں بننے کے لیے 'خودمختارانہ فیصلے' کرنے کی اہل ہو۔ یوں سمجھئے کہ گیند اب ایک ڈھلوان سڑک پر تھی

جو آگے ہی آگے چلی جا رہی تھی۔ عورتوں نے جنس کے فطری تقاضے کی تسکین کے لیے ازدواجی حدود یکسر مسترد کر دیں اور ایک نیا نعرہ بلند ہوا کہ ''عورت کا جسم اس کی اپنی ملکیت ہے جس پر کسی دوسرے کا کوئی اختیار نہیں۔'' مردوں کے لیے یہ امر خوش کن تھا۔ عورت اور مرد، دونوں اپنے اپنے گمان میں مسرور اور مطمئن ہو گئے۔ لیکن اس کی کس قدر قیمت طبقۂ نسواں اور انسانیت کو ادا کرنی پڑی اس کا ابھی تک مکمل شعور انسان کو نہیں ہو سکا۔

اٹھارھویں صدی میں چرچ اور سائنس کے درمیان جو جنگ لڑی گئی اس میں چرچ کے غیر عقلی اور غیر منطقی طرزِ عمل سے اس کا دائرہ عمل یورپ کی سوشل زندگی اور بالآخر ریاست کے دائرہ کار سے بالکل علیحدہ ہو گیا۔ انقلابِ فرانس اور مارٹن لوتھر کے ذریعے الحادی نظام کو جڑ پکڑنے کا موقع ملا اور یوں چرچ نے خود اپنے آپ کو ویٹی کن سٹی (روم) کی چار دیواری تک محدود کر لیا۔ مزید برآں عیسائیت کو دیگر تمام الہامی مذاہب کے برابر گردانتے ہوئے یورپی مفکرین نے تمام مذاہب بشمول اسلام کو بھی خدا اور انسان کے درمیان ایک پرائیویٹ تعلق کی حد تک محدود کرنے کا پرچار شروع کیا، جس سے موجودہ زمانے کے مسلمان بھی اس تصور کے قائل ہو گئے، اور یوں دین و دنیا کی دوئی کا تصور جڑ پکڑتا چلا گیا جس کے نتائج بد سے آج انسانیت کراہ رہی ہے۔

موجودہ زمانے میں عورتوں کی عزت و احترام کے کھو جانے کی وجہ سے عورت، مردوں کے ہاتھوں جنسی شہوت اور لذت کے حصول کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔ یورپ، امریکا اور بھارت کی عریاں فلم سازصنعت (Pornographic Industry) اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان حالات میں ہر اس عورت سے، قطع نظر اس سے کہ اس کا تعلق مشرق سے ہے یا مغرب سے، وہ مسلم ہے یا غیر مسلم، وہ امیر ہے یا غریب لیکن جو تہذیب جدید کی دوڑ میں شریک ہونے کی خواہش مند ہے، اس سے ایک سوال پوچھنے کو جی چاہتا ہے کہ کیا اس کی زندگی کا آئیڈیل صرف ایک پلے گرل (Play Girl) بننا ہی رہ

SULEMANI.COM.PK

گیا ہے کسی پلے بوائے(Play Boy) کے ہاتھوں؟

انسانی زندگی میں جنسیت کی اہمیت وضرورت:

جنسیت کا موضوع، انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کی حدود اخلاق، تہذیب وثقافت سے ملتی ہیں، اور قانون کے علاوہ معاشرتی آداب اور طور طریقوں سے بھی۔ اگرچہ جنسیت ایک انسانی جبلت ہے، تاہم نکاح کے نتیجے میں بچوں کی پیدائش کے ذریعے انسانی معاشرے کی بقا اور ترقی کا انحصار بھی اس امر پر ہے کہ اس جبلت کو کس طرح ایک ضابطے کے تحت رکھا جائے۔ اس کا اظہار کس طریق پر ہونا چاہیے اور اس سے کس حد تک استفادہ یا اجتناب کرنا ضروری ہے۔ تاریخ انسانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب اور جس جگہ جنسیت اس قدر عام ہو جاتی ہے جیسا کہ امریکا اور دیگر مغربی ممالک میں، تو بلاشبہ وہاں معاشرے اور قوم کو اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ یونان، روم، ہندوستان، نیز قدیم مصری تہذیبوں کا خاتمہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ان ممالک میں انصاف کم یاب، طبقاتی تفریق ایک حقیقت، اور بے لگام جنسیت عام ہوگئی تھی۔ پھر قانونِ الٰہی کے مطابق وہ اقوام بالآخر نیست و نابود ہوگئیں۔ ایک انسان اس امر کا اندازہ نہیں کرسکتا کہ ان قوموں سے قدرت نے کس قدر سخت انتقام لیا، اور اس طرح کی خوف ناک سزا کسی قوم کو اس وقت ہی ملتی ہے جب وہ جنسیت کے بارے میں مادر پدر آزاد رویہ اختیار کرلیتی ہیں یہاں اس امر کی صراحت شاید ضروری ہو کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں جنسی جذبے کی تسکین بے محابہ انداز میں کی جارہی ہے، وہاں خاندانی نظام تلپٹ ہوکر رہ گیا ہے۔ ایسے حالات میں خاندان کا ادارہ جس کے ذریعے مستقبل کی نسل کی پرورش کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے قائم نہیں رہتا۔

دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے موجودہ حالات کے پیش نظر یہ خیال کہ وہ ایک بہت

بڑے حادثے سے دوچار ہونے والے ہیں، بعید از قیاس نہیں......اگر ان ممالک کے نوجوان طبقے میں عیسائیت کے خلاف جو جذبہ بغاوت پیدا ہو گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ تاہم، اس مقالے کے آغاز میں جن چند واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے، کیا وہ واضح کرنے کے لیے کافی نہیں کہ پاکستان میں بھی حالات ان ممالک سے بہت زیادہ مختلف نہیں۔ بدقسمتی سے یہاں مذہبی لیڈر حضرات نے معاشرے کے مختلف طبقوں کو، جس میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں سرفہرست ہیں، جنسی جذبے کی اہمیت اور انسانی زندگی میں اس کے جائز اور صحیح استفادے کے بارے میں بتانے سے مجرمانہ حد تک تساہل و تغافل برتا ہے۔ اس ضمن میں زیادہ تر لٹریچر تعزیروں اور عذابوں کی تکرار پر مشتمل ہے، جسے آج کا تعلیم یافتہ اور بالخصوص مغربی تعلیم سے متاثر پاکستانی نوجوان طبقہ آسانی سے قبول کرنے کو تیار نہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے منطقی اور سماجی حالات کو مدنظر رکھ کر سوچنے سمجھنے کا خوگر بنایا جائے کہ جسے اہل مغرب ''محض دو افراد کے درمیان وقتی لذت کوشی اور فطری جذبے کی تسکین'' کا نام دیتے ہیں، حقیقت میں اس کے اثرات نہایت ضرر رساں اور خوف ناک ہو سکتے ہیں۔ انسانی زندگی میں نکاح یا بیاہ کی ضرورت، خاندانی نظام کے قیام، بچوں کی تربیت، نیز میاں بیوی کے درمیان محبت و مودت پر مبنی تعلیمات اور خاندان کے درمیان اتفاق و اتحاد کے مثبت نتائج سے انھیں آگاہ نہیں کیا جاتا۔ جب تک کہ موجودہ روش کے نتیجے میں گھریلو تشدد، بچوں کی تربیت پر مضرت رساں اثرات، طلاق اور اس سے متعلقہ نفسیاتی، معاشی اور معاشرتی مسائل کی طرف ان کی توجہ نہیں دلائی جاتی، محض پند و نصائح پر مشتمل چند لمحوں کی گفتگو کسی طور بھی مطلوبہ نتائج کی حامل نہیں ہوسکتی۔ جنسی ہیجانات کی وجہ سے مسلم سوسائٹی میں سخت خلفشار برپا ہے، جو ہر آنے والے لمحے میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اس بارے میں اسلامی رہنمائی تو موجود ہے مگر اس موضوع کو 'شجر ممنوعہ' بنا دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات پر مبنی مناسب لٹریچر کی عدم موجودگی،

SULEMANI.COM.PK

یا کم دستیابی کے نتیجے میں نوجوان طبقہ مجبوراً یہ معلومات ٹی وی، ڈش اور انٹرنیٹ سے حاصل کرر ہا ہے، اور چونکہ ان ذرائع سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں، ان میں لذتیت کا پہلو بہت نمایاں ہوتا ہے، اس کی وجہ سے نوجوان طبقہ اسی ایک پہلو پر عمل کرتا ہے۔ یوں معاشرے میں بہت سے اخلاقی اور معاشرتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

اسلام میں انسان کی جسمانی، روحانی، عقلی اور جذباتی احساسات کی تمام تر ضروریات کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم نے زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں چھوڑا جو انسانی زندگی کی کامیابی کے لیے ضروری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحت و جوانی کے ساتھ ساتھ جنسی داعیہ بھی دیا ہے، لہٰذا اس کو ختم کرنا یا اس سے جائز طریق پر استفادہ نہ کرنا منشائے الٰہی نہیں ہوسکتا۔ اسلام کے نزدیک کوئی ایسا کام جو انسانی زندگی میں انتہائی دنیوی سمجھا جاتا ہو اگر احکام خداوندی کے مطابق کیا جائے تو وہ ایک روحانی اور مذہبی عمل بن جاتا ہے، حتیٰ کہ میاں بیوی کے درمیان تعلق بھی ایک باعث ثواب عمل بن جاتا ہے۔ یہ اسلام کا ایک طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اس طرح باہم سمو دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

درج بالا گفتگو سے اب ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں جہاں ایک شخص کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر وہ کون سی تعلیمات ہیں جو اسلام نے ایک مسلمان کو اپنی جنسی زندگی کی رہنمائی کے لیے دی ہیں؟ بہت سے لوگوں کو اکثر اوقات اس بات پر ہی اچنبھا محسوس ہوتا ہے کہ کیا اس موضوع پر بھی قرآن کریم جیسی الہامی کتاب میں کوئی رہنمائی دی گئی ہے؟ صدیوں تک ہندوؤں کے ساتھ رہنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کو بھی ایک مذہب ہی سمجھا گیا جس کے معنی صرف عبادت (پوجا پاٹ) کے لیے چند ظاہری رسوم کی پیروی کرنا ہے۔ مغربی تعلیم و تہذیب کے زیر اثر یہ بات ہمارے ذہنوں میں راسخ ہوگئی کہ دنیاوی معاملات از قسم شادی بیاہ، لین دین، سیاست، اخلاق اور زندگی کے دیگر مختلف پہلوؤں میں ہم آزاد ہیں کہ جس طرح چاہیں اپنی مرضی سے یا معاشرے میں مروجہ رسم و

رواج کے مطابق عمل کریں یہ ذہن اسلامی تعلیمات اور اسوہ رسول ﷺ سے کوسوں دور ہی نہیں بلکہ متصادم بھی ہیں۔ اس جگہ اس امر کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ اسلام دنیا کے معروف معنوں میں کوئی مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا طریقہ کار ہے جس نے مسلمانوں کو زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات کے لیے واضح ہدایات دی ہیں۔ اسی طرح اس میں حضرت محمد ﷺ کے زمانے سے لے کر قیامت تک کے انسانوں کے لیے ان کی جنسی زندگی کے لیے بھی ہدایت ورہنمائی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

❀❀❀

ضمیمہ د :

ازدواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے چند کوائف

اسم ہائے گرامی ازدواج مطہرات	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب شادی ہوئی	دیگر کوائف	شادی کے وقت ازدواج کی تعداد
حضرت خدیجہؓ	۲۵ سال ۵۹۵ء نبوت سے ۱۵ سال قبل	بیوہ...... چالیس سال عمر تک دو مرتبہ شادی ہوئی۔ ۶۵ سال کی عمر میں وفات	۱
حضرت سودہؓ	۵۰ سال عمر۔ نبوت کے دسویں سال	بیوہ...... عمر ۵۰ سال۔ وفات ۲۲ھ	۱
حضرت عائشہؓ	۵۵ سال عمر۔ ۲ ہجری	کنواری...... عمر ۹ سال، وفات ۶۶ سال کی عمر میں ہوئی	۲
حضرت حفصہؓ	۵۶ سال عمر۔ ۳ ہجری	بیوہ...... عمر ۱۸ سال، وفات ۴۵ ہجری	۳
حضرت زینبؓ بن خزیمہ	۵۶ سال عمر۔ ۳ ہجری	بیوہ...... عمر ۳۵ سال۔ شادی کے چند ماہ بعد وفات ہوگئی	۴ لیکن وفات کے بعد ۳
حضرت ام سلمہؓ	۵۷ سال عمر۔ ۴ ہجری	بیوہ...... عمر رسیدہ۔ وفات	۴
حضرت زینبؓ بنت جحش	۵۸ سال عمر۔ ۵ ہجری	مطلقہ۔ ۳۵ سال عمر۔ وفات ۲۰ ہجری کو بعمر ۵۳ سال	۵
حضرت جویریہؓ بنت الحارث	۵۸ سال عمر۔ ۵ ہجری	بیوہ...... ۲۰ سال۔ وفات ۵۰ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی	۶
حضرت ام حبیبہؓ	۵۹ سال عمر۔ ۶ ہجری	مطلقہ۔ عمر ۳۵ سال۔ وفات ۴۴ ہجری میں ۷۳ سال کی عمر میں ہوئی	۷
حضرت صفیہؓ بن حی بنت اخطب	۶۰ سال عمر۔ ۷ ہجری	بیوہ...... ۱۸ سال۔ وفات ۳۵ ہجری ۶۰ کی عمر	۸
حضرت میمونہؓ بنت الحارث	۶۰ سال عمر۔ ۷ ہجری	بیوہ...... عمر رسیدہ۔ وفات ۵۱ ہجری	

SULEMANI.COM.PK

حوالہ جات(Refrences)

(الف)اردو:

۱۔ ابو الاعلیٰ مودودی سید (مولانا)، تفہیم القرآن، جلد اول، ترجمان القرآن لاہور

۲۔ ابوالاعلیٰ مودودی سید (مولانا)، تفہیم القرآن، جلد دوم، ترجمان القرآن لاہور

۳۔ ابوالاعلیٰ مودودی سید (مولانا)، تفہیم القرآن، جلد سوم، ترجمان القرآن لاہور

۴۔ ابو الاعلیٰ مودودی سید (مولانا)، تفہیم القرآن، جلد چہارم (د)، ترجمان القرآن لاہور

۵۔ ابوالاعلیٰ مودودی سید (مولانا)، تفہیم القرآن، جلد پنجم (ر)، ترجمان القرآن لاہور

۶۔ ابو الاعلیٰ مودودی سید (مولانا)، تفہیم القرآن، جلد ششم، ترجمان القرآن لاہور

۷۔ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل ۲۵۰ھ، صحیح بخاری جلد ۱ تا ۳، اردو ترجمہ علامہ وحید الزماں

۸۔ التبریزی، ولی الدین بن عبداللہ ۷۳۷ھ، مشکوٰۃ شریف۔ جلد دوم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۹۔ اوریا مقبول جان ۲۰۰۶، مضمون ''میٹھا زہر'' روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲ جون ۲۰۰۶ء

۱۰۔ امام مسلم، ابوالحسن ۲۶۱ھ، صحیح مسلم جلد اول (انگریزی ترجمہ) پروفیسر عبدالحمید صدیقی۔ محمد اشرف پبلشرز، لاہور

SULEMANI.COM.PK

۱۱۔ انصار عباسی ۲۰۱۲، ہماری غلامانہ ذہنیت اور بے حیائی، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن جلد۲، عدد ۷، ۶۳ تا ۸۲، جولائی

۱۲۔ عبدالقیوم (لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ) ۲۰۱۲، مضمون ''مومن کا زیور......حیا...... روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، مئی۔

۱۳۔ عبدالقادر جیلانی (ڈاکٹر) ۲۰۰۵، اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ: مستشرقین کی نظر میں (اردو) پی ایچ ڈی مقالہ کراچی یونیورسٹی کراچی مطبوعہ بیت الحکمت لاہور

۱۴۔ عائشہ رباب ۲۰۱۲، قسم قسم کی مائیں۔ مضمون روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی ۱۱ مئی

۱۵۔ غلام اکبر خان ۲۰۱۱، مضمون ''حملہ ہو چکا ہے'' روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۲

۱۶۔ ریاض اختر ۲۰۰۸، النساء فی القرآن، قرآن کریم میں خواتین کا تذکرہ...... کلاسیک لاہور۔

۱۷۔ سعید آسی ۲۰۱۲، مضمون ''میڈیا کا اودھم، خدا کی پناہ۔ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، مئی

۱۸۔ محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) ۱۹۹۹، قرآن حکیم اور علم الجنین، ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور

۱۹۔ محمد آفتاب خان (ڈاکٹر) ۱۹۹۹، جنس اور جنسیت: اسلامی تناظر میں، نشریات، لاہور

English:

20- Abdul- Mabud, Shaikh (1998), 'An Islamic View of Sex Education.' In Michael J. Reiss and Shaikh Abdul-Mabud, *Sex Education and Religion,* Cambridge: The Islamic Academy, pp.98-34

21- Abdul- Mabud, *Sex Education and Religion,* Cambridge: The Islamic Academy, pp.19-34

SULEMANI.COM.PK

22- Abdullah Yusuf Ali 1979. The Holy Quran. Text, Translation and Commentary. S. Muhammad Ashraf, Publishers, Lahore Pakistan.

23- Amata-Ullah Islam. 1993. The girls friend, boy friend relationship. Part I preventing the girl friend, boy friend relationship. On line http://www.understanding tripod.com/girlfriend.html

24- Anon, 1991 Sex education in the school curriculum. The Religious Perspective---- An Agreed Statement. The Islamic Academy and Department of Education, University of Cambridge, U.K.

25- Anon, 1993 The Macmillan Health Encyclopedia.

26- Anon 1996 Teaching Fear--- the Religious Rights Campaign against Sexuality Education. Education Focus on Faith, U.S.A.

27- Anon, 2005, Base Line Study of Health Education Learning Program (HELP). Agha Khan Foundation Pakistan The Global Fund.

28- Ashraf, Syed Ali (1998a). 'Foreward: Sex Education Necessity or Otherwise?' In Michael J. Reiss and Shaikh Abdul Mabud (Eds.), *Sex Education and Religion,* Cambridge: The Islamic Academy, pp.1-4.

29- Ashraf, Syed Ali (1998a). 'Concept of Sex in Islam and Sex Education' In Michael J. Reiss and Shaikh Abdul Mabud (Eds.), *Sex Education and Religion,* Cambridge: The Islamic Academy, pp.53-62

30- Asma, Aftab. 2002 Feminism: An Literary Perspective the Daily DAWN, Islamabad, Nov. 2, 2002.

31- Asma, Aftab. 2012 Gender Politics: Falsifying Reality. Emel Publications, Islamabad.

32- Ather, Shahid (1992). *Sex Education: An Islamic*

Perspective. A Lecture at Ohio State University.

33- Barbara Dafoe Whitehead 1994. The Failure of sex education. The Altantic Monthly October: 33-80.

34- Bushnell, Pam and L. Lucas (14 April 2001). *Some Facts to be Known to Children,* <http://www.kidhealth.org/parents/positive/talk/sex/html>.

35- Christine. B. Whealan 1998 Singles (Single Sex Class Room) National Review Inc. September 19, 1998.

36- D'Oyem, F.M. (1996). *The Miracle of Life - A Guide to Islamic Family Life and Sex Education for Young People,* Leicester: The Islamic Foundation.

37- Dennis, Tucker (02 July 1998). Abstinence-based Sex Education Under Attack, <http://free.prohosting.com/-tfasctor/morality/abstinence. based sex education. Tucker. html>.

38- George, F. Gilder. 1975 Sexual Suicide. Bantom books, New York.

39- George Rylexcott 1982. The Position or Women in Islam (As Quoted by Nuzhat and Khurshid Ahmad) Islamic Book Publications, Safat Kawait.

40- Greenwood. M.D. 1963 Unusal Sex Practices (4th Printing) Agnel Corp. Hollywood, California, U.S.A.

41- Hassan. H. 2000. Obstetrics and Gynecology Chapter 5. Sex; Islamic. Org. for Medical Sciences (IOMS) State of Kuwait.

42- Huma Ahmad 1999. Muslim college life; dating, drinking and Deen.Online:http//www.jannan.org/articles/dating/html.

43- Iqra Trust 1993. Religion, Ethnicity and Sex Education. Exploring the issue. compiled by Rachel Thomason. Sex Education Forum.

44- Kalusner, S.Z. (1972). 'Sex Behavior: Social Aspects', *International Encyclopedia of Social Sciences,* New York:

SULEMANI.COM.PK

The Macmillan Company and Free Press.

45- Khan, Muhammad Aftab and Amina Aftab (2010). *Embryology and the Quran,* (English). Lahore: Idara Matbooat-e-Sulemani.

46- Khan, Muhammad Aftab (2006) *Sex and Sexuality in Islam,* Lahore: Nashriyat.

47- Khan, Muhammad Aftab (2012) Sex Educationn: Addressing The Contemporary Issues and Challenges in Muslim Countries (2012- Under Publication) Islamic Academy, Cambridge, United Kingdom.

48- Khan, Muhammad Aftab and A.H. Siddiqui (Oct-Dec. 1989). 'Revelations in the Quran about the Process of Reproduction', *S&T in the Islamic World,* Vol. 7-4, pp. 11-28.

49- Khan, Muhammad Aftab and Muhammad Ahsan (2010) *Quranic Approach to Sex Education Lambert Academic Publishing,* Germany.

50- Kinsey, A; W.B. Pomeroy; and C.E. Martin (1953a). *Sexual Behavior in the Human Female,* Philadelphia and London: Saunders Company.

51- Kinsey, A; W.B. Pomeroy; and C.E. Martin (1953b). *Sexual Behavior in the Human Female,* Philadelphia and London: Saunders Company.

52- Louise Palmer, (2001). *Sex Education in Church,* Luman: Religious News Service Correspondent.

53- Marra, William A. (1998). 'The Two Direction of Sex Education'. *Faith Newsletter,* USA: Catholic United.

54- Mary Rose McGeary, 1991.God's Lost Children-- the Shocking Story of Amercia's Homeless Kids. Covenant House, 346 West, 17/k Street, New York.

55- Maurice, B. (2000). *The Bible, the Quran and Science,* USA: American Trust Publication.

56- Moore, K.L. and A.M. Azandani (1983). *The Developing Human with Islamic Additions and Correlation Studies with Quran and Sunnah* (3rd ed). London: W.B. Saunders Co.

57- Ollivier, Debra, A. (06 December 1999). Sex Education with a Contraceptive Chaser. <http://www.salon.com/mwt/feature/ 1999/12/06/ pill/print.html>.

58- Paster, V.R. (February 2000). *How to Talk to Your Children about Sexaulity,* New York: Planned Parenthood Federation of America.

59- Patrica Cyosexton. 1969. The Feminized Male, white color and The decling of Manliness 125-132, Random House New York.

60- Priscilla, Pardini (1998) 'Federal Law Mandates only Abstinence Sex Education: Fundamentalists Successfully Pushed Stealth Legislation', *Rethinking Schools,* Vol. 2-4, pp.16-18.

61- Qaradawi, Yousaf A. (1999). *The Lawful and Prohibited in Islam* (Urdu), Lahore: Islamic Publication.

62- Reiss Michael J. and S. Abdul Mabud (1998.), *Sex Education and Religion,* Cambridge: The Islamic Academy.

63- Salah-ud-Din, Karyen Pryer (07 September 1998). *Conflicting Values in Muslim Teenagers in High School* (Courtesy Islamzine), <http://www.themodernreligion.com /teens/teenhigh.htm>.

64- Sarwar, G. (1996). Sex Education: The Muslim Perspective (3rd Ed.), London: Muslim Education Trust.

65- Shibaeva, A.N. (1979). 'Sex Education' Great Soviet Encyclopeadia, Vol. 20.

66- Suise, Shellen Berger (1996). When someone you Know is sexually abused. Focus on the Families, Publishing Colorado Springs, Colorado.

SULEMANI.COM.PK

67- Tufail, M. (1999). Islamic Sex Education? Sex in our Society, Sex in Islam and the Hypocrisy of our Society, An article written in response to an article "Sex Everywhere" Pakistan: Chowk Forum.

68- Ulanowsky, Carole (1998), 'Sex Education: Beyound Information to Values. In Michael J. Reiss and Shaikh A. A. Mabud (1998.), *Sex Education and Religion,* Cambridge: The Islamic Academy. U.K.

69- Warwick, R and P.L. Williams(1973). Gray's Anatomy (35th Ed), Edinburgh: Longman Group.

70- Whealan, Christine, B. (September 19, 1998). 'Single Sex Class Room', National Review Inc. pp.13-15.

71- Wndey, Kaminer 1998. The Trouble with Single Sex School The Atlantic Monthly, Vol 81(4) 22-36. April, 1998.